رسالہ سلاجیت

کویراج جگن ناتھ وئید واچسپتی

رسالہ سلاجیت

کبیراج جگن ناتھ وید واچسپتی

جس میں سلاجیت کی ماہیت۔ اقسام۔ مصفےٰ کرنے کے طریقے خالص سلاجیت کی شناخت۔ کیمیائی تجزیہ۔ طریقہ استعمال اور افعال وخواص وغیرہ بیسیوں امور کے متعلق کما حقہٗ واقفیت بہم پہنچائی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں کئی سینہ کے پوشیدہ وتجارتی راز پوری دریادلی سے طشت ازبام کیے گئے ہیں۔
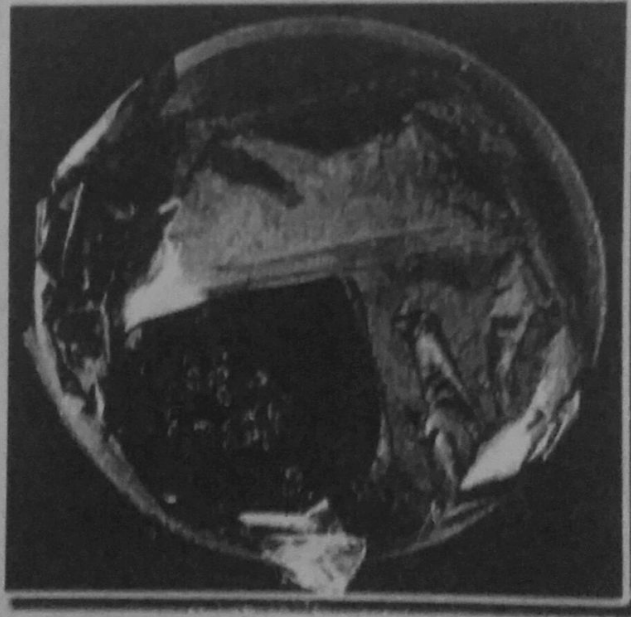
ادارہ مطبوعات سلیمانی

: sulemani@gmail.com
: www.sulemani.com.pk

ہیڈ آفس: رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور 042-37232788, 042-37361408

برانچ آفس: ۳۔ پی بیازہ حکیم عقب خان بازار ... چوک ... لاہور 042-37312648, 37352802

فہرست مضامین

گذارش احوال

طبع اول

شلاجیت طب آیورویدکی ایک بہت قدیمی مایۂ ناز نامور معدنی دوا ہے۔ زمانہ قدیم سے ہمارے بزرگ بہت سی بیماریوں میں اس کا استعمال کثرت سے کرتے چلے آئے ہیں۔ چنانچہ چرک سسشرت اور واگ بھٹ جیسی آیوروید کی مشہور و مستند اور قدیمی کتب میں اس کی ماہیت اقسام اور اوصاف و خواص کے متعلق مفصل ذکر آیا ہے' علاوہ ازیں کئی ''تنتری گرنتھوں'' میں اس کا تذکرہ پایا جاتا ہے۔ بدھ مذہب کے زمانہ میں اس زود اثر و مفید دوا کے استعمال کا خاص دستور ہو گیا تھا۔ اور اس وقت اس کے استعمال کا زیادہ رواج چلا آیا ہے۔ اور فی زمانہ ہندوستان کے اکثر باشندے خواندہ ہوں یا ناخواندہ اس کے نام و استعمال سے بخوبی آشنا ہیں۔ البتہ اس دوا کا علم ہمارے یونانی اور عربی بزرگوں کو نہ تھا۔ جس کی وجہ سے انہوں نے اپنی تصانیف میں اس کا کہیں بھی ذکر نہیں کیا۔ اسی طرح طب جدید کے میٹریا میڈیکا بھی اس کے ذکر سے خالی ہیں۔ اگرچہ اس کی شہرت و فائدہ کی تعریف سن کہ بنگال کے کئی نامی و گرامی ڈاکٹروں مثلاً مہا اپادھیائے کویراج ڈاکٹر گن ناتھ سین صاحب ایم۔ اے۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ کلکتہ' مرحوم۔ ڈاکٹر ہیم چندر سین صاحب ایم۔ ڈی لیکچر آف میٹریا میڈیکا اینڈ تھراپوٹکس کیمیکل میڈیکل سکول کلکتہ ڈاکٹر ویدناتھ چرن رائے۔ ایم۔ بی ڈیمانسٹریٹر آف پیتھالوجی کارمچیکل میڈیکل کالج کلکتہ وغیرہ نے ذاتی طور پر اس کے متعلق کافی پڑتال کی ہے اور آخر الذکر ہر دو حضرات نے اس کے خواص و فوائد اور طریقہ استعمال وغیرہ پر اپنے قابل قدر اور قیمتی تجربات بہ ترتیب انڈین میڈیکل ریکارڈ کلکتہ بابت ماہ مئی ۱۹۰۲ء اور جرنل آف آیوروید کلکتہ بابت ماہ دسمبر ۱۹۲۴ء میں قلمبند کیے ہیں۔ علاوہ ازیں حال ہی میں اسکول آف ٹراپیکل میڈیسن کلکتہ کے پرنسپل لیفٹیننٹ کرنل ڈاکٹر رام ناتھ صاحب چوپڑہ ایم۔ اے۔ ایم۔ ڈی نے بھی اس کے متعلق کافی تحقیقات کی ہے کہ جو انہوں نے اپنی تازہ تصنیف انڈی جینس ڈرگز آف انڈیا میں درج فرمائی ہے۔

غرضیکہ سلاجیت کے متعلق یا تو کچھ واقفیت سنسکرت کی قدیمی کتب سے حاصل ہو سکتی ہے یا چند انگریزی رسالہ جات و کتب سے لیکن شومئے قسمت سے ہر دو زبانوں سے واقف حضرات زیادہ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے قابل وئید و حکیم اصحاب بھی اس کے متعلق پوری پوری واقفیت نہیں رکھتے۔ اگر کچھ اصحاب رکھتے ہیں تو صرف اپنے لیے۔ وہ ان خیالات سے دوسروں کو سرفراز کرنا مناسب نہیں سمجھتے یہی وجہ ہے کہ آج تک ایسی قدیم دوا کے متعلق نہ تو اردو میں اور نہ ہندی وغیرہ میں کوئی ایسی کتاب شائع نہیں ہوئی جسے پڑھ کر اس کے متعلق کما حقہٗ واقفیت حاصل ہو سکے اور گر اس کے متعلق اردو وغیرہ کی کسی کتاب میں خیالات کا اظہار کیا بھی گیا ہے۔ تو بس پرانی شراب نئی بوتلوں میں بھر دی گئی ہے۔ حالانکہ وقت کا تقاضا یہ ہے کہ ایسی پر از معلومات کتب شائع کی جائیں جن میں قدیم معلومات کے علاوہ جدید ترین تحقیقات سے بھی شائقین کو روشناس کیا جائے۔ چنانچہ اسی خامی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے یہ چھوٹی سی کتاب تالیف کرنے کی ہمت کی ہے جس میں حتی الوسع ہر قسم کی قدیم و جدید واقفیت اور معلومات کو یکجا فراہم کر دیا گیا ہے۔ خدا حسن قبول روزی کرے۔

میں نے جس محنت و مشقت سے اس کتاب کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ اس کے متعلق مجھے لکھنے کی خاص ضرورت نہیں ہے کیونکہ جو کچھ ہے آپ کے سامنے ہے۔ تاہم اس قدر عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ سلاجیت کے متعلق جس قدر واقفیت اس ایک چھوٹی سی کتاب میں بہم پہنچائی گئی ہے۔ اس کی نظیر اردو کا تو ذکر کیا ہے۔ سنسکرت۔ ہندی۔ انگریزی وغیرہ میں بھی ڈھونڈے سے نہیں مل سکتی۔

امید واثق ہے کہ آیورویدک فارما کوپیا کی طرح آپ اسے بھی شرف قبولیت بخشیں گے نیز آپ کے حوصلہ افزائی نے مجھے ہمت دی تو میں پوری تن دہی سے فن طب کی کچھ نہ کچھ خدمت سرانجام دینے کی کوشش کرتا رہوں گا۔ اچھا رخصت ہوتا ہوں۔ اگر خدا کا فضل شامل حال رہا تو ''آیورویدک جڑی بوٹیاں'' نامی کتاب لکھ کر حاضر خدمت ہوں گا۔ فقط

آپکا خیر اندیش
جگن ناتھ

گذارش احوال

طبع دوم

ایشور کا لاکھ لاکھ شکر گزار ہوں کہ اس نے اپنی نظر عنایت وشفقت سے مجھے اس ناچیز تصنیف کے دوبارہ طبع کرانے کی توفیق عطاء فرمائی۔ اوّل ایڈیشن کو ختم ہوئے کئی سال ہو گئے ہیں۔ اور اگر اس کے طبع کرانے میں گردش زمانہ کی بدولت چند دقتیں درپیش نہ آئی ہوتیں۔ تو یہ ایڈیشن ناظرین کرام کی خدمت میں اس سے کئی سال پیشتر پیش خدمت کیا جا چکا ہوتا۔ لیکن انسان بے بس ہے وہ اگرچہ لمبے چوڑے منصوبے باندھتا ہے لیکن اپنی خواہشات کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی اس میں قطعاً اہلیت نہیں ہے۔ بلکہ صرف وہی ہوتا ہے۔ جو منظور خدا ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کے دوسرے ایڈیشن کے جلد از جلد طبع کرانے کی زبردست خواہش کے باوجود بھی اسے بروقت طبع نہ کرا سکا۔ اول تو دوسری جنگ عظیم کے ایام میں کاغذ کی نایابی وبیش بہا گرانی کی وجہ سے اس کی طباعت کا پروگرام ملتوی رکھنا پڑا۔ پھر خدا خدا کر کے جب یہ تباہ کن عالمگیر جنگ ختم ہوئی اور دو ڈھائی سال کے بعد کچھ حالات سازگار ہوئے تو اپنی طبی کتب کے طبع کرانے کا پروگرام طے کر کے یہ کام شروع کیا۔ لیکن پرماتما کو یہ منظور نہ تھا اس دوران میں ہندوستان کے آزاد ہونے کا اعلان کر دیا گیا۔ ہندوستان آزاد ہو گیا۔ اس آزادی کے نتیجہ کے طور پر ملک تقسیم ہو گیا۔ تقسیم سے جو خونخوار تباہ کن اور المناک واقعات پیش آئے انہیں قلم تحریر کرنے سے عاری ہے۔ مختصراً یوں کہا جا سکتا ہے۔ کہ یہ آزادی لاکھوں انسانوں کے لیے بربادی کا پیغام لائی۔ کہ جس سے لاکھوں انسانوں کو اپنے آبائی وطن کو خیر باد کہہ کر دربدر بھٹکنا پڑا۔ آپ کے اس خادم کو بھی اس آزادی کا شکار ہونا پڑا کہ جس کی وجہ سے تمام پروگرام درہم برہم ہو گیا۔ بہرحال جان سو بچی لاکھوں پائے۔

اب حالات کے سازگار ہونے سے پھر طبی خدمات بجالانے پر کمربستہ ہوا ہوں۔ اس

سے پیشتر آیورویدک فارماکوپیا اور رسالہ چھوٹی چندن کے نئے ایڈیشن پیش خدمت کر چکا ہوں۔اب رسالہ شلاجیت کا دوسرا ایڈیشن چند ضروری مفید اور کارآمد ترمیمات واضافات کے ساتھ پیش خدمت ہے۔اور مجھے کامل یقین ہے کہ ناظرین کرام اس سے نہ صرف خود ہی فیض اٹھائیں گے۔ بلکہ اپنے دیگر برادران کو بھی اس سے فائدہ اٹھانے کا مشورہ دے کر میری حوصلہ افزائی کریں گے۔

آپ کا فنی خادم

مورخہ ۲۰ راکتوبر ۱۹۷۷ء

جگن ناتھ وائید

شلاجیت

مختلف نام۔ سنسکرت میں شلاجتو (سل یعنی پتھر میں سے پیدا ہونے والی) شیلیہ (پہاڑی میں پیدا ہونے والی) ادویہ (پہاڑی میں پیدا ہونے والی) گرج (پہاڑ میں پیدا ہونے والی) اشمج (پتھر میں سے پیدا ہونے والی) اشم سنھو (پتھر میں سے پیدا ہونے والی) شلا شوید (پتھر کا پسینہ یعنی رس) اور شیل نریاس (پتھر کا گوند) اوری جتو (پہاڑ سے پیدا شدہ) ادرج (پہاڑ سے پیدا شدہ) دھاتج (دھاتوں سے پیدا ہونے والی) اشم جتو (پتھر سے پیدا ہونے والی) شیلج (پہاڑ میں پیدا ہونے والی) شلاج (پتھر سے پیدا ہونے والی) شلا نریاس (پتھر کا گوند) اشم اوتھ (پہاڑ سے نکلنے والی) اشم لاکھشا (پہاڑی لاکھ) گری مل (پہاڑ کا فضلہ) شلامئے (مانند پتھر) وغیرہ نام ہیں۔ ہندی۔ گجراتی اور مرہٹی زبان میں شلاجیت۔ بنگالی میں شلاجتو۔ تامل میں پے رنجم اور کرناٹکی میں کلوبچرو کہتے ہیں۔ اردو میں شلاجیت۔ عربی میں حجر الموسے۔ اور فارسی میں مومیائی[1] کے نام سے موسوم ہے۔ انگریزی میں ایس فالٹ منرل پچ جیوز پچ اور لاطینی میں ایس فالٹم کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

---

[1] قدیم یونانی کتب میں شلاجیت کا ذکر بالکل موجود نہیں ہے۔ البتہ شلاجیت سے کافی موافقت رکھنے والی مومیائی کا ذکر ضرور آیا ہے۔ لیکن وہ بھی کئی صدیوں سے نایاب چلی آتی ہے۔ اور افسانہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ مومیائی کے دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے اس زمانے کے تمام یونانی حکماء مومیائی کی بجائے شلاجیت ہی استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ حب مومیائی عنبر مومیائی تمام مشہور قدیمی یونانی مرکبات میں مومیائی کی بجائے شلاجیت ہی ڈالی جاتی ہے۔ اور اب تو مومیائی اور شلاجیت کو مترادف سمجھا جاتا ہے۔ ناظرین کی معلومات میں اضافہ کے خیال کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہاں یونانی کتب کی تحریر کے بموجب مومیائی کے متعلق کچھ ضروری واقفیت بہم پہنچا دی جائے امید کامل ہے کہ آپ حضرات اصلیت کو سمجھنے کے لیے ذیل کی سطور کا بغور مطالعہ فرمائیں گے۔

وجہ تسمیہ: فرہنگ جہانگیری میں لکھا ہے کہ اس غار کے پاس جہاں سے مومیائی نکلتی ہے۔ ایک گاؤں ہے ←

وئیدک ناموں کی ماہیت:

آیورویدک میں ایک ایک دوا کے کئی کئی نام ہیں۔ اور انسان ان ناموں کو پڑھ کر حیران و پریشان ہوتا ہے۔ لیکن دراصل اس دستور میں بھی ایک خوبی پنہاں ہے چنانچہ صرف

اس کو آئین کہتے ہیں۔ اس لیے اس رطوبت کو بھی موم آئین کہنے لگے۔ کثرت استعمال سے مومیائی ہوگیا۔ انجمن آرائے ناصری میں بیان کیا ہے۔ کہ مومیائی کو موم آئین کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ رطوبت کان سے نکالتے ہیں، تو اس وقت موم کی طرح نرم ہوتی ہے۔ کیونکہ آئین طرز اور عادت اور رسم اور دستور کے معنی میں بھی آیا ہے۔ مدار الفاضل اور کشف اللغات سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ ملک فارس میں یائی ایک موضع کا نام ہے۔ اس کے قریب ایک پہاڑ میں تالاب ہے۔ سال میں ایک بار وہ تالاب جوش مارتا ہے۔ اس تالاب کے کنارے پر چکنائی موم کی طرح جم جاتی ہے۔ جس کو اس گاؤں کی طرف منسوب کر کے مومیائی کہتے ہیں۔ (خزائن الادویہ)

قبل اس کے کہ ہم اصلی مومیائی کے وجود اور عدم وجود کے متعلق کچھ لکھیں ناظرین کی معلومات اور تفریح طبع کی غرض سے وہ روایات درج کرتے ہیں۔ جن سے معلوم ہوگا۔ کہ زمانہ قدیم میں مومیائی کس طرح دریافت ہوئی اور عام لوگوں کو اس کا کس طرح علم ہوا۔

پہلی روایت: ملک ایران کے مشہور و معروف بادشاہ فریدوں کے زمانہ حکومت میں سپاہیوں کی ایک جماعت کوہ داراب کے نواح میں سیر شکار میں معروف تھی۔ ان میں سے ایک سپاہی نے ایک پہاڑی بکرے کو تیر مارا اور وہ زخمی ہونے کے بعد ان کی نظروں سے ایسا غائب ہوا۔ کہ بہت تلاش و جستجو کے باوجود نہ مل سکا۔ اتفاقاً ایک ہفتہ کے بعد پھر وہی جماعت شکار کے لیے گئی اور انہوں نے دیکھا کہ وہی پہاڑی بکرا صحیح و سالم موجود ہے۔ تیر اس کی کھال میں اٹکا ہوا ہے۔ اور وہ اس طرح چلتا پھرتا اور اٹھکیلیاں کرتا ہوا پھر رہا ہے۔ گویا اسے کسی قسم کی تکلیف ہی نہیں پہنچتی۔

یہ لوگ اس کی اس حالت کو دیکھ کر بہت متعجب ہوئے اور اسے گرفتار کرنا چاہا۔ چانچہ انہوں نے جس طرح بھی ممکن ہوا۔ اسے پکڑ لیا۔ اور جس جگہ تیر لگا تھا۔ اس جگہ کو بغور دیکھا تو تھوڑی مومیائی زخم کے اندر اور اس کے آس پاس لگی ہوئی تھی۔ اس سے ان لوگوں کو معلوم ہوگیا۔ کہ یہ مومیائی ہے وہاں پہنچ کر اس بکرے نے اپنے جسم کو ملا ہے۔ اس واقعہ کی خبر بادشاہ فریدوں کو پہنچی جس نے مومیائی کا پتہ لگایا اور اس کا مزید تجربہ کیا تو اسے زخموں کے بھرنے اور ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کو جوڑنے کے لیے بے نظر پایا۔

ان ناموں ہی سے ہمیں اس دوا کے متعلق کئی اوصاف کا علم ہو جاتا ہے۔ مثلاً اڑوسہ یا بانسہ کا سنسکرت نام "سنگھ آسیہ" آیا ہے کیونکہ اس کے پھول کی شکل وصورت شیر کے منہ کی

دوسری روایت: بعض لوگ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک روز بادشاہ فریدوں شکار کے لیے تشریف لے گئے۔ انہوں نے ایک ہرن کو تیر مارا۔ جو اس کے ایک پہلو میں لگا۔ اور دوسرے پہلو سے نکل گیا۔ دوسرا تیر اس کے ٹانگ میں مارا جس سے وہ لنگڑا ہو گیا۔ لیکن اس کے باوجود وہ ہرن بھاگ گیا۔ فریدوں نے اس کے پیچھے گھوڑا دوڑایا۔ قبل اس کے فریدوں ہرن تک پہنچے۔ ہرن نے ایک خاص مقام پر پہنچ کر اس مقام کو زبان سے چاٹا اور اس کے بعد قلانچیں لگاتا ہوا فریدوں کے سامنے سے نکل گیا۔ اس کے پاؤں میں بالکل لنگ نہ تھا۔ اس واقعہ کو دیکھ کر فریدوں بہت حیران ہوا۔ اس نے حکماء کو طلب کر کے یہ تمام ماجرا ان کے سامنے بیان کیا۔ حکماء نے تلاش وجستجو اور تحقیق بسیار کے بعد معلوم کیا کہ پہاڑ کی درزوں میں گوند کی مانند کوئی چیز رہتی ہے۔ اس مجروح ہرن نے یہی چیز چاٹی تھی۔ لہٰذا فریدوں نے اس مقام پر پہرہ لگوا دیا۔ اور حکم دیا کہ ہر سال جس قدر یہ چیز نکلے خدمت میں پیش کی جائے چنانچہ مدت ہائے دراز تک شاہان ایران کی جانب سے وہاں محافظ رہے جو جمع شدہ چیز کو بھیجتے رہتے تھے' لیکن آخر کار ایک عرصہ کے بعد پتھروں کے نکل جانے سے وہاں ایک گراس پیدا ہو گیا۔ اور وہاں سے سیسہ نکلنے لگا۔ اور اس جگہ ایک کنواں سا بن گیا۔ جس کے منہ پر ایک بہت بڑا پتھر رکھ کر بند کر دیا گیا۔ لیکن پہرہ بدستور قائم رکھا گیا۔

سال میں ایک مرتبہ پچاس ساٹھ آدمی جمع ہو کر اس کے منہ سے پتھر کو الگ کر کے ایک آدمی کو اس میں اتارتے تھے۔ اس کنویں میں ایک ڈیڑھ بالشت گہرا پانی پہاڑ کی تہوں سے رس رس کر جمع ہو جاتا تھا۔ اس پانی میں ملائی کے مانند تھوڑا سا روغن جمع ہو جایا کرتا تھا۔

یہ لوگ کنویں کا تمام پانی اور اس کی تہہ کے سنگریزے اور ریگ وغیرہ کو نکال کر ایک دیگ میں ڈال کر آگ پر جوش دیتے تھے۔ یہاں تک کہ سنگریزے اور دیگ وغیرہ سے تمام روغن جدا ہو کر پانی کے اوپر آجاتا تھا۔ اور اس کے بعد دیگ کو آگ سے اتار کر بند کر کے رکھ دیا جاتا تھا۔ جب دیگ ٹھنڈی ہو جاتی تھی تو اسے کھول کر اوپر سے روغن کو اتار کر الگ کر لیا جاتا تھا۔ اور اس طرح اس پانی کو اس وقت تک جوش دیتے اور روغن کو علیحدہ کرتے رہتے تھے۔ کہ اس میں روغنیت باقی نہیں رہتی تھی۔ اس طرح جو کچھ حاصل ہوتا تھا۔ اسے شاہی خزانے میں بھیج دیا جاتا تھا۔ سال بھر میں حاصل شدہ مومیائی کی مقدار ڈیڑھ سو مثقال سے لے کر دو (۲۰۰) مثقال تک ہوتی تھی۔ (مثقال ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے۔)

مانند ہوتی ہے ارنڈ کا نام "پنج انگل" دیا ہے کیونکہ ارنڈ کے ہر ایک برگ کے پانچ حصے (انگلیاں) ہوتے ہیں "کاک جنگھا" بوٹی کی شاخیں کوے (کاک) کی ٹانگ (جنگھا) کی مانند ہونے کی وجہ سے یہ بوٹی اسی نام سے موسوم کردی گئی ہے۔ بسکھپرہ کو "شوتھ گھنی" کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ شوتھ یعنی سوجن کو رفع دفع کرنے کے لیے نہایت مفید و مؤثر ہے۔

بہترین مومیائی اور اس کے افعال وخواص: جو کچھ اوپر بیان ہوا ہے وہ مومیائی کی دریافت کے متعلق تھا۔ اب ذرا اس کی عمدگی کی شناخت اور اس کے مختصر افعال وفوائد بھی سن لیجیے۔

صاحب "جامع الجوامع" لکھتے ہیں کہ ارسطو نے فرمایا کہ بہترین مومیائی کی شناخت یہ ہے کہ اگر بھیڑ کو ذبح کر کے اس کے جگر کو چھل کر اس پر مومیائی مل دی جائے۔ تو وہ جڑ جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اصلی مومیائی کی شناخت یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ اگر مرغ کی ٹانگ توڑ کر تھوڑی سی مومیائی روغن گل میں حل کر کے اس کے حلق میں ڈال دی جائے۔ اور تھوڑی ٹوٹی ہوئی ٹانگ پر مل دی جائے۔ تو چوبیس گھنٹہ کے بعد ٹوٹی ہوئی ٹانگ اچھی ہو جاتی ہے۔

ٹوٹی ہوئی ہڈی کو درست کرنے کے لیے مومیائی دردوں کو دور کرنے اور قوت باہ کو بڑھانے کے لیے بہترین چیز ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے فوائد طبی کتابوں میں لکھے گئے ہیں۔ لیکن یہاں ان سب کا لکھنا ہمارا مقصود نہیں ہے۔

حضرات! اوپر کا بیان آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ جس سے ظاہر ہے کہ مومیائی زخموں کو بھرنے اور ٹوٹی ہوئی ہڈی کو جوڑنے کے لیے ایک خاص چیز ہے اور عام طور پر اس کے یہی فوائد مشہور بھی ہیں۔

ممکن ہے کہ زمانہ قدیم میں اس قسم کی مومیائی دستیاب ہوتی ہو اور اس سے یہی فوائد ظاہر ہوتے ہوں لیکن کم از کم آج سے تین صدی پیشتر کے مندرجہ ذیل واقعہ سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اصلی مومیائی کے متعلق شہنشاہ جہانگیر کی تحقیق کیا ہے۔

تزک جہانگیری: ایک مشہور کتاب ہے جو شہنشاہ جہانگیر کی خودنوشت سوانح عمری ہے اس کتاب میں جہانگیر ۱۰۲۲ھ کے واقعات میں لکھتے ہیں کہ "محمد حسین چلپی کو کچھ رقم دے کر تحائف اور نفائس خریدنے کے لیے عراق اور قسطنطنیہ بھیجا۔ اور مطلوبہ اشیاء کی ایک فہرست ان کے حوالے کی جب یہ شخص ایران سے گذرا تو شاہ عباس والیٔ ایران سے اس کی ملاقات مشہد کے پاس ہوئی۔ جب اثنائے گفتگو میں شاہ ایران کو محمد حسین کے سفر کی غرض وغایت معلوم ہوئی تو اس نے نہایت اصرار سے مطلوبہ اشیاء معلوم کیں۔ محمد حسین نے وہی فہرست اشیاء پیش کر دی۔ اس میں منجملہ دوسری چیزوں کے اعلیٰ درجے کا فیروزہ اور مومیائی بھی تحریر تھی۔ شاہ عباس نے کہا کہ یہ دونوں چیزیں قیمتاً دستیاب ہونا ناممکن ہیں۔

کرمہائے شکم وغیرہ کے امراض کو نافع ہونے کی وجہ سے بابڑنگ (واوڑنگ) کے نام "کرمی جیت" پیٹ کے کیڑوں کو مارنے والا) "جنتوگھن" (کیڑوں کو مارنے والا) وغیرہ مقرر کیے ہیں۔ کیونکہ قسط (کٹھ) کشمیر میں بکثرت ہوتی ہے۔ اس لیے اسے "کاشمیر" نام دیا گیا ہے۔ فلفل دراز علاقہ ماگدھ (مغربی بہار) میں عام ہوتی ہے اس لیے اسے "ماگدھی" (مغربی بہار میں پیدا ہونے والی) نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

البتہ میں شہنشاہ کے لیے تحفہ دے سکتا ہوں۔"

چنانچہ شاہ عباس نے شہنشاہ جہانگیر کو ایک دوستانہ خط لکھا۔ اور اس کے ساتھ تقریباً تیس سیر فیروزہ کے ٹکڑے اور چوبیس تولہ مومیائی تحفہ بھیجی۔

اس کے بعد شہنشاہ جہانگیر لکھتے ہیں کہ اگرچہ فیروزہ کے ٹکڑے ایسے نہ تھے کہ ان سے انگشتری کے نگینے بنائے جاسکتے ہیں۔ اور مومیائی بھی پرانی تھی اور اس کے متعلق شاہ ایران نے بھی اسے خط میں کافی معذرت کی تھی۔ لیکن تاہم مومیائی کے متعلق حکماء سے جو بہت سی باتیں سنی گئیں۔ جب تجربہ کیا گیا تو کوئی بھی صحیح ثابت نہیں ہوئی' معلوم نہیں کہ اس کی تعریف میں کیوں مبالغہ کرتے ہیں۔ یا مومیائی پرانی تھی۔ اس لیے اس کے وہ افعال وفوائد ظاہر نہ ہوسکے جو حکماء بیان کرتے ہیں۔

بہرحال حکماء کی رائے کے مطابق ایک مرغ کی ٹانگ توڑ دی گئی۔ اور مقدور سے زیادہ مومیائی اسے کھلائی گئی اور کچھ ٹوٹی ہوئی ٹانگ پر بھی ملی گئی۔ اس کے بعد تین روز تک اس کی حفاظت کی گئی۔ لیکن تین روز گزرنے پر دیکھا گیا۔ تو ٹانگ کی وہی کیفیت تھی۔ حالانکہ کہا یہ گیا تھا۔ کہ صبح سے شام تک ٹانگ کی ٹوٹی ہوئی ہڈی درست ہو جائے گی۔

غرضیکہ شہنشاہ جہانگیر جیسا جلیل القدر، عالی مرتب بادشاہ اپنا قاصد مومیائی کے لیے روانہ کرتا ہے شاہ ایران کے ذریعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا قیمتاً ملنا ناممکن ہے۔ اور مذکورہ بالا واقعات سے بھی یہی ظاہر ہے کہ مومیائی شاہ ایران کے خزانہ ہی سے دستیاب ہوسکتی تھی۔ ایسی حالت میں شاہ ایران اپنے خزانہ سے مومیائی شہنشاہ جہانگیر کی خدمت میں روانہ کرتا ہے شہنشاہ اس کا تجربہ کرتا ہے لیکن اس کا کچھ بھی اثر نہیں ہوتا۔ مانا کہ وہ پرانی تھی۔ لیکن اگر وہ واقعی پرانی تھی۔ تو بھی اس کا کچھ نہ کچھ اثر ہونا چاہیے تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آج ہی نہیں۔ بلکہ صدیوں پیشتر سے اصلی مومیائی نایاب ہے۔

لیکن اس کے باوجود جو ہمارے اطبائے کرام ہیں کہ نسخوں میں صرف مومیائی لکھنے پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ اس کے ساتھ "اصلی" اور "خالص" کا لفظ بھی استعمال کرتے ہیں۔

مؤلفین ومصنفین جن کو کم از کم اپنے وسیع مطالعہ کی بنا پر یہ معلوم ہوگا اور یقیناً معلوم ہوگا۔

مذکورہ دستور کے بموجب ہی شلاجیت کو "گرج" وغیرہ کے نام دیے گئے ہیں کیونکہ یہ پہاڑوں میں پیدا ہونے والی چیز ہے۔ لیکن پہاڑوں میں تو بے شمار چیزیں پیدا ہوتی ہیں اس لیے ان ناموں سے اس کا کوئی خاص وصف معلوم نہیں ہوتا اور اس لحاظ سے یہ نام کوئی اسم با مسمی نہیں رہتا چنانچہ اس امر کو زیادہ واضح کرنے کے لیے اس کے دیگر سنسکرت نام "شلا جتو" (سل میں سے پیدا ہونے جھرنے یا ٹپکنے والی) "شلا سوید" (پتھر کا پسینہ) "شیل نریاس" (پتھر کا گوند) وغیرہ دیے ہیں۔ غرضیکہ جس طرح موسم بسنت میں پرانے نیم کے درخت سے مد ٹپکتا ہے یا ہاتھیوں کے دماغ سے مد جھرتا ہے۔ عین اسی طرح سے یعنی پتھر میں سے شلاجیت نکلتی ہے۔ اس کا اصلی مشہور نام شلا جتو ہی ہے۔ بعد ازاں شلا جتو سے بگڑ کا اس کا نام شلاجیت ہو گیا ہے۔

تاریخ:

شلاجیت آیورویدکی ایک نہایت قدیمی۔ مایۂ ناز اور شہرۂ آفاق معدنی دوا ہے صدیوں سے وئیدوں کے ہاں یہ مستعمل ہے قدیم ترین آیورویدک کتب سسشرت سنگھتا۔ چرک سنگھتا اور واگ بھٹ وغیرہ میں اس کی پیدائش۔ اقسام اور اوصاف وخواص وغیرہ کے متعلق تفصیلاً

← کہ اصلی مومیائی عنقا ہے۔ لیکن اس کے باوجود مومیائی کے افعال وخواص ضرور لکھے جاتے ہیں قرابادینوں میں اس کے مختلف مرکبات معجون مومیائی۔ حب مومیائی۔ حب عنبر مومیائی وغیرہ مختلف ناموں سے درج ہیں غور فرمایئے کہ کیا یہ طریقہ صحیح ہے؟ اور اس سے فنی ترقی کا تھوڑا سا بھی امکان ہے ترقی تو درکنار۔ اس قسم کی باتوں سے فن کو ذلت ہوتی ہے۔ جب کسی دوا سے بیان کردہ اثرات ظاہر نہیں ہوتے تو طبیب کی نیک نامی کو بٹا لگتا ہے۔ نیا زمانہ ہے نئی روش ہے۔ روز بروز تحقیقات سے نئی نئی باتیں معلوم ہو رہی ہیں جن سے عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے۔ لیکن ہم ہیں کہ تقلید کی رو میں اندھا دھند چلے جا رہے ہیں۔

☆☆☆

آپ دماغ سوزی نہیں کرنا چاہتے نہ کیجیے۔ موشگافیوں کی عادت نہ رہی۔ غور وفکر سے دماغ کوسوں دور بھاگتا ہے۔ علمی ترقی اور تحقیق وجستجو سے طبیعت متنفر ہے۔ یہ سب کچھ سہی لیکن کم از کم جو چیز صراحتاً غلط ہو جس کے صحیح ہونے کا آپ کو خود یقین نہیں، کم از کم اس کو اختیار کر کے اپنے فن کو ذلیل نہ کیجیے۔ (اجمل میگزین دہلی)

ذکر پایا جاتا ہے۔ ان گرنتھوں میں نہ صرف اس کے بطور مفرد دوا کے ہی استعمال کا تذکرہ ملتا ہے۔ بلکہ اکثر کئی مستند و آزمودہ مرکبات میں بطور جزو اعظم کے بھی داخل کی گئی ہے علاوہ بریں اکثر ''تنتری گرنتھوں'' میں بھی اس کا ذکر پایا جاتا ہے۔ بدھ مذہب کے زمانہ عروج میں اس مفید و مجرب اور لاثانی دوا کے استعمال کا رواج خاص کر ترقی پذیر ہوا ہے۔ اور تب سے اس کے استعمال کا رواج بدستور دن بدن بڑھتا ہی جا رہا ہے اور فی زمانہ ہر کس و ناکس شہری ہے یا دیہاتی خواندہ ہے یا ناخواندہ اس کے نام و استعمال سے بخوشی روشناس ہے' نہ صرف وئیدوں کے ہاں ہی یہ مستعمل ہے۔ بلکہ یونانی حکماء کے دلوں پر بھی اس کا پورا پورا تسلط ہے اور ان کے ہاں بکثرت مستعمل ہے۔ اگرچہ قدیم یونانی کتب میں اس دوا کا قطعاً کوئی تذکرہ نہیں ملتا۔ چونکہ ہمارے قدیم یونانی اور عربی بزرگان اس دواء سے بالکل ناآشنا تھے۔ لیکن بعد ازاں جب ان کا اور وئیدوں کا آپس میں عظیم رابطہ قائم ہوا اور انہیں ایک دوسرے کی طب سے سرفراز ہونے کا سنہری موقع میسر ہوا۔ تو کئی یونانی مفردات طب ویدک میں عام استعمال ہونے لگی۔ اور کئی ویدک مفردات یونانی حکماء کے ہاں بکثرت استعمال میں آنے لگے۔ چنانچہ ایسے ہی مفردات میں شلاجیت کا بھی شمار ہے۔ اب نہ صرف طب ویدک میں ہی ناموری حاصل ہے۔ بلکہ طب یونانی میں بھی یہ ویسی ہی عزت و توقیر کی مالک ہے۔

یہ طب جدید (ایلوپیتھی) کے نہ تو میٹریا میڈیکا (مخزن المفردات) میں داخل ہے اور نہ ہی ان کے ہاں اس کے عام استعمال کا رواج ہے۔ البتہ جن چند ڈاکٹر صاحبان کو طب قدیم کے مطالعہ کرنے کا موقع ملا ہے۔ یا جن کے ہاں طب قدیم کے چند مرکبات و مفردات کے استعمال کا دستور ہے۔ ان کے ہاں یہ بھی ضرور استعمال میں آتی ہے۔ ہندوستان کے کئی چوٹی کے ڈاکٹروں نے اس کے متعلق ذاتی طور پر کافی جانچ پڑتال کی ہے۔ اور وہ اس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں غرضیکہ یہ طب قدیم کا ایک انمول رتن ہے۔ جس نے اسے ایک مرتبہ استعمال کیا وہ ہمیشہ کے لیے اس کے افعال و خواص کا فریفتہ ہو گیا ہے۔

جائے پیدائش:

۱ گلگت۔ لداخ۔ چلاس اور سکردو، علاقہ کشمیر وغیرہ۔ اس علاقہ کی شلاجیت سری نگر (کشمیر) اور راولپنڈی (مغربی پنجاب) میں آ کر فروخت ہوتی ہے۔

۲ پتی و بھوٹ کا علاقہ۔ یہ کلو۔ کانگڑہ اور رام پور بشہر (شملہ) سے اوپر تبت کے حد کے

نزدیک کے علاقے ہیں۔ چنانچہ علاقہ پتی کی شلاجیت کلو میں اور علاقہ بھوٹ کی شلاجیت رام پور بشہر۔ ضلع شملہ میں آ کر فروخت ہوتی ہے۔

۳ بدری نرائن۔ علاقہ گھڑوال۔ نیپال کا تبتی علاقہ اور الموڑہ سے اوپر تبتی علاقہ ان مقامات کی شلاجیت ہردوار۔ الموڑہ۔ داگیشور (ضلع الموڑہ کا ایک مشہور شہر ہے) کٹھمنڈو اور نیپال گنج میں آ کر فروخت ہوتی ہے۔

۴ بندھیاچل کے پہاڑوں سے بھی کہیں کہیں نکلتی ہے۔

۵ کوہ آبو سے بھی برآمد ہوتی ہے۔

۶ علاقہ افغانستان میں شاہ مقصود کے پہاڑوں میں دستیاب ہوتی ہے۔

۷ ایران و بلوچستان میں بھی کہیں کہیں ملتی ہے۔

شلاجیت کی پیدائش کے متعلق قدیم خیالات

سشرت سنگھتا میں لکھا ہے کہ جیٹھ آساڑھ (مئی و جون) کے مہینہ میں جب پہاڑ سورج کی تیز شعاعوں سے گرم ہو جاتے ہیں۔ تب ان پتھروں سے لاکھ کی مانند رس بہنے لگتا ہے وہی رس شلاجتو (شلاجیت) نام سے مشہور ہے۔

چرک سنگھتا میں تحریر ہے کہ سورج کی تیز حرارت سے تپے ہوئے پہاڑوں میں سے سونا وغیرہ معدنیات پگھل پگھل کر پھوٹ نکلتی ہے۔ ان میں جو لاکھ کے رنگ کی نرم اور مٹی کی ہم شکل صاف میل ہوتی ہے۔ اس کو شلاجیت کہتے ہیں۔

وا بھٹ میں لکھا ہے کہ موسم گرما میں پہاڑوں کے نہایت گرم ہو جانے سے لاکھ کی مانند جو چیز نکلتی ہے وہ سونا وغیرہ چھ قسم کی دھاتوں کا رس ہوتا ہے۔ جسے شلاجیت کہتے ہیں۔

آیوروید پرکاش میں تحریر ہے کہ موسم گرما میں دھوپ سے گرم ہوئے پہاڑ گوند کی مانند دھاتو سار (دھات کا ست) چھوڑتے ہیں۔ وہی دھاتو سار شلاجیت کہلاتا ہے۔

رس ترنگنی میں درج ہے کہ جب تیز سورج کی کرنوں سے ہمالیہ کی چٹانیں گرم ہو جاتی ہیں تو ان میں ہونے والا رس پگھل کر باہر آ کر جمنے لگتا ہے۔ اسے ہی شلاجیت کہتے ہیں۔ یا ہمالیہ کی چٹانوں کا رس سورج کی تپش سے چو کر کے باہر آ جاتا ہے۔ اور خشک ہو کر کالا تار کول سا ہو جاتا ہے اسے شلاجیت کہتے ہیں۔

غرضیکہ جس طرح آم کے درخت پر پھل اپنے موسم میں آتے ہیں۔ مولسری کے پھول اپنے موسم میں بہار دیتے ہیں۔ اسی طرح سے شلاجیت کے پیدا ہونے کا بھی خاص وقت ہوتا ہے چنانچہ مئی اور جون کے مہینوں میں جب کہ موسم بہت گرم ہوتا ہے۔ سورج کی تیز شعاعیں ہر چیز کو گرم کیے دیتی ہیں۔ تو جب تپے ہوئے ہمالیہ اور بندھیا چل وغیرہ پہاڑوں کی چٹانوں میں سے جن میں شلاجیت ہوتی ہے۔ خود بخود تارکول جیسا خدائی قدرت سے برنگ سیاہ گاڑھا لیس دار اور تلخ مزہ رس ٹپکنا شروع ہو جاتا ہے۔ جس طرح چیل کے درختوں سے بہروزہ ٹپکتا ہے۔ یا عام درختوں میں سے گوند نکلتا ہے۔ اسی طرح پتھروں میں سے یہ رس نکلتا ہے بس پتھروں کے اسی قدرتی جوہر کو شلاجیت کہتے ہیں۔ چنانچہ اسی لیے شلاجیت کے تقریباً جتنے سنسکرت نام ہیں۔ ان کے معنی ہیں پتھر میں سے نکلنے والی یا پتھر کا ست۔

شروع شروع میں جب یہ پتھر میں سے جھڑتی ہے۔ تو یہ تارکول کی مانند سیال شکل میں ہوتی ہے۔ لیکن پھر ہوا لگنے اور ریت مٹی وغیرہ ملنے سے اس کے ڈھیلے بن جاتے ہیں۔ اور خشک ہو جاتی ہے۔

واضح رہے کہ جس طرح تمام ہرنوں میں کستوری نہیں ہوتی۔ تمام نیم کے درختوں سے مدنہیں ٹپکتا۔ بلکہ خاص قسم کے ہرنوں سے کستوری ملتی ہے۔ اور کسی کسی پرانے نیم کے درخت سے مدجھڑتا ہے۔ عین اسی طرح چرک سنگھتا وغیرہ کی تحریر کے بموجب صرف ان پہاڑوں یا پتھروں سے شلاجیت ٹپکتی ہے۔ جن میں سونا چاندی تانبا اور لوہے میں سے کم از کم کسی ایک دھات کی آمیزش ہوتی ہے۔ لیکن خصوصاً ان پہاڑوں میں سے جن میں لوہا بافراط ہوتا ہے۔ دیگر دس ہزار فٹ یا زیادہ بلندی پر ہمالیہ وغیرہ پہاڑوں میں سے ٹپکتی ہے۔

چند غلط فہمیوں کا ازالہ

مذکورۂ صدر سطور میں شلاجیت کی پیدائش کے متعلق قطعاً صحیح تحقیق بحوالہ قدیم آیورویدک کتب تفصیلاً پیش خدمت کی جا چکی ہے۔ لیکن واضح رہے۔ کہ اس کی پیدائش کے متعلق کئی غلط فہمیاں بھی مشہور عام ہیں۔ چنانچہ خصوصاً یونانی حکماء نے اس کی پیدائش کے متعلق کئی بالکل غلط سلط خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ تا کہ ناظرین کے دلوں میں اس کی پیدائش کے متعلق کسی شک وشبہ کی گنجائش باقی نہ رہ جائے۔ ان حکماء کی بعض لغزشیں بھی ذیل

میں حوالہ قلم کیے دیتا ہوں ان کے مطالعہ سے آپ کو حقیقت کے سمجھنے میں کافی آسانی رہے گی۔

① رشیدی نے فرہنگ میں کہا ہے کہ شلاجیت پہاڑی بکرے کا پیشاب ہے جو عرصہ دراز تک ایک جگہ پڑا رہنے سے سیاہ اور گاڑھا ہو جاتا ہے۔ قیر اور مومیائی کی طرح معلوم ہونے لگتا ہے۔

② مالا بسع میں لکھا ہے کہ بعض نے کہا ہے کہ (شلاجیت) گوگل زرد یا سیاہ کا نام ہے۔ اور حق یہ ہے کہ جنگلی بکرے کا پیشاب ہے کہ جب مستی میں آتا ہے تو پتھروں پر موتتا ہے۔ اور ان پر مثل زفت کے جم جاتا ہے۔ اور چکنا ہوتا ہے۔

③ شمس الدرر میں تحریر ہے کہ شلاجیت پہاڑی گدھے کا موت ہے۔ کہ پتھروں پر جمع ہو کر عرصہ دراز میں جم جاتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ پہاڑی بکرے کا موت ہے۔

④ اختیارات بدیعی میں اسے پہاڑی بکرے کا موت بیان کیا ہے۔ کہ مستی کے عالم میں پتھروں پر موت دیتا ہے۔ تو وہ یہ چیز بن جاتی ہے۔

⑤ مفردات ہندی میں ذکر کیا ہے کہ شلاجیت پہاڑی بکرے کا پیشاب ہے جسے صاف اور سفید کر کے استعمال میں لاتے ہیں۔

⑥ الطا کی نے وہی پہاڑی بکرے کا موت بتایا ہے۔

⑦ صاحب بدیع النوادر کہتا ہے کہ وحشی گدھے کا پیشاب ہے۔ کہ پتھروں میں جمع ہو کر جم جاتا ہے۔ (خزائن الادویہ)

کچھ اور بھی

شلاجیت کی پیدائش کے متعلق لاعلمی کی وجہ سے ایک دیگر بالکل غلط خیال بھی عام لوگوں میں پھیلا ہوا ہے۔ شلاجیت زندہ آدمیوں کے دماغ سے نکالی جاتی ہے چنانچہ پہاڑوں میں ایسے جنگلی خونخوار لوگ ہوتے ہیں۔ جو مضبوط و توانا آدمیوں کو بہکا کر پکڑ کر لے جاتے ہیں اور ان کو کسی مکان کی چھت وغیرہ کے ساتھ الٹا لٹکا دیتے ہیں۔ اور ان کے سر کے نیچے ایک بھٹی کے اوپر پانی سے بھر کر آہنی کڑاہی رکھ دیتے ہیں پھر زندہ آدمی کے سر میں لوہے کی تیز سلاخ گزار دی جاتی ہے۔ اور حرارت سے آدمی کے دماغ میں جس قدر مومیائی ہوتی ہے۔ وہ

پگھل پگھل کر آہنی کڑاہی کے پانی میں گرتی رہتی ہے جسے بعد ازاں نکال لیا جاتا ہے۔ اور یہی شلاجیت کہلاتی ہے۔ چنانچہ اسی خیال سے عوام شلاجیت کو مومیائی بھی کہتے ہیں۔ یہ کس قدر خوفناک اور وحشیانہ خیال ہے اس کا اندازہ خود ہی لگالیں۔ یہ سب لاعلمی اور جہالت کی برکتیں ہیں۔

شلاجیت کی پیدائش کے متعلق جدید خیالات

قدیم آیورویک کتب کے مطابق شلاجیت جس طرح پیدا ہوتی ہے۔ اس پر پیشتر ازیں مفصل روشنی ڈال چکا ہوں۔ لیکن کرنل آر۔ این چوپڑہ وغیرہ اصحاب کی جدید تحقیقات اس سے بالکل مختلف ہے۔ ناظرین کی معلومات میں اضافہ کی خاطر اب وہ جدید خیالات بھی ذیل میں قلمبند کیے جاتے ہیں۔

(۱) جناب کرنل صاحب انڈیجنس ڈرگز آف انڈیا رقمطراز ہیں۔ پتھر شلاجیت کو پانی میں گھول کر شلاجیت نکال لینے کے بعد جو تلچھٹ باقی رہ جاتی ہے وہ زیادہ تر ریت خاکی مادے اور نباتی ریشوں سے مرکب ہوتی ہے۔ اس کا بذریعہ خوردبین امتحان کرنے اور اس ظاہری شکل وصورت پر غور کر لینے کے بعد شلاجیت نباتی چیز نظر آتی ہے۔ لیکن شلاجیت کا کیمیائی تجزیہ کرنے پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس میں ہپ پیورک ایسڈ موجود ہے اور ایلبیومی نائیڈز کی مقدار بھی بہت زیادہ ہے۔ جس سے یہ قیاس (شلاجیت کا نباتی چیز ہونا) مشکوک نظر آتا ہے کیونکہ اگر شلاجیت میں ہپ پیورک ایسڈ نباتی پروٹین کے اجزاء کے تحلیل اور گلنے سڑنے سے بغیر حیوانی اجزاء کی آمیزش کے پیدا ہوتا ہے۔ تو شلاجیت میں پروٹین کی مقدار عالم نباتات میں ملنے والی عام مقدار سے بہت زیادہ ہونی چاہیے لیکن ایسا نہیں ہے۔ نیز سب جانتے ہیں۔ کہ بینز واک ایسڈ ہپ پیورک ایسڈ سے نہایت آسانی سے تیار کیا جاسکتا ہے۔ اور درحقیقت اس کے تیار کرنے کے لیے تجارتی طریقوں میں سے یہ بھی طریقہ ہے۔ علاوہ بریں یہ بھی معلوم ہو چکا ہے۔ کہ ہپ پیورک ایسڈ سے جو بینز واک ایسڈ تیار کیا جاتا ہے۔ اس میں پیشاب کی ایک خاص قسم کی بو پائی جاتی ہے اور ہمیں یہ پہلے ہی معلوم ہے۔ کہ یہی بو مصفی وغیرہ مصفّٰے شلاجیت میں بھی ملتی ہے۔ شلاجیت میں گوند اور رال کی

موجودگی بھی اسے نباتی نسل سے تعلق رکھنے کے حق میں ہے۔

دوسری ممکن بات یہ ہو سکتی ہے کہ شلاجیت بعض حیوانات کے پاخانہ یا براز سے پیدا ہوتی ہو، جو پہاڑی اطراف سے بارشوں کے ساتھ بہ کر چٹانوں کے درازوں اور پست پہاڑوں میں جمع ہو جاتا ہے۔ موسم گرما میں تمازت آفتاب سے اس کی نمی بخارات بن کر اڑ جاتی ہے۔ اور بقیہ حصہ ست کی مانند چٹانوں پر نمودار ہو جاتا ہے۔ اور یہی شلاجیت کہلاتی ہے۔ شلاجیت کے پیدا ہونے کے تمام مضمون پر ابھی مزید تحقیق کی ضرورت ہے۔

(۴) وئید رتن کویراج شری پرتاب سنگھ جی رسائن آچاریہ تحریر فرماتے ہیں۔

اس بیان کو مدنظر رکھ کر جب دنیا میں دستیاب ہونے والی معدنیات میں اس کی کھوج کرتے ہیں اور ان کے جدید وقدیم امکانات پر غور کرتے ہیں۔ تب ہم کو پتہ لگتا ہے۔ کہ حقیقتاً شلاجیت ہائیڈروجن کاربن جماعت کی کوئی اعلیٰ قسم کی معدن سے ہے۔ جس کی پیرافین اور نیف تھین بھی ایک قسم ہے۔ اس جماعت میں رقیق، زرد تیل سے لے کر شلاجیت جیسی معدنی شے بھی ہوتی ہے اس کو آج کل اوزوکیرائٹ یعنی معدنی موم کہتے ہیں۔ جو تین قسم کا ہوتا ہے۔ اور جس کا رنگ بالترتیب سفید، زرد اور نیلا ہوتا ہے۔ اس کا بیان ڈانا کی من رالوجی یعنی (علم معدنیات) میں اس طرح ہے۔

اوزوکرائٹ ظاہری شکل میں موم کے مشابہ ہوتا ہے گہرا زرد یا خاکی رنگ کا ہوتا ہے۔ اور اکثر سبزی مائل بلور کی طرح ہوتا ہے۔ یہ پٹرولیم یعنی معدنی تیل یا پتھر کا تیل، کے ساتھ ملا ہوا اُتاہ مولدادیہ اور گلیشیا میں پایا جاتا ہے۔ جہاں یہ کانوں سے نکالا جاتا ہے۔ گلیشیا میں اوزروکیرائٹ درازوں کہ جنہوں کا جسمانی لوگوں کی طرح جال بچھا ہوتا ہے۔ میں گھسا ہوا ملتا ہے۔ جب ان شگافوں سے یہ نکال لیا جاتا ہے۔ نیچے سے نئے تازہ مادہ کے ابھر آنے سے یہ باآہستگی سے پھر بھر جاتے ہیں۔

اوزوکیرائٹ کیری سین بنانے کے لیے صاف کیا جاتا ہے۔ کہ جو موم بتیوں کے لیے استعمال میں آتا ہے۔

ہیچ ٹائن بے رنگ یا زردی مائل ملائم مومی چیز ہے اوزوکیرائٹ سے مشابہت رکھتی ہے اور مرتھائر ٹائڈول میں آہنی پتھروں والے پہاڑوں کی درازوں میں ملتی ہے۔

اوزوکیرائٹ...... خام پیرافین کا ایک حصہ ہے.........

رس رتن سمچیہ کی بتلائی ہوئی لوہے والی شلاجیت آج کل کی نگاہ میں ہیچ ٹائن ہے یہ بھی اوزوکیرائٹ کی ایک قسم ہے۔ اور اس کا بیان اوپر لکھا جا چکا ہے.........

کرپور شلاجیت نیف تھے لین ہے۔ یہ کافور کی مانند ناپسندیدہ بو والا ہوتا ہے جو بازار میں دستیاب ہو سکتا ہے، یہ کافور کی مانند اڑنے والا ہے۔ اس کی معدنی شے سے مغربی ممالک میں کئی اقسام کی ادویہ آج کل تیار کی جاتی ہیں۔ اور وئیدوں کو بھی اس کا استعمال اپنے شاستر کے رس دیریہ و پاک کے طریقہ پر سوچ کر کرنا چاہیے۔ بیوپار میں یہ بہت اعلیٰ درجہ کی شلاجیت سے بنایا جاتا ہے۔ اس لیے اس کے استعمال سے اس کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔ اس نیف تھے لین کی معدنی شے سے پٹرولیم اور پیرافین وغیرہ نکلتا ہے اور اس کا استعمال ایلوپیتھک ڈاکٹر دق۔ امراض شکم تنگئی پیشاب وغیرہ میں کرتے ہیں۔ (پتر آیوروید۔ کلکتہ)

اقسام شلاجیت

مختلف وئید کتب کے مصنفین نے اپنے اپنے علم و تجربہ کی بنا پر شلاجیت کی مختلف قسمیں تحریر کی ہیں۔ چنانچہ سشرت سنگھتا اور واگ بھٹ میں اس کی ذیل کی چھ اقسام بیان کی گئی ہیں۔

1. سیسہ آمیز چٹانوں میں پیدا ہونے والی ناگ (سُربی) شلاجیت
2. تانبا آمیز چٹانوں میں پیدا ہونے والی تامر (مسی) شلاجیت
3. قلعی آمیز چٹانوں میں پیدا ہونے والی ونگ (رانگی) شلاجیت
4. چاندی آمیز چٹانوں میں پیدا ہونے والی روپیہ (روپہلی) شلاجیت
5. سونا آمیز چٹانوں میں پیدا ہونے والی سورن (طلائی) شلاجیت
6. لوہ آمیز چٹانوں میں پیدا ہونے والی لوہ (آہنی) شلاجیت

چرک سنگھتا میں یہ صرف چار اقسام کی تحریر کی گئی ہے۔

1. سونا آمیز چٹانوں سے نکلنے والی سورن (طلائی) شلاجیت ذائقہ میں میٹھی قدرے کڑوی جپا پشپ (گل گڑھل۔ یہ نہایت سرخ رنگ کا ایک قسم کا پھول ہوتا ہے) کے رنگ والی و پاک (ہضم کے وقت) میں چرپری اور ٹھنڈی ہوتی ہے۔
2. چاندی آمیز چٹانوں میں سے نکلنے والی روپیہ (نقرئی) شلاجیت چرپری رنگ میں

سفید ٹھنڈی اور وپاک میں میٹھی ہوتی ہے۔

(۳) تانبا آمیز چٹانوں میں سے نکلنے والی تامر (مسی) شلاجیت مور کی گردن کی رنگت کی یعنی نیلگوں۔ کڑوی۔ گرم اور وپاک میں چرپری ہوتی ہے۔

(۴) لوہ آمیز چٹانوں میں سے نکلنے والی لوہ شلاجیت (آہنی شلاجیت) گوگل کی ہم رنگ۔ کڑوی۔ قدرے نمکین۔ وپاک میں چرپری اور ٹھنڈی ہوتی ہے۔

رس رتن سمچیہ میں لکھا ہے کہ سونا آمیز چٹانوں سے پیدا ہونے والی شلاجیت جپاپشت کے رنگ والی یعنی لال وزن میں بھاری۔ قدرے کڑوی' عمدہ ذائقہ والی اور نہایت اعلیٰ درجہ کی رسائن ہے۔

چاندی آمیز چٹانوں سے نکلنے والی شلاجیت ذائقہ میں میٹھی۔ سفید۔ وزن میں بھاری صفراوی امراض اور خاص کر پانڈو (کمی خون) کو نافع ہوتی ہے۔

تانبا آمیز چٹانوں کی شلاجیت نیلے رنگ کی ٹھوس اور بھاری ہوتی ہے۔ یہ شلاجیت کڑوی۔ گرم۔ کف اور وات سے پیدا ہونے والی امراض اور دق کو دور کرتی ہے۔

آیورویدپرکاش میں تحریر ہے کہ سونا' چاندی' تانبا اور لوہ کے فرق سے شلاجیت کی چار اقسام ہیں۔ وہ ان دھاتوں کی صفات والی ہوتی ہے۔ چنانچہ سورن شلاجیت (طلائی شلاجیت) گل گڑھل کے مانند سرخ رنگ کی میٹھی۔ چرپری۔ تلخ۔ ٹھنڈی اور وپاک میں چرپری ہوتی ہے۔

رجت شلاجیت:

(روپہلی شلاجیت) سفید' ٹھنڈی' چرپری اور وپاک میں میٹھی ہوتی ہے۔

تامر شلاجیت:

(مسی شلاجیت) مور کی گردن کے رنگ جیسی یعنی نیلگوں۔ تیز اور گرم ہوتی ہے۔

لوہ شلاجیت:

(آہنی شلاجیت) جٹاپو کے پروں کے رنگ کی مانند برنگ سیاہ۔ تلخ۔ نمکین۔ وپاک میں چرپری۔ سرد اور عمدہ ہوتی ہے۔

نوٹ:

(۱) پیشتر ازیں تحریر کیا جا چکا ہے۔ کہ شلاجیت گرمی کے موسم میں سورج کی تپش سے پہاڑوں سے پھوٹ کر نکلتی ہے۔ چنانچہ ان پہاڑوں میں جس قسم کی دھات بافراط ہوتی ہے۔ شلاجیت میں اس کے خواص پائے جاتے ہیں۔ مثلاً اگر پہاڑوں میں سونے کے اجزاء زیادہ ہیں تو ان میں سے نکلی ہوئی شلاجیت میں سونے کے خواص پائے جاتے ہیں اور اگر لوہ کے اجزاء زیادہ ہیں تو لوہ کے خواص ہوتے ہیں۔ یہی صورت دیگر اقسام کی شلاجیت کی ہے غرضیکہ شلاجیت جن معدنیات سے شریک ہوکر رہتی ہے۔ وہ ان کے خواص کو اپنے اندر اخذ کر لیتی ہے۔ کہ جس سے پھر ماخذ کے مطابق اس کے خواص کا اظہار ہوتا ہے۔

(۲) اگرچہ مذکور تمام اقسام کی شلاجیت کے رنگ الگ الگ ہوتے ہیں۔ لیکن سب اقسام کی شلاجیت سے بول مادہ گاؤ کی سی بولازمی آتی ہے۔

(۳) مذکورہ اقسام میں سے آج کل ہمیں صرف آہنی شلاجیت ہی دستیاب ہوتی ہے۔ چنانچہ جو سیاہ رنگ کی شلاجیت ہم آئے روز استعمال کرتے ہیں۔ وہ آہنی شلاجیت ہی ہے۔

افضل شلاجیت

تمام آیورویدک گرنتھوں میں آہنی شلاجیت باقی تمام اقسام کی شلاجیت سے زیادہ سریع التاثیر اور افضل مانی گئی ہے۔ اور آج کل دستیاب بھی یہی ہوتی ہے۔

دیگر اقسام

مذکورہ اقسام کے علاوہ رس رتن سمچیہ میں بلحاظ بو دو اقسام کی شلاجیت بیان کی گئی ہے۔

- ❶ گاؤ موتر (بول مادہ گاؤ) کی مانند بو والی (گوموتر سلاجیت)
- ❷ کرپور (کافور) کی مانند بو والی (کرپور شلاجیت)

ان دونوں اقسام میں موتر شلاجیت عمدہ رسائن ہے۔

اس گوموتر شلاجیت کی بھی دو اقسام ہیں۔

- ① ستوسہت شلاجیت یعنی وہ شلاجیت جس میں ست پایا جاتا ہے۔
- ② ستو ہیں شلاجیت یعنی بغیر ست والی شلاجیت

ان میں اوّل الذکر دستوسہت شلاجیت زیادہ فائدہ مند ہے۔

گوموتر شلاجیت کا ذکر تو مع اس کی اقسام کے مذکورہ صدر سطور میں بیان کیا جا چکا

ہے۔ اور کرپور شلاجیت (یہ عام طور پر سفید شلاجیت کے نام سے مشہور ہے) کے متعلق رس رتن سمچیہ میں لکھا ہے کہ کرپور کی بو والی شلاجیت یعنی کرپور شلاجیت سفید اور ریت کی شکل کی ہوتی ہے۔ اس کے استعمال سے موتر کرچھ (عسر البول) پتھری۔ پرمیہ یرقان اور کمی خون دور ہو جاتا ہے۔ اس کی شدھی بھی جوشاندہ الائچی میں گھوٹنے سے ہوتی ہے۔ آیورویدک علماء نے اس کے کشتہ کرنے کی اور ست نکالنے کی کوئی ترکیب نہیں بتلائی ہے۔

کچھ اور بھی

آیوروید پرکاش: میں لکھا ہے کہ شلاجیت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک پہاڑوں سے اور دوسری مٹی اور پانی سے کھاری زمین میں پیدا ہوتی ہے۔

پہاڑوں سے نکلنے والی شلاجیت کا تذکرہ تو پیشتر ازیں کیا ہی جا چکا ہے اور کھاری زمین سے پیدا ہونے والی شلاجیت کے متعلق لکھا ہے۔

سفید رنگ کی دوسری قسم کی شلاجیت سورا (شورہ قلمی) نام سے مشہور ہے۔ یہ اگنی بان (بارود وغیرہ) میں استعمال ہوتی ہے۔ اور امراض پیشاب میں کام آتی ہے۔ یہ سفید ریت کی شکل کی اور کافور کی مانند چمک دار ہوتی ہے۔ یہ عسر البول۔ پتھری۔ پرمیہ۔ یرقان اور کمی خون کو دافع ہے۔ الائچی خورد کے جوشاندہ کے ہمراہ پینے سے شدھ (مدبر) ہو جاتی ہے۔ علماء نے نہ تو اسکا کشتہ کرنا کہا ہے۔ اور نہ ہی اس کا ست نکالنا کہا ہے۔ اس کی پیدائش ایک خاص قسم کی مٹی اور پانی سے ہوتی ہے۔

غرضیکہ رس رتن سمچیہ میں کہی کرپور شلاجیت آیوروید پرکاش میں شورہ قلمی قرار دی گئی ہے۔ اگرچہ آیوروید پرکاش میں شورہ قلمی کی حقیقی ماہیت بالکل ٹھیک بیان کی گئی ہے۔ چنانچہ پہلے کھاری زمین کی مٹی کو پانی میں گھول کر ہی شورہ قلمی تیار کیا جاتا تھا۔ گو آج کل یہ کیمیائی طور پر نائٹرک ایسڈ یعنی شورہ تیزاب کی مدد سے تیار کیا جاتا ہے۔ قصہ کوتاہ شورہ قلمی کی حقیقی ماہیت کے علم کے ہونے کے باوجود بھی اسے کرپور شلاجیت قرار دینے کی عظیم غلطی کی گئی ہے۔ چاہے دونوں کی رنگ میں مشابہت ہے۔ دونوں کے اوصاف بھی یکساں ہی ہیں۔ تاہم شورہ قلمی میں مانند کافور بو تو قطعاً نہیں پائی جاتی۔ تو پھر اسے کرپور شلاجیت کیسے قرار دیا جا سکتا ہے۔؟ یہ تو وہی بات ہے

خرد کا نام جنون رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے

انتباہ

نیپال میں ایک قسم کی پھٹکری ہوتی ہے۔ جو کلکتہ میں پنساریوں کے ہاں سفید شلاجیت کے نام سے فروخت ہوتی ہے۔ چنانچہ کئی کم علم اور تجربہ کار ویدو حکیم اسے ہی سفید شلاجیت سمجھ کر استعمال کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ نیپالی پھٹکری قدیمی آیورویدک کتب میں بیان کی ہوئی سفید شلاجیت سے بالکل مختلف چیز ہے۔ جناب کوی ونودوید بھوشن پنڈت ٹھاکردت صاحب شرمانے اپنی تصنیف کردہ کتاب ''شودھن ودھی'' میں تحریر فرمایا ہے کہ سفید شلاجیت ایک شخص نے ہم کو کلو کے پہاڑ سے بھیجا تھا۔ نمونہ آج تک تھوڑا رکھا ہے۔ بالکل سفید ہے مگر بو کوئی بھی نہیں ہے۔ یہی نمونہ آپ نے آل انڈیا ویدک اینڈ یونانی طبی کانفرنس لاہور کی نمائش میں بھی رکھا تھا۔ ان دنوں ہمیں بھی اس کے دیکھنے کا موقع ملا۔ لیکن دراصل یہ نمونہ سفید شلاجیت کا نہیں بلکہ پھٹکری وغیرہ ہی کا ہے۔ سفید شلاجیت میں سے تو بو آنی چاہیے۔ لیکن اس نمونہ میں بو ندارد ہے۔ تو پھر بھلا یہ کیسا سفید شلاجیت ہے؟ غرضیکہ اس طرح سفید شلاجیت کے متعلق عظیم غلط فہمی پھیلی ہوئی ہے۔ اس لیے اس امر کے متعلق محتاط رہنا چاہیے۔ جس شلاجیت کی تعریف میں طبی کتب رطب اللسان ہیں اور جو واقعی ایک بے نظیر دوا ہے۔ وہ سیاہ رنگ (آہنی) شلاجیت ہی ہے۔

غیر مصفّٰی شلاجیت کے نقائص

پیشتر ازیں تحریر کیا جا چکا ہے کہ علاقہ کشمیر وغیرہ سے جو شلاجیت ہمیں دستیاب ہوتی ہے۔ وہ بالکل غیر مصفّٰی ہوتی ہے۔ کیونکہ اس میں ریت، مٹی، کنکر اور مینگنیں وغیرہ ملی ہوئی ہوتی ہیں۔ چنانچہ آیوروید پرکاش کی تحریر کے بموجب ایسی شدھ شلاجیت کا استعمال داہ (جلن) بے ہوشی، سر چکرانا، جریان خون، کمی ہاضمہ اور قبض پیدا کرتا ہے۔ اس لیے اسے بغیر مصفّٰے کیے اور غیر معتبر لوگوں کی اوٹ پٹانگ شلاجیت ہرگز استعمال نہیں کرنی چاہیے۔

شلاجیت شودھن

شلاجیت شودھن دو قسم کا ہے۔

❶ عام شلاجیت شودھن ❷ خاص شلاجیت شودھن

اب ذیل میں ہر دو قسم کی شلاجیت شودھن کے متعلق مفصل روشنی ڈالی جاتی ہے۔

عام شلاجیت شودھن

لوہ شلاجیت کو لے کر مل کر دور کرنے کے لیے صرف پانی سے دھوئیں (آیوروید پرکاش)

وضاحت

اس طریق کے مطابق شلاجیت کے پتھر سے ریت کنکر وغیرہ کو الگ کر کے خالص شلاجیت نکالی جاتی ہے۔ طریقہ حسب ذیل ہے۔

حسب ضرورت مقدار میں شلاجیت کے پتھر کو لے کر باریک کوٹ لیں اور پھر اس کو کسی محفوظ جگہ میں تیز دھوپ پر رکھے ہوئے حسب ضرورت ایک یا ایک سے زیادہ کشادہ برتنوں میں ڈال دیں۔ بعدہ چار گنا پانی ڈال کر خوب ہلائیں۔ تاکہ پانی میں حل ہو جائے۔ دن میں تین چار مرتبہ اسے خوب ہلاتے رہیں۔ پھر اس کو ایک دن کے لیے ٹھہرنے دیں کنکر۔ پتھر۔ ریت وغیرہ وزنی اشیا تہ نشین ہو جائیں گی۔ لیکن کچھ نباتی ریشے اور مینگنیں وغیرہ پانی پر تیرتی رہیں گی۔ اب اس نتھرے ہوئے سیاہ رنگ کے پانی کو کپڑ چھان کر لیں۔ سارا اثر نکالنے کے واسطے باقی ماندہ تلچھٹ میں ایک مرتبہ پھر دو چند پانی ڈال کر اول الذکر طریق کے مطابق نتھار کر کپڑ چھان کر لیں۔ اب اس تمام سیال کو ایک یا حسب ضرورت دو تین برتنوں میں ڈال کر محفوظ جگہ میں رکھ دیں۔ دس بارہ گھنٹہ کے بعد اوپر سے پھر سیاہ رنگ کے پانی کو نتھار کر کسی دوسرے برتن میں ڈال رکھیں۔ اور اس طرح مزید دو مرتبہ پھر اسے نتھار لیں۔ تاکہ مٹی یا پتھر وغیرہ کا کوئی معمولی سا ذرہ بھی سیال میں نہ جانے پائے۔ اب اس صاف شلاجیت آمیز پانی سے دو طریق سے خالص شلاجیت برآمد کی جاتی ہے۔

اول:

مذکورہ طریق سے حاصل شدہ شلاجیت آمیز پانی کو تیز دھوپ میں رکھ کر بالائی کی صورت میں علیحدہ کی ہوئی شلاجیت کو ویدک اصطلاح میں سورج تاپی۔ یا آفتابی شلاجیت کہتے ہیں۔

دوم:

مذکورہ بالا شلاجیت آمیز پانی مدھم آگ پر خشک کرلیا جاتا ہے۔ اوراس طرح آگ کی مدد سے تیار شدہ کو اگنی تاپی یعنی آتشیں شلاجیت کہتے ہیں۔

سورج تاپی شلاجیت تیار کرنے کا طریقہ

اول الذکر شلاجیت آمیز نتھرے ہوئے پانی کو لوہے کی کڑاہی یا تام چینی کے کسی برتن میں ڈاکر کسی ایسے مقام پر رکھیں۔ جہاں گرد وغبار پڑنے کا ڈر نہ ہو اور خوب تیز دھوپ پڑتی ہو۔ ایک دو روز کے بعد تمازت آفتاب سے سیال کے اوپر سیاہ رنگ کی بالائی کی طرح تہہ جم جائے گی۔ اسے اتار کر ایک الگ برتن میں رکھ دیں۔ ایک دفعہ سیال پر سے بالائی اتار لینے کے بعد پھر بھی بالائی آتی رہتی ہے۔ اور جب تک سیال میں سے بالائی علیحدہ ہو کر اوپر آتی رہے اسے اتار اتار کر کسی دوسرے برتن میں اکٹھی کرتے جائیں۔ حتیٰ کہ کل پانی خشک ہو جائے گا۔ اور اس کی تمام بالائی آپ کے پاس الگ اکٹھی ہو جائے گی۔ نیز خیال رہے کہ بالائی والے برتن کو بھی تیز دھوپ میں بدستور رکھے رہنا چاہیے۔ تاکہ وہ بھی ساتھ ساتھ خشک ہوتی جائے۔ بس یہی خالص سورج تاپی یا آفتابی شلاجیت ہے۔ اس طرح اس کا عام شودھن کرنے کے بعد اس کا خالص شودھن کرنا چاہیے۔

خاص شلاجیت شودھن

شیر گاؤ' جوشاندہ ترپھلہ اور آب بھنگرہ سے شلاجیت کو لوہے کے برتن میں ایک ایک دن پیسنے سے یقیناً شدھ ہو جاتی ہے۔ (رسیندر سار سنگرہ)

وضاحت

مذکورہ طریق کے بموجب حاصل کردہ خالص شلاجیت کو شیر گاؤ[1] جوشاندہ[2] ترپھلہ

مقطر اور آب [3] بھنگرہ سبز ہر سہ سیال میں گھول کر تیز دھوپ میں رکھ دیں اور کل پانی کے خشک ہونے پر اسے سنبھال لیں۔ بس دراصل یہی شاشتری فرمان کے مطابق خالص شدہ سورج تابی شلاجیت یا خالص شدہ شلاجیت آفتابی ہے۔

نوٹ نمبر ا:

خالص شدہ سورج تابی شلاجیت یا خالص شدہ شلاجیت آفتابی کے تیار کرنے اور دراصل مذکورۂ بالا طریقہ ہی صحیح و مستند ہے۔ لیکن اب اکثر دواخانوں میں اس طریق سے اسے شدھ نہیں کیا جاتا۔ کیونکہ اس طریق سے تیار کرنے میں کافی سے زیادہ محنت و مشقت کرنی پڑتی ہے۔ اور اس پر خرچ بھی زیادہ ہوتا ہے۔ جس سے اسے بازاری بھاؤ فروخت نہیں کیا جا سکتا۔ اور اگر اسے بازاری بھاؤ فروخت کیا جائے تو سراسر مالی نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ اسی لیے ان تمام باتوں کو مدنظر رکھ کر اگر آج کل عموماً نہ صرف ہر سہ سیال میں سے کسی ایک سے بھی خالص شلاجیت کو بالکل بھاؤنا ہی نہیں دی جاتی۔ بلکہ اکثر نتھار کر حاصل کیا ہوا شلاجیت امیز پانی مدھم آگ پر پکایا جاتا ہے۔ اور جب تین چوتھائی پانی جل جاتا ہے۔ تو باقی ماندہ سیال تیز دھوپ میں خشک کر لیا جاتا ہے۔ اس سے شلاجیت کے جلد تیار ہونے کے علاوہ اس کا جزو مؤثرہ بھی زائل ہونے سے بہت کافی بچ جاتا ہے اگرچہ اس طریق سے تیار شدہ شلاجیت اگنی تابی شلاجیت سے کافی بہتر رہتی ہے، لیکن تاہم اصلی سورج تابی شلاجیت کا مقابلہ قطعاً نہیں کر سکتی۔

---

[1] خالص شلاجیت کا تہائی وزن لیں۔

[2] خالص شلاجیت کا تہائی وزن ترپھلہ لے کر اس کا جوشاندہ تیار کر کے کام میں لائیں۔ یعنی اگر خالص شلاجیت تخمیناً تین سیر ہو تو ایک سیر عمدہ ترپھلہ کو جوکوب کر کے آٹھ سیر پانی میں اس قدر جوش دیں کہ دو سیر باقی رہ جائے۔ پھر اسے کپڑ چھان کر کے ایک روز کے لیے کسی محفوظ جگہ میں رکھ کر نتھار لیں۔ بس یہی جوشاندہ ترپھلہ مقطر مطلوب ہے۔

[3] اگر سبز بھنگرہ دستیاب ہو جائے تو سب سے پہلے اسے صاف پانی سے دھو ڈالیں تاکہ اس سے ریت مٹی بہ جائے۔ بعد ازاں اسے پتھر کی کونڈی میں گھوٹ کر پانی نکال لیں اور مقطر کر کے کام میں لائیں۔ بس یہی آب سبز بھنگرہ درکار ہے۔ جو خالص شلاجیت کا تہائی وزن ہونا چاہیے لیکن اگر سبز بھنگرہ دستیاب نہ ہو تو خشک بھنگرہ کا جوشاندہ ترپھلہ کی مانند گاڑھا تیار کر کے مقطر کرنے کے بعد کام میں لائیں۔

نوٹ نمبر۲:

آب ترپھلہ وغیرہ کو خوب مقطر کر کے شامل کرنا چاہیے ورنہ ترپھلہ وغیرہ کی تلچھٹ مل کر شلاجیت کے رنگ وذائقہ کو خراب کر دے گی۔

نوٹ نمبر۳:

کئی وئید شیر گاؤ۔ جوشاندہ ترپھلہ اور آب بھنگرہ سبز کے علاوہ جوشاندہ دش مول مقطر کے شامل کرنے کی بھی سفارش کرتے ہیں۔

نوٹ نمبر۴:

کئی لوگ سہولت کو مدنظر رکھتے ہوئے شیر گاؤ وغیرہ کو الگ کی ہوئی خالص شلاجیت یعنی شلاجیت آمیز پانی سے اتاری ہوئی بالائی میں داخل کرنے کی بجائے شلاجیت کے نتھارے ہوئے پانی میں ہی پہلے آمیز کر دیتے ہیں۔ اس میں بھی کوئی ہرج نہیں ہے۔

نوٹ نمبر۵:

شلاجیت آمیز پانی کو خشک کرتے وقت گرد وغبار سے ہر طرح بچانا چاہیے ورنہ دھول وغیرہ پڑ کر شلاجیت خراب ہو جائے گی۔ نہایت باریک ململ کے کپڑے سے بھی ڈھک کر اسے خشک کیا جا سکتا ہے۔ لیکن سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ برتنوں کے ڈھکن شیشے کے ہوں۔ سورج کی گرمی سے پانی کے بخارات اڑ کر شیشہ کے ڈھکن کے ساتھ چپک جاتے ہیں اور ڈھکن کو اٹھا کر کپڑے سے ان بخارات کو پونچھ لیا جا سکتا ہے اس طریقے سے شلاجیت بہت عمدہ تیار ہوتی ہے۔ لیکن نہایت دقت آمیز طریقہ ہے۔

نوٹ نمبر۶:

سورج تابی شلاجیت ہمیشہ بیساکھ جیٹھ اور اساڑھ کے مہینہ میں تیار کرنی چاہیے جبکہ خوب کڑاکے کی گرمی پڑتی ہے کہ جس سے شلاجیت جلد تیار ہو جاتی ہے دیگر مہینوں میں اسے تیار کرنا نہایت مشکل ہوتا ہے، کیونکہ دھوپ میں تیزی نہ ہونے سے پانی خشک ہونے میں ہی نہیں آتا۔

دیگر ترکیب

شلاجیت کو لوہے کے برتن میں رکھ کر نیم۔ گلو اور اندر جو کے جوشاندہ سے شلاجیت کے اندر ملی ہوئی دشٹ (خراب) مٹی کیڑوں اور پتنگ کے ڈسنے سے پیدا شدہ خرابیوں اور دوا کی دیگر خرابیوں کو زائل کرنے کے لیے بطریق معروف بھاونا دیں (آیورویدپرکاش)

وضاحت

پوست نیم گلو اور اندر جو ہر سہ کو ملا کر خالص شلاجیت کے ہموزن لیں۔ اور پھر ان کو نیم کوفتہ کر کے آٹھ گنا پانی میں جوشائیں۔ جب چار حصہ پانی باقی رہ جائے۔ تو اسے کپڑ چھان کرلیں۔ بعدہ اسے مقطر کر کے کام میں لائیں۔ یعنی پیشتر ازیں ترکیب کے بموجب اس مقطر جوشاندہ میں خالص شلاجیت کو گھول کر اور پھر تیز دھوپ میں رکھ کر بالکل خشک کرلیں۔ بس خاص شدہ سورج تابی شلاجیت یا خالص شدہ شلاجیت آفتابی تیار ہو جائے گی۔

نوٹ:

اس کی تیاری کے دوران میں جو احتیاط ملحوظ رکھنے کے لیے بیشتر ازیں تحریر کی جا چکی ہیں ان کو ضرور مدنظر رکھیں۔

اگنی تاپی شلاجیت تیار کرنے کا طریقہ

اول الذکر طریق سے نتھرے ہوئے تمام سیال کو مدھم مدھم آگ پر خشک کرلیا جائے تو خالص اگنی تابی یا آتشین شلاجیت تیار ہو جاتی ہے۔ اب اس شلاجیت کا خاص شودھن کرنا چاہیے۔

خاص شلاجیت شودھن

مذکورہ طریق کے بموجب حاصل کردہ خالص اگنی تاپی شلاجیت میں پیشتر ازیں تحریر کے بموجب شیر گاؤ وغیرہ کو ڈال کر مدھم مدھم آگ پر ہی خشک کرلیں۔ بس یہی خالص شدہ اگنی تاپی یا آتشیں شلاجیت ہے۔

خاص نوٹ:

اول الذکر طریق کے بموجب نترے ہوئے شلاجیت آمیز پانی میں پہلے ہی شیر گاؤ دغیرہ کو ڈال کر بھی مدھم مدھم آگ پر خشک کر کے خالص شدہ اگنی تاپی شلاجیت تیار ہو سکتی ہے۔

ایک راز

اگر چہ شاستروں میں مذکورہ طریق سے ہی اگنی تاپی شلاجیت تیار کرنے کا تذکرہ آیا ہے، لیکن اگر اس کو مندرجہ ذیل طریق سے تیار کیا جائے تو ہمارا تجربہ ہے کہ یہ اس کی نسبت بدرجہا بہتر تیار ہوتی ہے۔ اس لیے اگر آپ کسی وجہ سے سورج تاپی شلاجیت تیار نہیں کر سکتے تو کم از کم اس طریق سے اگنی تاپی شلاجیت ہی تیار کر لیں۔ جو کہ فوائد میں بے نظیر ثابت ہوئی ہے۔

ایک لوہے کی بڑی کڑاہی میں ریت بھر کر چولہے پر چڑھا دیں۔ اور اس ریت والی کڑاہی میں اول الذکر طریق سے تیار ہوئے۔ شلاجیت آمیز پانی کو مع آب ترپھلہ وغیرہ کے کسی برتن میں ڈال کر رکھ دیں۔ اور چولھے پر آگ روشن کر دیں جب کل پانی خشک ہو جائے۔ اور شلاجیت صحیح طور پر غلیظ القوام ہو جائے۔ (جس کی پہچان یہ ہے کہ اس میں سے تھوڑی سے شلاجیت کسی سلاخ وغیرہ سے اٹھا کر علیحدہ کرنے سے جم جائے۔ تو بس سمجھ لو کہ اس کا قوام بالکل صحیح ہو چکا ہے) تو چولہے سے برتن کو نیچے اتار لیں۔ یہ کہنے کو تو اگنی تاپی سلاجیت ہے۔ لیکن اثر میں عام دوا خانوں کی تیار کردہ سورج تاپی سلاجیت سے بھی کئی گنا زیادہ فائدہ رساں ہے۔ کیوں کہ اس طریق سے بھی اس کا جزو موثر کافی حد تک ضائع نہیں ہونے پاتا۔ لیکن واضح رہے۔ کہ اس کے باوجود بھی سورج تاپی سلاجیت کے ہم پلہ کسی طرح بھی نہیں ہو سکتی۔

ایک گراں قدر نکتہ

ہر دو طریق سے تیار شدہ شلاجیت میں سے سورج تاپی سلاجیت کو اول درجہ تسلیم کیا گیا ہے۔ اور واقعی یہ اگنی تاپی شلاجیت کی نسبت زیادہ بہتر اور مفید ہوتی ہے۔ لیکن کیوں؟ اس امر کا کوئی جواب قدیمی کتب (آیورویدک شاستروں) میں نہیں دیا گیا۔ البتہ سلاجیت کے کیمیائی

تجزیہ سے سورج تاپی شلاجیت کے بدرجہا بہتر و مفید ہونے کا ثبوت مل گیا ہے چنانچہ ہوپر صاحب نے جو اس کا کیمیائی تجزیہ کیا ہے۔ اس سے صاف عیاں ہے۔ کہ شلاجیت ہائیڈروکاربن آف بٹومینس کی قسم کی چیز ہے۔ اور اس میں ایک قدرتی مومی مادہ یعنی یوریا (Uria) ہوا کرتا ہے جو ایتھر یا الکحل میں گھول کر علیحدہ کیا جا سکتا ہے اور اس میں شلاجیت کی مخصوص بو اور تمام دوائیہ تاثیر پائی جاتی ہیں غرضیکہ یہ دموی مادہ ہی اس کا جزو مؤثرہ ہے۔ اسے آنچ پر رکھنے سے اول یہ بائی یوریٹ میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ پھر سایا نیورک ایسڈ میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ پھر ایمونیا گیس بن کر نکل جاتا ہے غرضیکہ اس طرح تیز آنچ اس کے مومی مادہ یعنی جزو مؤثرہ کو ضائع کر دیتی ہے۔ اسی لیے شلاجیت کو آگ پر کاڑھ کر بنانا بالکل موزوں نہیں رہتا۔ بلکہ اسے ہمیشہ تیز دھوپ کی گرمی سے پکانا چاہیے۔ جس سے اس کا جزو مؤثرہ یعنی مومی مادہ ضائع نہیں ہونے پاتا۔ اور اس کی موجودگی سے شلاجیت کے پورے پورے فوائد ظہور پذیر ہوتے ہیں۔

کرنل آر۔ این چوپڑہ صاحب نے شلاجیت کا کیمیائی تجزیہ کرنے کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا ہے۔ کہ اس میں گوندیں۔ ایلبومی نائڈز معمولی رال اور روغنی ایسڈ بینزوواک ایسڈ یعنی ست لوبان ہپ پیورک ایسڈ اور ان کے نمکیات بہت زیادہ مقدار میں موجود ہیں۔

طبی نقطۂ نگاہ سے اس میں اہم مؤثر اجزاء بینزواک ایسڈ اور بینزواٹیس یعنی نمکیات بنیز واک ایسڈ ہیں مختلف امراض میں شلاجیت کے جو مختلف فوائد وئید اصحاب بیان کرتے ہیں وہ بنیز واک ایسڈ (ست لوبان) کی موجودگی کے باعث ہی ہیں۔ غرضیکہ ان کے خیال کے بموجب شلاجیت میں بنیز واک ایسڈ ایک ایسا خاص جزو ہے جس کی برکت ہی سے شلاجیت مفید و مؤثر ثابت ہوتی ہے۔ اور ہمیں یہ بخوبی معلوم ہے کہ بنیز واک ایسڈ آنچ سے اڑ جانے والی چیز ہے اس لیے اس نقطۂ نگاہ سے بھی شلاجیت کو آگ پر پکانا ٹھیک نہیں ہے۔ آگ پر پکائی ہوئی شلاجیت سے بنیز واک ایسڈ خارج ہو جاتا ہے۔ اور شلاجیت کافی غیر مؤثر ہو جاتی ہے۔ چنانچہ بیسیوں ایسے مریض ہمارے ملاحظہ میں آئے ہیں۔ جو شلاجیت کے فوائد سے بدظن ہو چکے تھے۔ اور اسکی وجہ صرف یہی تھی کہ وہ ایسے کارخانوں کی شلاجیت استعمال کر رہے تھے۔ جہاں اس کو آگ کی مدد سے شدھ یعنی مصفٰے کیا جاتا ہے۔ لیکن بعد ازاں جب ہم نے اپنے ہاں کی تیار کردہ خالص شدھ سورج تاپی شلاجیت استعمال کرائی تو انہیں حیرت انگیز فائدہ

ہوا۔ اور جس سے وہ اس کے بیش قیمت فوائد کے قائل ہو گئے۔ اس لیے ہمیشہ سورج تاپی شلاجیت استعمال کرنی چاہیے۔

خالص شلاجیت کی برآمدگی

شلاجیت کے پتھروں میں سے مختلف مقدار کی شلاجیت کی برآمدگی ہوتی ہے۔ چنانچہ تجربہ میں آیا ہے کہ عمدہ قسم کے شلاجیت کے پتھر سے تخمیناً چہارم شدھ شلاجیت حاصل ہو جاتی ہے۔ لیکن جو شلاجیت کے پتھر معمولی قسم کے ہوتے ہیں۔ ان سے بہت کم خالص شلاجیت برآمد ہوتی ہے۔ یعنی پانچویں حصے سے لے کر دسویں بارھویں حصے تک۔

شلاجیت کے متعلق ٹھگی

آج کل کے زمانے میں ٹھگی کا بازار خوب گرم ہے۔ پبلک کی آنکھوں میں پوری طرح سے دھول ڈالی جا رہی ہے۔ پہلے تو صرف خوردنی اشیاء میں ملاوٹ شروع ہوئی لیکن اب یہ مرض اس قدر عالمگیر ہو گیا ہے۔ کہ ادویہ بھی اس کی زد سے محفوظ نہیں ہیں۔ کھریا سنگجراحت اور گودنتی ہڑتال کی ٹکیاں سر بازار کونین کی گولیوں کے نام سے فروخت ہو رہی ہیں۔ فرضی ٹنکچر آئیوڈین شیشیوں میں پیک کر کے دھڑا دھڑ فروخت کی جا رہی ہے۔ گندم کا نشاستہ ''ست گلو خانہ ساز'' کے نام پر فروخت ہو رہا ہے۔ تمباکو، خون خرگوش اور کوئلہ وغیرہ کا کوئی لایعنی مرکب خوشبوؤں سے معطر کر کے ''خالص ترین کستوری نیپالی'' کے نام پر فروخت کیا جا رہا ہے مختلف قسم کے پھولوں کا زیرہ رنگ کر اور مختلف خوشبوؤں سے لبریز کر کے بازار میں ''خالص ترین زعفران کشمیری'' کے نام سے دیا جا رہا ہے ''اصلی موتیوں'' کے نام پر لوٹ مچ رہی ہے اس کا تو خدا ہی حافظ۔ قلمی شورہ کو پانی میں گھول کر قدرے روغن پودینہ ملا کر اور اس کے کرسٹل (قلمیں) بنا کر ''خالص ست پیپر منٹ'' تیار کیا جا رہا ہے۔ یہی حال شلاجیت کی ٹھگی کا ہے۔ بیسیوں قسم کی کالی کلوٹی چیزوں کو بول گاؤ میں حل کر کے ایک اوٹ پٹانگ سیاہ فام مرکب تیار کر کے ''خالص ترین شدھ شلاجیت آفتابی'' کے نام سے پبلک کے گلے مندھا جا رہا ہے المورہ اور گڑھوال ضلع کے آدمیوں نے تو نقلی شلاجیت بیچنے کا ٹھیکہ ہی لے رکھا ہے۔ یہ لوگ نقلی شلاجیت لے کر کلکتہ۔ بمبئی، مدراس، اور پشاور تک بیچتے ہیں۔ اس ہنر کے یہ خاص استاد ہیں۔ ناظرین کی معلومات اور تفریح طبع کی غرض سے ان کا وہ پوشیدہ راز بھی میں ذیل میں

درج کیے دیتا ہوں۔

نقلی شلاجیت تیار کرنے کا خاص طریقہ

المورہ اور گڑھوال کے علاقہ میں بانجھ نائیک نام کا ایک عام درخت ہوتا ہے۔ یہ لوگ اس درخت کی گوند اکٹھی کر لیتے ہیں۔ جو سیاہی مائل بھورے رنگ کی ہوتی ہے۔ اس کو بول گاؤ میں گھول کر آگ پر پکاتے ہیں۔ جب کہ اس کا قوام غلیظ ہو جاتا ہے۔ تو سیاہ مٹی ملا کر ٹکیاں بنا لیتے ہیں۔ یا یونہی ڈبوں میں بھر لیتے ہیں۔ جو سیاہ مٹی شلاجیت میں ملائی جاتی ہے وہ سہاگہ کی کانوں سے نکلتی ہے اور سہاگہ کی کانیں المورہ اور گڑھوال کے نزدیک بہت سی ملتی ہیں۔ اس لیے ان لوگوں کو یہ مٹی آسانی دستیاب ہو جاتی ہے۔

اس نقلی شلاجیت کا مزہ پھیکا ہوتا ہے۔ اور اس میں چچپاہٹ ہوتی ہے۔ نیز اس سے بول گاؤ کی بو آتی ہے۔ لیکن تجربہ کار لوگ اس بو اور خالص شلاجیت کی بو میں فرق معلوم کر لیتے ہیں۔ اس لیے زیادہ چالاک اور ہوشیار لوگ مذکورہ مرکب میں خالص شلاجیت بھی آمیز کر دیتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود بھی اس میں گوند کا ذائقہ ضرور قدرے معلوم ہوتا ہے۔ اور گوند کا لیس دار مادہ بھی ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔

بانجھ درخت کے گوند کے خاص وصف

اس گوند میں سب سے بڑا وصف یہ ہے کہ اس کو جب پانی میں ڈالا جائے۔ تو یہ سرخی مائل رنگ کی دھاریاں چھوڑ کر گھلنے لگتا ہے۔ اور یہ دھاریاں تمام پانی میں پھیل جاتی ہیں۔ چونکہ عام لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ اصلی شلاجیت کو اگر پانی میں ڈالا جائے تو وہ سرخی مائل[1] دھاریاں چھوڑتی ہے۔ اس لیے اس گوند سے تیار شدہ نقلی شلاجیت کو بھی لوگ اصلی سمجھ لیتے ہیں۔ حالانکہ خالص شلاجیت کی یہ کوئی خاص پہچان نہیں ہے۔ بلکہ زیادہ علاقوں کی شلاجیت تو بغیر دھاریاں چھوڑے ہی گھلتی ہے۔ البتہ المورہ و بدری نرائن کے علاقہ کی شلاجیت ضرور قدرے دھاریاں چھوڑتی ہوئی گھلتی ہے۔ اگر دیگر علاقوں کی شلاجیت پانی میں

---

[1] چکروت اور رس کام دھینو میں بھی لکھا ہے کہ جس شلاجیت کو تنکے کے اگلے حصہ پر لگا کر پانی میں ڈالا جائے اور وہ دھاریوں کی صورت میں گھل کر نیچے کی طرف چلی جائے تو وہی سب سے عمدہ شلاجیت ہوتی ہے۔

ڈالنے سے آہستہ آہستہ سرخی مائل اور حنائی رنگ دے کر گھلنے لگتی ہے۔ اور جب یہ گھلتی ہے تو سرخی مائل وحنائی رنگ بادلوں کی صورت میں تمام پانی میں پھیلتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ اس گوند میں دوسرا خاص وصف یہ ہے کہ اگر اس کو آگ پر ڈالا جائے۔ تو بغیر دھواں دیے ہی پھول کر بہ شکل لنگ یعنی عضو تناسل ہو جاتا ہے۔ اور کیونکہ خالص شلاجیت کی بھی یہ ایک پہچان ہے۔ اس لیے اس گوند سے تیار کردہ بناوٹی شلاجیت کو بھی لوگ اصلی تصور کر بیٹھتے ہیں۔ علاوہ ازیں اس میں تیسرا وصف یہ ہے کہ یہ گوند مقوی بدن ہے منی کے قوام کو غلیظ کرتا ہے۔ پرانے سے پرانے کمر درد کو نافع ہے۔ غرضیکہ یہ گوند کئی اعلیٰ اوصاف کا مالک ہے۔ جس کی وجہ سے جب اس سے تیار کردہ نقلی شلاجیت بھی استعمال کی جاتی ہے۔ تو اس کے اعلیٰ اوصاف کی وجہ سے مریض کو کئی فوائد ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ اور اس طرح سے اس نقلی شلاجیت کا استعمال کنندہ اس کے فوائد کا قائل ہو جاتا ہے۔ جس سے آئے دن اس نقلی شلاجیت کی تجارت بڑھ رہی ہے۔

نقلی شلاجیت تیار کرنے کا ایک دیگر آسان ترین طریقہ

تقریباً دو سال کا عرصہ ہوا کہ ہمارے ہاں[1] شلاجیت فروخت کرنے والا ایک گروہ آیا۔ انہوں نے علاقہ میں گھوم گھوم کر خوب شلاجیت فروخت کی۔ کئی لوگوں نے شلاجیت خرید کر مجھے دکھائی۔ تاکہ میں ان کو بتاؤں کہ کیا ان کی خرید کردہ شلاجیت اصلی ہے یا نہیں اس شلاجیت کو دیکھ کر مجھے بے ساختہ ہنسی آتی تھی۔ کہ کیا ہی عمدگی سے یہ لوگ الو بنائے جا رہے ہیں۔ اتفاق سے اس گروہ کا ایک آدمی درد گردہ میں مبتلا ہو گیا۔ مجھے وہ علاج کے لیے اپنی جھونپڑیوں میں لے گئے۔ میں نے جا کر بیمار کا ملاحظہ کیا۔ اور حالات کے بموجب اس کو دوا دی۔ اس دوران میں میں نے کیا دیکھا کہ ایک بوڑھی عورت ایک آہنی کڑاہی میں نرم وسیاہ اور ادنیٰ درجہ کے گڑ کو پکانے لگی۔ جب تھوڑی دیر ہوئی تو ایک سیال چیز بھی آمیز کر دی۔ اور ہلاتی رہی۔ اب اس میں سے بول گاؤ کی صاف بو آنے لگی۔ تو اسی وقت فوراً مجھے یہ سوجھا کہ یہ شلاجیت تیار ہو رہی ہے اور جب دوکان پر واپس آ کر ان کی فروخت کی ہوئی شلاجیت کو بغور

---

[1] یہ ۱۹۳۸ء کا واقعہ ہے۔ جب ہم جنڈ ضلع اٹک میں مطب کرتے تھے۔ ملک کی تقسیم کی وجہ سے یہ علاقہ اب پاکستان میں آ گیا ہے۔

ملاحظہ کیا تو یقین ہو گیا کہ واقعی بول گاؤ میں پگھلا کر جلایا ہوا گڑ ہی ہے۔ غرضیکہ اس طرح کی کئی کالی کلوٹی چیزیں شلاجیت کے نام سے فروخت ہو رہی ہیں۔

حکومت کی بے پروائی

بطور نمونہ مشتے از خروارے صرف چند نقلی ادویہ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ورنہ تو بے شمار نقلی ادویہ دھڑا دھڑ فروخت ہو رہی ہیں اور ان شریف دوا فروش ڈاکوؤں کو کوئی پوچھنے والا نہیں کہ بھلا تم دن دہاڑے پبلک کے روپیہ۔ صحت اور فن کے وقار پر کیوں ڈاکہ ڈال رہے ہو؟ بھوک کا مارا ہوا کوئی غریب آدمی صرف پیٹ کی آگ کو بجھانے کی خاطر اگر ایک دو آنہ کی کوئی کھانے کی چیز کسی کی اٹھالے تو اس کی شامت آ جاتی ہے۔ مالک اس کی الگ مرمت کرتا ہے ہمارے لال پگڑی والے محافظ اس کی الگ خاطر تواضع کرتے ہیں یہی نہیں اکثر دفعہ جیل خانہ کی بھی سیر کرنی پڑتی ہے لیکن مذکورہ بالا قسم کے یہ شریف لٹیرے سر بازار ڈاکہ ڈالتے ہیں۔ اور بے علمی کی وجہ سے نہ تو خریدار اس سے باز پرس کرتا ہے کہ یہ کیا اندھیر کر رہے ہو۔ نہ حکومت کا کوئی قانون ان کے لیے حرکت میں آتا ہے۔ غرضیکہ ان بھلے مانسوں کو کوئی اتنا بھی نہیں پوچھتا کہ تمہارے منہ میں کتنے دانت ہیں اور یہی وجہ ہے۔ کہ وہ مزے سے بغیر کسی خوف و خطر کے ہر روز سینکڑوں روپیوں کا ڈاکہ ڈال کر عیش وعشرت کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ نامعلوم اس میں کیا راز ہے؟ اگر یہی حالت رہی تو ہماری طبوں کا خدا ہی حافظ ہے۔

خالص شلاجیت کی شناخت

آیورویدک شاستروں کے مصنفین نے اپنے اپنے تجربہ کی بنا پر عمدہ شلاجیت کی مختلف علامات تحریر کی ہیں۔ کیونکہ ان کی علامات سے اصلی و نقلی شلاجیت کے پہچاننے میں بھی کافی مدد ملتی ہے۔ اس لیے ان کو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

① سشرت سنگھتا میں لکھا ہے کہ عمدہ شلاجیت برنگ سیاہ بھاری اور چکنی ہوتی ہے اس میں ریت ومٹی کی ملاوٹ نہیں ہوتی۔ اور اس سے بول گاؤ کی بو آتی ہے۔

② واگ بھٹ میں لکھا ہے کہ جو شلاجیت گئو موتر کی سی بو والی سیاہ دیکھنے میں گوگل سی ریت ومٹی سے خالی۔ نرم اور بھاری ہو وہی اچھی سمجھنی چاہیے۔

③ رس رتن سمچیہ میں لکھا ہے۔ کہ جو شلاجیت آگ پر ڈالنے سے پھول کر بشکل لنگ

(عضو تناسل) ہو جائے۔ دھواں نہ دے اور پانی میں ڈالنے سے فوراً گھل جائے۔ وہ عمدہ ہوتی ہے۔

④ چکردت میں لکھا ہے کہ جو شلاجیت آگ میں ڈالنے پر بغیر دھواں دیئے جل جائے اور جس جلی ہوئی شلاجیت کا رنگ آہنی میل کی مانند ہو جائے۔ نیز جس شلاجیت کو تنکے کے اگلے حصہ میں لگا کر پانی میں ڈالا جائے اور وہ دھاریاں چھوڑ کر نیچے کی طرف چلی جائے تو وہ عمدہ شلاجیت ہوتی ہے۔

اہم نتائج

❶ خالص شلاجیت کی بو بول گاؤ کی مانند ہوتی ہے۔

❷ شلاجیت کو دہکتے ہوئے کوئلوں پر ڈالیں۔ اگر اصلی شلاجیت ہوگی تو گوند کی مانند پکتی (پھد پھداتی) ہوئی بشکل لنگ یعنی عضو تناسل اوپر کو اٹھے گی۔

❸ شلاجیت کو بغیر دھوئیں والے دہکتے کوئلوں پر ڈالیں۔ اگر دھواں[1] نہ دے تو اصلی ہے۔

❹ اصلی شلاجیت پانی میں گھولنے سے تمام کی تمام گھل جائے گی اور تہ نشین بالکل نہ ہوگی۔

❺ ذرا سی شلاجیت ایک تنکے کی نوک میں لگا کر پانی کے بھرے ہوئے گلاس وغیرہ میں

---

[1] شاستروں کی بتلائی ہوئی مذکورہ بالا پہچان کی وجہ ہی سے عام وئید و حکماء میں یہ غلط فہمی پھیلی ہوئی ہے کہ اصلی شلاجیت جلانے پر بالکل دھواں نہیں دیتی۔ حالانکہ یہ پہچان تمام علاقہ جات کی شلاجیت پر حاوی نہیں ہوتی۔ چنانچہ علاقہ کشمیر اور پتی و بھوٹ کے علاقہ کی خالص ترین شلاجیت بھی دھواں دیتی ہے۔ لیکن تبت و بھوٹان کے علاقہ کی شلاجیت دھواں نہیں دیتی۔ جسے اس امر میں شک ہو بے شک آزمائش کر کے اپنا اطمینان کر لے۔ اور شدھ کی ہوئی شلاجیت تو خواہ کسی علاقہ کی ہو۔ دھواں دیتی ہے۔ کیونکہ شدھ شلاجیت میں بھنگرہ اور ترپھلہ وغیرہ نباتی مادے ملے ہوتے ہیں۔ جس سے ایسی شلاجیت ضرور دھواں دیتی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ کشمیر وغیرہ علاقہ کی زیادہ دھواں دیتی ہے۔ اور تبت و بھوٹان کے علاقہ کی کم اور یہ امر ہونا لازمی بھی ہے۔ اس لیے مذکورہ بالا پہچان ہمارے نزدیک رتی بھر بھی وقعت نہیں رکھتی۔ یہی نہیں بلکہ جنہوں نے بھی کبھی شلاجیت خود اپنے ہاتھوں صاف کی ہے وہ ہماری اس رائے سے سو فی صدی متفق ہوں گے۔

چھوڑ دیں۔ لیکن خیال رہے کہ پانی ٹھہرا ہوا ہو۔ اگر وہ تارلے چھوڑ کر تہہ نشین ہو جائے تو اصلی شلاجیت ہے ورنہ نقلی۔

کچھ اور بھی

اصلی شلاجیت کی پہچان کے لیے کچھ دیگر کسوٹیاں بھی ذیل میں ہدیہ ناظرین کی جاتی ہیں۔

① کھولتے پانی کے کسی برتن میں شلاجیت ڈال دیں۔ اصلی شلاجیت تمام کی تمام گھل جائیگی اور بالکل تہ نشین نہ ہوگی۔ لیکن نقلی شلاجیت میں ایسا نہیں ہوتا۔

② ذائقہ سے اصلی شلاجیت کو پہچاننے میں نہایت آسانی رہتی ہے چنانچہ اصلی شلاجیت اگر زبان پر رکھا جائے تو اس کا مزا کسی قدر شیرینی لیے تلخ ہوتا ہے اور ایک دفعہ جو خالص شلاجیت کو زبان سے چکھ لیتا ہے وہ پھر اسکے ذائقہ کو نہ تو آسانی بھول سکتا ہے۔ اور نہ دھوکا کھا سکتا ہے۔

③ اصلی شلاجیت کے ڈلے ہوتے ہیں اگر بہت خشک ہو تو چیخ دار ٹوٹتی ہے اگر قدرے گیلی ہو تو ملائمت لیے ہوئے بڑھ جاتی ہے۔ نقلی شلاجیت مشکل سے ٹوٹتی ہے علاوہ ازیں اس میں لیس ہوتی ہے۔ دیگر جس میں زیادہ مٹی ہو وہ مٹی کی مانند ہی ٹوٹتی ہے۔

کیمیائی تجزیہ

شلاجیت ظاہری شکل وصورت میں نباتی فضلہ کا ایک ٹھوس مرکب نظر آتا ہے۔ جو سیاہی مائل سرخ۔ گوندار سانچہ کی طرح ہوتا ہے اور جس میں نباتی ریشے بکھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں ریت اور خاکی مادہ سے ترکیب یافتہ ہوتا ہے۔ شلاجیت کی گوندار چیز پانی میں تحلیل ہو جاتی ہے۔ اور نتھارنے کے بعد خاکی مادہ۔ نباتی ریشے اور چند سیاہ بٹن کی مثل گول ٹکڑے جن کا قطر $\frac{1}{8}$ انچ ہوتا ہے۔ اور جومٹر کے دانوں کے مشابہ ہوتے ہیں باقی رہ جاتے ہیں۔ اب اس نتھرے ہوئے محلول کو ایک موٹے کپڑے یا فلالین کے ٹکڑے میں سے چھان کر نہ گھلنے والے حصہ کو علیحدہ کر لیں۔ اب اس چھانے ہوئے محلول کو تمازت آفتاب میں رکھ

ـــ یہ پہچان بھی کوئی خاص ٹھیک نہیں ہے۔ اس پر ہم پہلے روشنی ڈال چکے ہیں۔

چھوڑنے سے اس کے اوپر بالائی کی طرح کی ایک چیز جم جاتی ہے۔ شدہ (مصفیٰ) شلاجیت شدہ (غیر مصفیٰ) شلاجیت کے نتھار اور چھان کر گاڑھے کیئے ہوئے محلول کی مانند ہوتی ہے۔ اشدہ اور شدہ دونوں قسم کی شلاجیت سے ایک خاص قسم کے پیشاب کی سی بو آتی ہے۔ نیز یہ ذائقہ میں معمولی تلخ نمکین قدرے تیز اور کسیلی ہوتی ہے۔ شدہ شلاجیت پانی میں تقریباً تمام حل ہو جاتی ہے۔ اور اس کی کیفیت (ری ایکشن) ترش ہے۔

ہو پر صاحب سب سے پہلے سائنسدان تھے کہ جنہوں نے شلاجیت کا کیمیائی تجزیہ کیا اور ان کے کیئے ہوئے کیمیائی تجزیہ کا نتیجہ ذیل ہے۔

پانی .... ۸٫۸۵

نباتی فضلہ .... ۵۶٫۲۰

جماداتی مادہ .... ۳۴٫۹۵

نائٹروجن .... ۱٫۰۳

چونا .... ۷٫۸۰

پوٹاش .... ۹٫۰۷

فاسفورک ایسڈ .... ۰٫۱۶

سلیکا .... ۱٫۳۵

شلاجیت کے نباتی فضلہ پر سپرٹ ڈالنے سے بھورے رنگ کی موم کی طرح ایک چیز سی بن گئی جو گرم کرنے سے پگھل گئی۔ اور دھواں دار شعلہ کے ساتھ جل گئی۔ اس میں شلاجیت کی مخصوص بدبو تو بدستور رہی۔ لیکن کوئی نمایاں ذائقہ نہ تھا۔ یہ کیفیت میں معتدل (نیوٹرل) تھی یعنی نہ کھاری تھی اور نہ تیزابی۔ جب اسے سپرٹ کے محلول سے احتیاط کے ساتھ اڑایا گیا تو اس نے کرسٹل کی صورت (قلمدار ساخت) اختیار نہ کی۔ کیمیائی امتحانوں سے یہ بھی ثابت ہوا کہ شلاجیت میں رالدار ماہیت کے جماداتی ہائیڈو کاربن کے اجزاء بھی موجود ہیں نباتی فضلہ کی سیاہی مائل بھوری چیز میں ہیومک ایسڈ کی خاصیتیں پائی جاتی ہیں۔ کیمیا نگاہ سے شلاجیت میں کچھ قیمتی کھاد کی خاصیتیں ہونی چاہئیں۔

سفید شلاجیت

سفید شلاجیت سیاہ قسم کی شلاجیت سے زیادہ پرتاثیر خیال کی جاتی ہے۔ اس کے ایک نمونہ کا بھی اس محقق (ہوپر صاحب) نے کیمیائی امتحان کیا تھا۔ یہ بالائی کی طرح سفید رنگ کا قلمدار مرکب تھا۔ جس کی بونہایت ناگوار تھی۔ بظاہر یہ حیوانی مادہ کا مرکب معلوم ہوتی تھی لیکن جب اسے چونے کے پانی کے ساتھ ملایا گیا تو اس سے ایمونیا گیس نکلنے لگی۔ ہائپو برومائٹ آف سوڈیم کے ملانے سے جو نائٹروجن خارج ہوئی اس سے معلوم ہوا کہ یہ ۶۴ فی صدی خالص یوریا (Urea) ہے یہ غیر مصفےٰ یوریا یا بخارات کیا ہوا یوریا بشکل ٹھوس نظر آتا تھا۔

عام شلاجیت یعنی سیاہ شلاجیت کا کیمیائی تجزیہ نہایت احتیاط سے میں نے (کرنل آر این چوپڑا صاحب) اور میرے ساتھی دیگر محققوں نے کیا۔ اس میں الکلائیڈ (کھاری جوہرہ موثرہ) کی قسم کا کوئی مرکب شامل نہیں ہے۔

مندرجہ ذیل نقشہ خشک ستوں کی فیصدی کو واضح کرتا ہے۔ جو محلول کو کشید کرنے کے بعد باقی رہے

محلل	غیر مصفےٰ شلاجیت (مقدار جو فیصدی حل ہوئی)	مصفےٰ شلاجیت (مقدار جو فیصدی حل ہوئی)
کلوروفارم	۲٫۱۵ فیصدی	۵٫۸۸ فیصدی (قلمداری)
ایتھل ایسی ٹیٹ	۱٫۱۲ فیصدی	۱٫۳۷ فیصدی (قلمداری)
الکوحل (۸۰ فیصدی کی)	۲۹٫۲۵ فیصدی (قلمدار)	۳۰٫۸۱ فیصدی (قلمداری)
پانی	۲۲٫۲۶ فیصدی	۳۸٫۳۲ فیصدی

دونوں قسم کے الکوحل کے ست کچھ دنوں کے بعد قلمدار صورت اختیار کر گئے اور ان میں بنزواک ایسڈ کی موجوگی معلوم ہوئی تھی۔ ان کو آگ دینے کے بعد جو خاکستر (راکھ) باقی رہی اس میں بہت زیادہ چونے کی مقدار کی موجودگی پائی گئی۔ قلمدار ڈلیاں خوردبین لگا کر دیکھنے سے کیلسیم بنزویٹ کی قلمدار ڈلیوں کی مانند دیکھائی دیتی تھیں۔ ایتھل ایسی ٹیٹ کا ست قلمدار صورت میں تھا۔ اس میں ایک ایسی چیز شامل تھی۔ جو الکوحل میں گھل جاتی تھی۔ اور گرم پانی میں قدرے گھلتی تھی۔ لیکن ایتھر اور کلوروفارم بالکل نہیں گھلتی تھی۔ قلمدار

ڈلیوں کا درجہ پگھلاؤ ۱۸۷ درجہ سینٹی گریڈ تھا۔ اور جب بعد کے کیمیائی امتحان کے تجزیہ سے ان کی پہچان کی گئی۔ تو وہ قلمدار ڈلیاں ہپ پیورک ایسڈ کی پائی گئیں۔

کیمیائی تجزیہ کے امتحان سے معلوم ہوا کہ شلاجیت مندرجہ ذیل نباتی ادویہ سے مرکب ہے۔

	غیر مصفےٰ شلاجیت	مصفےٰ شلاجیت
	مقدار فی صدی	مقدار فیصدی
نمی	۱۲٫۵۴	۲۹٫۰۳
بنزوک ایسڈ	۶٫۸۲	۸٫۵۸
ہپ پیورک ایسڈ	۵٫۸۳	۶٫۱۳
روغنی ایسڈ	۲٫۰۱	۱٫۳۶
رال اور مومی مادہ	۳٫۲۸	۲٫۴۴
گوندیں	۱۵٫۵۹	۱۷۳۲
ایلبیومی نائڈز	۱۹٫۶۱	۱۶٫۲۲
نباتی مادہ۔ ریت وغیرہ	۲۸٫۵۲	۲٫۱۵

نمی اس طرح سے دریافت کی گئی کہ شلاجیت ایک بھاپ کے چولہے میں جس کا درجہ حرارت ۹۰ درجہ سنٹی گریڈ سے زیادہ نہ تھا۔ خشک کی گئی۔ ایلبیومی نائڈز کا اس طرح سے اندازہ لگایا گیا کہ موجودہ ہپ پیورک ایسڈ میں جو نائٹروجن موجود تھی۔ اس کی مقدار دریافت کی گئی۔ بعد ازاں تمام نائٹروجن سے یہ مقدار منہا کر دی گئی۔

جماداتی اجزاء

شلاجیت کو معمولی سرخ آگ دینے سے جو راکھ یا خاکستر باقی رہ گئی۔ اس میں سے جو جماداتی اجزاء دریافت ہوئے وہ بھی ذیل کے نقشہ میں درج ہیں۔

	غیر مصفےٰ شلاجیت	مصفےٰ شلاجیت
	مقدار فی صدی	مقدار فی صدی
نمی	۱۲٫۵۴	۲۹٫۰۳

گرم کرنے سے جو کمی واقع ہوئی	۶۴٫۵۸	۵۲٫۶۳
راکھ	۲۲٫۸۸	۱۸٫۳۴
سلیکا	۴٫۶۰	۲٫۶۹
لوہا	۰٫۵۱	۰٫۶۴
ایلومینا	۲٫۲۶	۲٫۶۱
چونا	۶٫۸۳	۴٫۸۲
میگنیشیا	۱٫۲۹	۱٫۲۰
پوٹاش	۴٫۶۰	۳٫۸۱
تیزآب گندھک	۰٫۶۴	۰٫۹۷
کلورائیڈ	۰٫۲۶	۰٫۵۷
فاسفورک ایسڈ	۰٫۲۸	۰٫۲۴
نائٹروجن	۳٫۶۴	۳٫۳۶

مندرجہ بالا نتائج کا آپس میں مقابلہ کرنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مصفی اور غیر مصفی شلاجیت میں کوئی زیادہ فرق نہیں ہے، غیر مصفی شلاجیت کو پانی میں حل کرنے سے تقریباً ۳۰ فی صدی تلچھٹ باقی رہتی ہے۔ لیکن مصفی شلاجیت کی حالت میں صرف ۲/۳ فیصدی تلچھٹ رہتی ہے۔ اس سے کوئی فرض کر سکتا ہے کہ مصفی شلاجیت میں غیر مصفی شلاجیت کی نسبت زیادہ ست موجود ہوتے ہیں۔ لیکن یہ صورت حال اس طرح نہیں ہے۔ مصفی شلاجیت میں نمی کی مقدار فی صدی زیادہ پائی جاتی ہے تو اس کے وزن کے مقابل میں غیر مصفی شلاجیت میں غیر تحلیل پذیر مادہ زیادہ پایا جاتا ہے ان دونوں قسموں (مصفی و غیر مصفی شلاجیت) میں فرق یہ ہے۔ کہ مصفےٰ شلاجیت کے کلوروفارم اور ایتھل ایسی ٹیٹ میں ست تیار کرنے سے بنیز واک ایسڈ اور ہپ پیورک ایسڈ کی بلورنما قلمیں تہہ نشین ہو جاتی ہیں۔ لیکن غیر مصفےٰ سلاجیت سے اس طرح کے ست تیار کرنے سے ایسا نہیں ہوتا۔ اس لیے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مصفےٰ شلاجیت میں بنیز واک ایسڈ اور ہپ پیورک ایسڈ کی ایک مقدار آزاد رہتی ہے۔ غالباً غیر مصفی

شلاجیت کے بنیز واکِ ایسڈ اور ہپ پیورک ایسڈ کے نمکیات مصفّٰے کرنے کی ترکیب کے دوران میں تحلیل ہو جاتے ہیں۔ (انڈی جنس ڈرگز آف انڈیا)

افعال وخواص

(۱) ششرت سنکھتا میں تحریر ہے کہ شلاجیت پرمیہہ (جریان وغیرہ) جذام، مرگی، جنون فیل پا، زہر، دق، سوجن (آماس) بواسیر، گولا، کمی خون اور ملیریا بخار کو چند دن کے استعمال کے بعد ہی رفع دفع کر دیتی ہے۔ اور کوئی بھی مرض نہیں جسے شلاجیت دور نہ کر سکے۔ دیرینہ مرض ذیابیطس اور پتھری کو نیست و نابود کر دیتی ہے۔

(۲) چرک سنگھتا میں لکھا ہے کہ یہ ترشی و کسیلے پن سے مبرا ہے۔ وپاک میں کڑوی۔ نہ بہت گرم اور نہ بہت ٹھنڈی ہوتی ہے۔ ٹھیک طور پر استعمال کی ہوئی شلاجیت رسائن ہوتی ہے۔ باہ کو طاقت دیتی اور جملہ امراض کو دور کرتی ہے۔ اگر اس کو وات۔ پت اور کف کو دور کرنے والی ادویہ کی بھاونا دے لی جائے۔ تو اعلیٰ درجہ کا دیریہ پیدا کرتی ہے۔ عمر دراز کرتی ہے۔ راحت بخشتی ہے۔ بڑھاپا دور کرتی اور امراض کو رفع کرتی ہے۔ جسم کو مضبوط بناتی ہے۔ عقل وحافظہ کو بڑھاتی ہے۔ طاقت بخشتی ہے۔ رسائن کے لیے لوہے کی شلاجیت ہی سب سے اچھی رہتی ہے۔ سونے کی شلاجیت وات اور پت کی خرابی کو دور کرتی ہے۔ چاندی کی شلاجیت کف پت کی خرابی کے لیے نافع ہے۔ تانبے کی شلاجیت امراض کف کے لیے مفید ہے۔ اور لوہے کی شلاجیت تینوں خلطوں کی خرابیوں کو رفع کرتی ہے۔ بعد ازاں یہاں تک لکھا ہے۔ کہ دنیا میں ایسا کوئی قابل علاج مرض نہیں ہے۔ جسے شلاجیت دور نہ کر سکے۔ موسم کے مطابق۔ مناسب بدرقہ کے ہمراہ حسب ترکیب استعمال کی ہوئی شلاجیت تندرست شخص کو بھی نہایت درجہ طاقت اور تیج بخشتی ہے۔

(۳) واگ بھٹ میں درج ہے کہ دنیا میں قابل علاج کوئی ایسا مرض نہیں ہے جسے شلاجیت بہت جلد مغلوب نہ کر سکتی ہو۔ اس کا ٹھیک میں حسب ترکیب استعمال کرنے سے مریض نہایت طاقتور ہو جاتا ہے۔

(۴) بھاؤ پرکاش: میں لکھا ہے کہ شلاجیت چرپری۔ کڑوی۔ گرم وپاک۔ (ہضم کے وقت)

میں چرپری۔ رسائن¹ اور یوگ² واہی ہے خلطوں کو نکالنے والی۔ بلغم۔ چربی۔ پتھری۔ ذیابطیس، تنگی پیشاب، دق، دمہ، وات، بواسیر، کمی خون، مرگی جنون، سوجن (آماس) جذام۔ امراض شکم اور کرمہائے امعاء کو نافع ہے۔

⑤ رس رتن سمچیہ میں تحریر ہے۔ کہ شلاجیت بخار، کمی خون، آماس۔ پرمیہ (جریان وغیرہ) اور کمی ہاضمہ کو رفع کرتی ہے جسم میں پڑی ہوئی چربی کو کاٹ کر نکال دیتی ہے۔ دق۔ پیٹ درد گولا۔ تلی۔ امراض شکم۔ درد دل اور تمام اقسام کے جلدی امراض کو دور کرتی ہے۔ جسم کو فولاد کی مانند مضبوط بناتی ہے۔ رس (ابرک سیاہ وغیرہ) اُپ رس (گندھک آملہ سار وغیرہ) رتن (موتی وغیرہ) اور تمام اقسام کی دھاتوں (سونا وغیرہ) کے جو اوصاف بیان کیے گئے ہیں۔ وہ تمام اوصاف بڑھاپا اور موت کو جیتنے کی خاطر شلاجیت میں اکٹھے ہو کر رہتے ہیں۔

⑥ رسیندر سنگرہ میں لکھا ہے کہ شلاجیت کڑوی۔ چرپری اور سائن ہے۔ دق۔ آماس امراض شکم۔ بواسیر درد گردہ ومثانہ کو نافع ہے۔

مقدار خوراک

چرک سنگھتا اور واگ بھٹ میں اس کی مقدار خوراک چار تولہ۔ دو تولہ اور ایک تولہ

---

¹ آیورویدک شاستروں میں رسائن ادویہ ان ادویہ کو کہتے ہیں۔ جن کے باقاعدہ استعمال سے رس رکت (خون) مانس اور دیریہ وغیرہ دھاتو تروتازہ ہو کر جسم مضبوط وتوانا ہو جاتا ہے۔ آنکھ کان ناک وغیرہ اندریوں کی طاقت بڑھ جاتی ہے۔ دل ودماغ اور جگر وغیرہ کو تقویت ملتی ہے۔ بڑھاپا دور ہو کر انسان از سر نو لطف جوانی سے سرفراز ہوتا ہے۔ جملہ امراض نیست ونابود ہو کر صحت کی دولت سے مالا مال ہو جاتا ہے۔ غرضیکہ رسائن ادویہ کے استعمال سے انسان عرصہ دراز تک نہایت صحت مند زندگی بسر کرتا ہے۔

² یوگ واہی ادویہ وہ کہلاتی ہیں۔ جو یوگ کے ساتھ چلنے والی ہوں یا یوں سمجھ لیجیے۔ کہ جو دوا جس تاثیر کے انوپان (بدرقہ) کے ہمراہ استعمال کرائی جائے اسی انوپان کی تاثیر کے بموجب جسم انسانی پر اثرات پیدا کرے۔ وہ یوگ واہی دوا کہلاتی ہے۔ یعنی یوگ واہی دوا اگر گرم انوپان کے ہمراہ دی جائے تو گرم اثر کرتی ہے۔ اور اگر سرد انوپان کے ہمراہ دی جائے تو سرد تاثیر جتلاتی ہے۔

بترتیب اعلیٰ متوسط اور ادنیٰ لکھی ہے۔ لیکن یہ اس زمانہ کی باتیں ہیں۔ جب کہ ہندوستان حقیقی معنوں میں سونے کی چڑیا تھا۔ دودھ گھی کی یہاں ندیاں بہا کرتی تھیں۔ کسی قسم کی خوراک کی کمی نہ تھی۔ لوگ قحط وفاقہ کشی کے نام سے ناآشنا تھے۔ اور انہی وجوہات سے وہ لوگ غیر معمولی طاقت رکھا کرتے تھے اور اس قدر کثیر مقدار میں ان ادویہ کو بغیر کسی تکلیف کے ہضم کر جاتے ہیں۔ لیکن اب تو یہاں کا باوا آدم ہی نرالا ہے۔ ملک بالکل مفلس و نادار ہے۔ ہر کسی کو ہر وقت پیٹ کی فکر دامن گیر رہتی ہے۔

شب چو عقد نماز می بندم
چہ خورد بامداد فرزندم

پھر بھلا صحت وغیرہ کی طرف کون خیال کرے۔ یہی وجہ ہے کہ اس زمانے کے لوگوں کی صحت تباہ و برباد ہو چکی ہے۔ ہر ایک طبیبوں کا محتاج بنا ہوا ہے۔ ایسے زندہ درگور لوگ بھلا اس قدر کثیر مقدار ادویہ وغیرہ کو کیسے ہضم کر سکتے ہیں؟ چنانچہ اب یہ عام طور پر تین رتی سے چھ رتی تک استعمال ہوتی ہے لیکن ہم نے اسے بیسیوں مرتبہ روزانہ ڈیڑھ ماشہ تک استعمال کرایا ہے اور کبھی مضر ثابت نہیں ہوئی۔ لیکن اس قدر کثیر مقدار میں یکمشت شروع نہیں کرا دینی چاہیے۔ بلکہ اس کی مقدار خوراک بتدریج آہستہ آہستہ بڑھائی جانی چاہیے۔ حتی کہ روزانہ ڈیڑھ دو ماشہ استعمال کرانے لگ جائیں۔

طریق استعمال

یہ بیرونی واندرونی دونوں پر مستعمل ہے۔ چنانچہ جلدی امراض، موچ، چوٹ اور زخم وغیرہ پر طلاء اور زودراً استعمال ہوتی ہے۔ اندرونی طور پر عموماً بطور سفوف یا حبوب کے استعمال ہوتی ہے لیکن سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ گرم دودھ وغیرہ میں اس کا محلول تیار کر کے پلایا جائے۔ یعنی دو تین چمچے بھر گرم دودھ میں گھول کر پلا دینی چاہیے۔ اس طریق سے یہ جلد ترین ہضم اور تحلیل ہو کر اپنے خواص واثرات ظاہر کر دیتی ہے۔ واضح رہے کہ اس کا محلول بوقت ضرورت تازہ تیار کرنا چاہیے۔ باسی محلول موزوں نہیں رہتا۔ نیز اس کا مطبوخ بالکل نہیں بنانا چاہیے۔ کیوں کہ اس کو گرم کرنے سے اس کے خواص واثرات میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔

کئی ڈاکٹر اس کو بذریعہ انجکشن (پچکاری) بھی استعمال کرتے ہیں چنانچہ ڈاکٹر وئید

ناتھ چرن رائے صاحب ایم بی رقم طراز ہیں۔

"اس کے انجکشن کرنے سے سوجن نمودار نہیں ہوتی بالکل معمولی درد ہوتا ہے۔ اور آہستہ آہستہ جذب ہو جاتی ہے۔ سب سے پہلے میں نے ایک خرگوش کی جلد کے نیچے اس کی پچکاری کی تھی اور جب ایک ہفتہ کے بعد میں جلد کے اس حصہ کو چاقو سے چیر کر دیکھا۔ تو وہاں پر نہ کوئی سوجن کی علامت تھی۔ اور نہ وہاں کوئی دوا کا بقیہ حصہ موجود تھا میں اس کا انجکشن صرف نروس (ذراسی بات میں ملول و رنجیدہ ہو جانے والے) مریضوں پر استعمال کرنے کی سفارش کرتا ہوں۔ اس کے بیس فی صدی محلول کا تحت الجلد انجکشن بڑی حفاظت سے کیا جاتا ہے۔"

(جرنل آف آیورویدا)

قابل یادداشت بات

چرک اور واگ بھٹ وغیرہ میں لکھا ہے۔ کہ کسی بھی رسائن یعنی شلاجیت۔ مکر دھوج[1] چیون پراش اولیہ وغیرہ کے استعمال سے پیشتر جلاب وغیرہ کے ذریعہ سے جسم کو پاک وصاف کر لینا چاہیے۔ یعنی کہ جس طرح کسی کپڑے کو رنگنے سے پہلے اس کو دھو کر صاف کرنا نہایت ضروری ولازمی ہوتا ہے۔ ورنہ اس میلے کچیلے کپڑے پر رنگ اچھی طرح سے چڑھنے نہیں پاتا۔ لیکن اس صاف وستھرے کپڑے پر رنگ حسب منشاء چڑھ جاتا ہے۔ بعینہ اس طرح سے اگر جلاب وغیرہ سے جسم صاف کر لیا جائے۔ تو شلاجیت وغیرہ کا اثر جلدی اور حسب منشاء ہوتا ہے۔ لیکن اگر جسم صاف نہ ہو یعنی جلاب وغیرہ کے ذریعہ جسم کی غلاظت خارج نہ کر دی گئی ہو تو رسائن ادویہ کا فائدہ بالکل برائے نام ہوتا ہے اس لیے اس کے استعمال سے پیشتر جسم کی صفائی ضرور کر لینی چاہیے۔

شاستروں میں جسم کے مواد فاسد سے پاک وصاف کرنے کے لیے خاص اقسام کے

---

[1] مکر دھوج اور چیون پراش اولیہ ہر دو آیوروید کی شہرہ آفاق و بے خطا ادویہ ہیں۔ آپ ان ادویہ کو استعمال کر کے اپنے مطلب کو چار چاند لگا سکتے ہیں۔ اگر آپ ان ادویہ اور ایسی ہی دیگر سینکڑوں بالکل تیر بہدف ادویہ کے متعلق پوری پوری واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو ہماری تصنیف کردہ کتاب آیورویدک فارماکوپیا کا مطالعہ فرمائیں۔

عملیات کا ذکر لکھا ہے جن کو طب آیورویدکی اصطلاح میں پنچ کرم کہتے ہیں۔ پنچ کے معنی پانچ اور کرم کے معنی کام پس جن خاص پانچ عملیات کے ذریعہ انسانی جسم کو پاک وصاف کیا جاتا ہے جس کے بعد معمولی ادویہ سے بھی انسان منحوس ونامراد امراض کے چنگل سے بچ نکلتا ہے۔ ان کو پنچ کرم کہتے ہیں۔ وہ پنچ کرم یہ ہیں۔

1. سنیہہ کرم (سینہہ کے معنی چکنا اور کرم کے معنی کرنا پس جس طریق سے انسانی جسم کی مشین کو چکنا کیا جائے وہی سنیہہ کرم ہے
2. ومن کرم (قے کرانا)
3. سوید کرم (پسینہ نکالنا یعنی سٹیم باتھ)
4. وریچن کرم (جلاب کرانا)
5. دستی کرم (عمل حقنہ یا انیما)

لیکن کیونکہ ان پر عمل کرنے کے لیے سخت محنت اور کافی وقت درکار ہوتا ہے اس لیے آج کل کے آرام پسند اور چٹ منگنی پٹ بیاہ کی ذہنیت کے لوگ ایسا نہیں کر سکتے۔ اس لیے کم از کم اس قدر ضرور کر لینا چاہیے کہ ایک دو دن مونگ کی دال اور کھچڑی میں گھی ملا کر کھلائیں تاکہ پیٹ ملائم چکنا ہو جائے۔ بعد ازاں اچھا بھیدی[1] رس وغیرہ کوئی بھی عمدہ اور بے ضرر جلاب دے کر جسم کو مواد فاسد سے صاف کر کے بعد ازاں شلاجیت کا استعمال جاری کرانا چاہیے۔

پرہیز: اس سے مکمل طور پر فیض یاب ہونے کے لیے اس کے دوران استعمال میں ذیل کی اشیاء سے قطعاً پرہیز رکھنا چاہیے۔

چرپری۔ گرم۔ ترش۔ نمکین اور خشک اشیاء نیز نیم بریاں یعنی تلی ہوئی اشیاء سے پرہیز رکھنا چاہیے۔ کوئی بھی غذا جو بدہضمی یا ترشی پیدا کرنے والی ہو استعمال میں نہیں لانی چاہیے۔ لکھا ہے کہ کلتھ کبوتر اور فاختہ کا مانس شلاجیت کے مؤثر اثرات کو زائل کر دیتا ہے۔ شلاجیت سے پوری طرح سرفراز ہونا ہو تو کثرت جماع۔ تیز دھوپ اور تیز ہوا سے مطلقاً بچ کر رہنا چاہیے۔

غذا: دودھ، گھی، مکھن، چاول، گیہوں اور جو وغیرہ تمام پرورش دہ اور قوت بخش اشیاء نیز انگور،

---

[1] اس نہایت مشہور و مجرب جلاب اور دوا کا نسخہ ''آیورویدک فارماکوپیا'' میں ملاحظہ فرمائیں۔

انار وغیرہ شیریں پھل۔ دالوں اور مانس کا شوربہ بخوبی استعمال کیا جا سکتا ہے۔

شلاجیت کی تاثیرات عضویاتی

تاثیرات بیرونی:

اس کا لیپ جلد پر لگانے سے مانع عفونت[1] قاتل الجراثیم۔ مسکن اور دافع سوزش ہوتا ہے۔ کیونکہ شلاجیت میں ایک تیل پایا جاتا ہے جو کہ کشید کر لیا جائے تو اکتھیول کہلاتا ہے۔ اس لیے اس کا مقامی اثر بہت کچھ اکتھیول ہی کی مانند ہے۔ اور ہم اس کی بجائے اسے خوش اسلوبی سے استعمال کر سکتے ہیں۔ مختلف جراثیمی جلدی امراض میں بھی ہم شلاجیت کو استعمال کر کے بہت فیض یاب ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس غرض کے لیے یہ عام مستعمل نہیں ہے کیونکہ عام لوگ اس کے دافع عفونت و قاتل الجراثیم فعل سے بالکل نا آشنا ہیں۔ موچ وضرب میں بھی معقول مسکن اور دافع سوزش ہونے سے نہایت مفید اثر رکھتی ہے۔

جوشاندے اور لیموں وانناس وغیرہ جیسے پھلوں کے رس عرصہ تک شلاجیت کی آمیزش سے بگڑنے سے محفوظ رکھے جا سکتے ہیں گرم ممالک میں عموماً ۵ رتی فی چھٹانک کے حساب سے شلاجیت ملانی چاہیے اس میں نقص صرف یہ ہے کہ اس طریق کے بموجب محفوظ کی ہوئی چیز میں سے شلاجیت کی معمولی بو آتی ہے۔ سبز سبزیوں کے تازہ رس میں شلاجیت کو ملا کر ان کو بگڑنے سے محفوظ رکھنا بہت مشکل ہے۔

جب کسی جوشاندہ وغیرہ میں شلاجیت ملائی جاتی ہے۔ تو سب سے پہلے یہ اس میں حل ہو جاتی ہے لیکن کچھ وقت کے بعد اس کی سطح پر سیاہ بالائی کی تہہ کی صورت میں تیرنے لگتی ہے۔ شلاجیت کی یہ تہہ تعفن (سرانڈ) پیدا کرنے والے جراثیم کا جوشاندہ وغیرہ پر اثر ہونے میں مانع ہوتی ہے۔ لہٰذا وہ جوشاندہ وغیرہ عرصہ تک جوں کا توں پڑا رہتا ہے۔ اور خراب نہیں ہونے پاتا۔

تاثیرات اندرونی:

جب یہ اندرونی طور پر استعمال کی جاتی ہے تو یہ خفیف پسینہ لاتی ہے جلد کی گلٹیوں کو

[1] مانع عفونت (اینٹی سپٹک وہ دوا وغیرہ ہے جو کہ عفونت یعنی جرمز کے عمل اور ان کی افزائش کو روکتی ہے۔ مگر جرمز کو ہلاک نہیں کرتی۔ جیسے بورک ایسڈ وغیرہ۔

محرک کرتی ہے۔اور جب دوا کا کچھ حصہ ان (مسامات جلدی) کے راستے خارج ہوتا ہے۔

اس وقت اس کا خفیف دافع عفونت اثر ہوتا ہے اس دافع عفونت اثر کی وجہ ہی سے یہ یرقان کی کھجلی۔ جذام۔ چھاجن و دیگر جلدی امراض میں مفید اثر رکھتی ہے۔اس کے استعمال کنندہ کے پسینہ سے بھی ہمیشہ اس کی مخصوص بو آتی ہے۔

چونکہ اس کے اثر سے شرائین پھیل جاتی ہیں۔اور خون کی روانی بخوبی ہوتی ہے۔اس لیے اس کا اندرنی استعمال سقطہ وضربہ میں بھی مفید رہتا ہے کیونکہ وہاں کا جمع شدہ خون تحلیل ہو کر درد اور نشان رفع ہو جاتا ہے' پس اسی لیے دوا بیرونی اندرونی چوٹوں کے واسطے بہت مفید اور موثر ثابت ہوتی ہے۔

معدہ وامعاء:

تلخ و چرپری ہونے کی وجہ سے رطوبات ہاضمہ کے اخراج کو تیز کرتی ہے۔جس سے بھوک بڑھ جاتی ہے۔ہاضمہ عمدہ ہو جاتا ہے اور کھایا پیا جزو بدن بنتا ہے۔علاوہ بریں معدہ پر اس کا دسیمتھ کی مانند مسکن اثر ہوتا ہے۔جس سے یہ اکثر تے کے لیے مفید رہتی ہے۔کیونکہ اس سے معدہ وامعاء کا تعفن دور ہو جاتا ہے۔اس لیے اس سے ریاح کی پیدائش میں خاصی کمی ہو جاتی ہے۔اگرچہ یہ مسہل وملین نہیں ہے۔لیکن مخرج صفرا ہونے کی وجہ سے قدرتی وطبعی قبض کشائی کے ہمرنگ ضرور ہے چنانچہ انہی وجوہات سے یہ دائمی قبض۔ پرانی بدہضمی اور بواسیر کے لیے نہایت فائدہ مند چیز ہے۔علاوہ ازیں کرم امعاء کے مریضوں کے لیے بھی بہت مفید ہے۔خصوصاً جب بذریعہ مسہلات موجودہ کرموں کو خارج کر دیا جائے تو اس کا استعمال دوبارہ پیدائش کرم کی عادت کو دور کر دیتا ہے۔

جگر:

معدہ وامعاء سے جب یہ دوا جذب ہو کر خون میں مل جاتی ہے اور دوسرے اعضاء میں جاتی ہے تو اس وقت جو جو اعضاء اس سے متاثر ہوتے ہیں۔ان میں سے جگر کو خصوصیت سے نہایت بلند درجہ حاصل ہے۔چنانچہ یہ دوا جگر کے لیے عمدہ قوی محرک ہے اور اس سے صفرا کا ادرار تیز ہو جاتا ہے۔اس لحاظ سے اس کا اثر بہت کچھ جگر کے خلاصہ خشک کے استعمال کی مانند ہی ہوتا ہے۔یہ صفرا کے قوام کو بھی رقیق کرتی ہے۔اس واسطے صفراوی نالیوں کی وہ سوزش جو

غلیظ صفرا کی غلاظت وغیرہ سے پیدا ہوتی ہے۔ غلیظ صفرا کے رقیق ہو کر خارج ہو جانے اور اس کے مانع عفونت اثر کی وجہ سے کم ہو جاتی ہے۔ جس سے صفرا کی نالیاں بھی صاف وکشادہ ہو جاتی ہیں۔ اور وہ پتھریاں جو جگر یا پتہ میں بن چکی ہوں۔ وہ منجمد صفرا کے رقیق ہونے اور صفراء کے بہاؤ کے زور سے آنت میں جا گرتی ہیں۔ غرضیکہ اس طرح یہ دوا حصات مراریہ (پتہ کی پتھری) اور حصات الکبد (جگر کی پتھری) کے لیے نہایت فائدہ مند ہے۔ اور اس کے استعمال سے دوبارہ پتھری پیدا نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ صفرا بخوبی خارج ہو رہتا ہے۔

یہ مرض یرقان کے لیے نہایت زود اثر ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یوں تو یرقان کا مرض کئی وجوہات سے ہوتا ہے۔ لیکن اکثر صفرا کی نالیوں کی سوزش اور ان کے بند ہو جانے سے ہوتا ہے۔ چنانچہ ایسی صورت میں صفرا آنتوں میں گرنے نہیں پاتا۔ بلکہ پتہ میں جمع ہوتا رہتا ہے اور آہستہ آہستہ پتہ صفرا سے پر ہو جاتا ہے۔ اور پھر پتہ سے صفرا دوبارہ خون میں جذب ہونے لگتا ہے اور اس طرح خون میں بکثرت جذب ہو کر باعث مرض بنتا ہے۔ چنانچہ پیشاب زرد رنگ کا آنے لگتا ہے۔ آنکھوں کی رنگت زرد ہو جاتی ہے۔ اور جلد بھی خفیف زردی مائل ہو جاتی ہے۔ جلد میں خارش ہونے لگتی ہے اور مریض یرقان اکثر بدن کو ہمیشہ کھجلاتا رہتا ہے۔ مرارہ سے صفرا انتڑیوں میں نہ گرنے کی وجہ سے پاخانہ خشک اور سفید آتا ہے۔ مگر شلاجیت کے استعمال سے یہ تمام کی تمام شکایات رفع دفع ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ اس کے استعمال سے پیشاب زیادہ مقدار میں آنے لگتا ہے۔ اس لیے کافی زہریلا مادہ اس راستہ سے خارج ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ صفراوی نالیوں کی سوزش کو کم کرتی ہے۔ اس لیے سوزش کی وجہ سے جو نالیاں بند ہوں۔ وہ کھل جاتی ہیں۔ اور کوئی نالی جگر یا پتہ کی پتھریوں سے ہو تو وہ پتھریاں بھی صفراء کے ادرار اور اس کے بہاؤ کے زور سے خارج ہو جاتی ہیں۔ اس لیے اس دوا سے نالیوں کی یہ بندش بھی دور ہو جاتی ہے۔ یعنی صفراوی نالیوں کا راستہ کھل جاتا ہے۔ بالفرض اگر جگر یا پتہ کی پتھری[1] کی ایک طرف سے بھی ہو کر گزر جاتا ہے۔ غرضیکہ صفرا کا بہاؤ ہر لحاظ سے بآسانی ہونے لگتا ہے۔ کہ جس سے اب صفرا آنتوں میں گرنے لگتا ہے۔ چنانچہ صفرا کے خارج ہونے کی وجہ سے مرض یرقان میں جو قبض وغیرہ شکایات نمودار ہو جاتی ہیں وہ اب صفرا کے ادرار کے سبب دور ہونے لگتی ہیں۔ کیونکہ یہ دافع تعفن دوا قدرے پسینہ لا کر بذریعہ مسامات

[1] خارج نہ بھی ہو تو بھی کیونکہ اس کے استعمال سے صفرا رقیق وسیال ہو جاتا ہے اس لیے یہ پتھری

جلدی خارج ہوتی ہے۔ اسی لیے اس سے یرقان کی خارش بہت جلد کم ہو جاتی ہے۔ بلکہ خارش کا نام ونشان بھی باقی نہیں رہتا۔ ہم نے صرف اس کے دس بارہ یوم کے استعمال ہی سے کئی یرقان کے مریضوں کی نہایت تکلیف دہ خارش دور ہوتے دیکھی ہے۔

یوں تو مرض ذیابیطس کئی وجوہات سے پیدا ہوتا ہے۔ لیکن ان میں سے ایک اہم وجہ یہ بھی ہے۔ کہ جب کسی وجہ سے جگر کے فعل میں نقص یا فتور آجائے تو اس کا گلائیکو جینی فعل (شکر انگوری کو شکر کبدی میں تبدیل کرنا) ناقص ہو جاتا ہے۔ یعنی شکر انگوری کو شکر کبدی میں تبدیل نہیں کر سکتا جس سے مرض ذیابیطس لاحق ہو جاتا ہے۔ اور کیونکہ شلاجیت کے استعمال سے جگر کا گلائیکو جینی فعل درست ہو جاتا ہے۔ اس لیے جگر کے فعل کی خرابی کی وجہ سے پیدا ہونے والا مرض ذیابیطس اس کے استعمال سے رفع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ زمانہ قدیم سے آیورویدک طب میں یہ اس مدعا کے لیے استعمال ہوتی چلی آتی ہے۔ اور اب تک یہ بکثرت مستعمل ہے۔ کئی ڈاکٹروں کے تجربہ میں یہ بھی نہایت مفید و زود اثر ثابت ہوئی ہے۔ لیکن کرنل چوپڑا صاحب کے تجربہ میں یہ بالکل بے اثر ثابت ہوئی ہے اس امر پر مفصل روشنی ہم آگے چل کر موزوں جگہ پر ڈالیں گے۔ علیٰ ہذا القیاس مرض استسقاء کبدی میں بھی مفید ہے۔

پھیپھڑے شلاجیت نظام تنفس کے لیے قوی محرک ہے۔ اور یہ اس کی لعاب دار جھلی پر مزیل[1] عفونت (ڈس ان فیک ٹینٹ) اثر کرتی ہے۔ علاوہ ازیں عمدہ مخرج بلغم ہے۔ جس سے سانس کی تنگی پر اس کا مفید اثر پڑتا ہے۔ اور دمہ وغیرہ کے مریضوں کو نہایت درجہ تسکین حاصل ہوتی ہے۔ غرضیکہ شدید اور پرانی کھانسی میں خاص کر بچوں اور بہت کمزور بوڑھے آدمیوں میں جب کہ بلغم غلیظ ہو اس کا استعمال اکثر فائدہ مند رہتا ہے۔ جگر کی خرابی اور بدہضمی کے باعث جو دمہ لاحق ہوا ہو۔ اس میں بھی یہ بہت زود اثر رہتی ہے۔ چنانچہ جب یہ کافی دنوں تک باقاعدہ استعمال کی جائے تو یہ صرف تشنجی دوروں ہی کو نہیں روکتی۔ بلکہ مرض کو ہمیشہ کے لیے ٹھیک کر دیتی ہے۔ یہ تشنج کو روکتی ہے۔ پیشاب کی مقدار کو بڑھاتی ہے۔ اور بلغم کا اخراج بکثرت کرتی ہے۔ اس لیے جب نقرس (گاؤٹ) کے سبب دمہ ہو تو اس کا استعمال بہت مفید رہتا ہے۔

---

[1] وہ دوا وغیرہ ہے جو بیماری پیدا کرنے والے جرثومہ کو ہلاک کر دیتی ہے۔ اور اسی طرح عفونت اور مادہ چھوت کو زائل کر دیتی ہے۔ جیسے کاربالک ایسڈ پرمینگنیٹ آف پوٹاش وغیرہ۔

کیونکہ یہ مقوی ہاضم ہونے کی وجہ سے کھائی پی غذا کو جزو بدن بناتی ہے۔ نظام تنفس کی پر محرک اثر کرتی ہے۔ جگر۔ گردے۔ امعاء اور جلد کے فعل کو تیز کر کے خون کو فضلات سے پاک کرتی ہے جس سے صحت کو قائم رکھنے کے لیے عام مفید رہتی ہے۔ مانع عفونت اور مقوی بھی ہے اسی لیے یہ پھیپھڑے کی سل میں عموماً مفید رہتی ہے۔ خصوصیت سے ذیابطیس کے سبب پیدا ہوئی سل میں اس کا استعمال نہایت موزوں رہتا ہے۔ مذکورہ بالا اثرات ہی سے یہ انتڑیوں کی سل میں بھی مفید چیز ہے۔

قلب و دوران خون:

اگرچہ شلاجیت کا دل پر براہ راست کوئی اثر نہیں ہوتا ہے لیکن جب معدہ۔ جگر و گردہ کی خرابی کی وجہ سے دل کے عضلات کمزور ہو جاتے ہیں تو اس کا استعمال بہت مفید ہوتا ہے۔ چنانچہ ایسی صورت میں اس کے چند یوم کے استعمال سے دل اور دوران خون میں ایک اچھی طاقتور رفتار پیدا ہو جاتی ہے۔ خفقان (دل دھڑکنے) اختلاج القلب (دل پھڑکنے) اور درد دل کاذب میں اس کے استعمال سے نہایت تسلی بخش نتائج ظہور پذیر ہوتے ہیں۔

ضغطۃ العروق یعنی خون کے دباؤ کی زیادتی (ہائی بلڈ پریشر) کے لیے ایک مخصوص دوا ہے اور بلیو پل سائٹرائیس اور آئیوڈائیڈز کا فعل اس میں پایا جاتا ہے۔ یعنی ان تمام ادویہ کے اوصاف اس ایک دوا میں موجود ہیں۔

اس کے ہائی بلڈ پریشر میں مفید ہونے کی ایک خاص وجہ ہے۔ یعنی اسکے اثر سے تمام جسم کی اکثر شرائین پھیل جاتی ہیں۔ چنانچہ گردہ کی شرائین کشادہ کر کے پیشاب زیادہ پیدا کرتی ہے۔ جگر کی شرائین پھیلا کر تولید صفرا کے فعل کو تیز کرتی ہے۔ تمام بدن کی شرائین پھیلا کر تصلب الشرائین[1] (آرٹری او سکلیروسس) کی وجہ سے بڑھے ہوئے خون کے دباؤ کو کم کر دیتی ہے۔ جلد یہ شرائین پھیلا کر پسینہ پیدا کرتی ہے۔ ہائی بلڈ پریشر کے جن مریضوں میں شرائین کی سختی بہت بڑھی ہوئی نہ ہو۔ ان کا اگر بذریعہ شلاجیت علاج کیا جائے۔ تو ان کی

---

[1] یہ عروقی ساخت کی ایک مزمن تبدیلی کا نام ہے جو عموماً ایام پیری میں رونما ہوتی ہے۔ اس میں شرائین کے طبق سخت اور بودے ہو جاتے ہیں۔ یعنی ان کی ساخت کے لحمی ریشوں کی لچک اور ربڑ کی مانند پھیلنے اور سکڑنے کی استعداد رفتہ رفتہ مفقود ہو جاتی ہے۔ جو کہ ہائی بلڈ پریشر کا ایک خاص سبب ہوتا ہے۔

شرائین کی لچک جو پہلے معدوم ہوتی ہے۔ دوبارہ آجاتی ہے۔ اور ہائی بلڈ پریشر کم ہو جاتا ہے۔ کہ جس سے تضخم القلب (دل کا بڑھ جانا) بھی کم ہو جاتا ہے۔

نظام بولی:

بذریعہ شلاجیت علاج کیے ہوئے مریضوں کے پیشاب کا بار بار امتحان کرنے کے بعد جو نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ وہ اس طرح سے ہیں۔

① ۲۴ گھنٹوں کے پیشاب کی مقدار بڑھ جاتی ہے۔
② پیشاب کے تیزابی پن و کھاری پن میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوتا۔
③ رنگ یا بو میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔
④ شکر کی مقدار (اگر ہو تو) کم ہو جاتی ہے۔
⑤ ایلبیومن (یعنی زلال) کی مقدار (اگر ہو تو) کم ہو جاتی ہے۔
⑥ یوریا کی مقدار بڑھ جاتی ہے۔

گردے:

شلاجیت کے تمام بدن کی شرائین کو پھیلانے کے وصف سے گردوں کی شرائین بھی کشادہ ہو جاتی ہیں۔ جس سے پیشاب زیادہ مقدار میں آتا ہے۔ چونکہ یہ عمدہ مدر بول اور مفت الحصات (پتھری کو خارج کرنے والی دوا) اس لیے گردہ کی پتھری کے مریضوں میں اس سے عمدہ نتائج برآمد ہوتے دیکھے گئے ہیں۔ البتہ واضح رہے کہ یہ یوریا کی مقدار کو بڑھاتی ہے۔ اس لیے یورک ایسڈ سے پیدا شدہ پتھری اور ریگ میں اسے استعمال نہیں کرنا چاہیے۔

پسینہ آور ہونے کی وجہ سے خون میں جذب شدہ زہریلے مادہ کو خارج کر کے ہر قسم کے ٹاکسیمیا یعنی خون کا زہریلا ہونا کو کم کرتی ہے۔ چنانچہ زہر بول یعنی یوری میا وغیرہ کو نافع ہے۔ علاوہ ازیں جلندھر وغیرہ میں جمع ہوئے پانی کو بھی کم کرتی ہے۔

مثانہ:

یہ مثانہ کو ایک قسم کا دھو دیتی ہے۔ چنانچہ اس سے اجتماع خون۔ ورم اور بار بار پیشاب آنے کی تکلیف رفع ہو جاتی ہے۔ غرضیکہ یہ ورم مثانہ کے لیے مفید ہے۔ احتباس البول کے لیے بھی فائدہ رساں ہے۔ بشرطیکہ نائزہ میں تنگی نہ ہوگئی ہو۔ تقطیر البول۔ سوزاک اور قرحہ میں

بھی اس کا مفید اثر ہوتا ہے۔ دافع تعفن ہونے سے قرح پر اس کا اثر نہایت عمدہ ہوتا ہے۔ اور

زخم اندمال پا جاتا ہے۔

نظام عصبی:

یہ پوری خوراک میں خفیف مسکن اعصاب، منوم اور دافع تشنج ہے عام خوراک میں مقوی

اعصاب اور تسکین بخش ہے۔ اور دافع تشنج ہونے سے یہ ہسٹریا کے لیے نہایت نفع مند چیز

ہے۔ علاوہ ازیں عصبی کمزوری۔ سہر جنون سلبی یعنی اے نیا اس میں مریض کی طبیعت میں غیظ

وغضب اور جوش وغصہ بڑھ جاتا ہے۔ ہر وقت لڑنے جھگڑنے۔ مارنے پیٹنے اور گالی گلوچ

دینے پر کمر بستہ رہتا ہے۔ (ایسے مریض کے خون کا دباؤ بڑھا ہوا ہوتا ہے) اور مرگی کے لیے

اکثر مفید ثابت ہوتی ہے۔

اعضاء تناسل:

ہر دو مردانہ و زنانہ اعضاء تناسل پر اس کا خاص مقوی اثر ہوتا ہے جس کی وجہ سے یہ

کثرت حیض۔ سیلان الرحم۔ ضعف باہ اور جریان واحتلام کے لیے نہایت مفید رہتی ہے۔

غذا کا جزو بدن ہونا

(میٹابولزم) یہ جسم کے ہر اعضاء کی تصحیح کرتی ہے۔ چنانچہ جو اعضا لاغر ہو گئے ہوں ان

کے نسج الخاص (وہ خاص بافت جو شش وجگر وطحال وگردہ وغیرہ احشاء جسم کی بناوٹ میں پائی

جاتی ہے) کو تازہ وجود بخشتی ہے اور جو اعضاء اپنا فعل انتہا سے بڑھ کر کر رہے ہوں۔ ان کے

فعل کو حد کے اندر رکھتی ہے۔ اس طرح یہ جسم کے تمام اعضاء کو صحیح حالت میں لاتی ہے۔ یہ

جسم پر محرک اثر رکھتی ہے۔ وزن کو کم کرتی ہے۔ یہ قدرے ملین اور پسینہ آور ہے۔

شلاجیت اور بنیز واک ایسڈ

جناب کرنل آر۔ این چوپڑا صاحب رقمطراز ہیں۔

دئید شلاجیت کو بیرونی طور پر مانع عفونت۔ قاتل الجراثیم۔ مسکن اور دافع سوزش کے

طور پر استعمال کرتے ہیں۔ یہ تمام اثرات غالباً شلاجیت میں بنیز واک ایسڈ کی موجودگی کی وجہ

سے ہی ہیں۔ یہ بخوبی معلوم ہے۔ کہ بنیز واک ایسڈ کا ۱ فیصدی سے زائد کا محلول خاصی مقامی

خراش پیدا کرتا ہے۔ اور اس طرح سے موچ اور ضرب کے حصوں پر اس کا لیپ مفید ہو سکتا

ہے۔ شلاجیت کا بھوک کے لیے مفید اثر ہونا اور بدہضمی میں استعمال ہونا بنیز واک ایسڈ کی وجہ ہی سے ہے اس کا جگر بیماریوں مثلاً یرقان میں عمدہ اثر ہونا۔ خفیف۔ نیند آور ہونا۔ تمام اقسام کے قولنج۔ عضلاتی نالیوں کے تشنج اور دمہ میں دافع تشنج ہونا بھی اس میں بنیز واک ایسڈ اور اس کے نمکیات کی موجدگی کے باعث ہی ہے۔ وئید اس کو شدید و مزمن کھانسی میں استعمال کرتے ہیں۔ اور بنیز واک ایسڈ و بنیز ایٹس (نمکیات بنیز واک ایسڈ) مغربی طب (ایلو پیتھک) میں بھی ان صورتوں میں استعمال کیے جاتے ہیں۔ خاص کر بچوں اور بہت کمزور بوڑھے آدمیوں میں جن کو غلیظ بلغم بکثرت خارج ہوتا ہے۔ شلاجیت بلاشک وشبہہ حلق ومعدہ میں خراش پیدا کر کے بلغم کے اخراج میں مدد دیتی ہے۔ وئید اسے جوڑوں کی سوجن اور پھیپھڑوں کی سل میں استعمال کرتے ہیں۔ تیس سال پیشتر بنیز واک ایسڈ اور اس کے نمکیات ان امراض کی ادویہ کے لیے ایلو پیتھک ادویات میں بہت مشہور تھے۔ لیکن اب ان کا استعمال چھوڑ دیا گیا ہے۔ دیسی معالجین اسے پیشاب لانے اور پتھری کو توڑنے کے لیے بھی استعمال کرتے ہیں۔ بالکل اسی طرح کے اثرات ایلو پیتھک طب میں بنیز واک ایسڈ کے لیے منسوب کیے گئے تھے۔ پس ظاہر ہے کہ بہت سے اثرات جو شلاجیت کے بیان کیے جاتے ہیں۔ وہ بنیز واک ایسڈ اور بنیز وائیٹس جو شلاجیت میں بہت زیادہ مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ ان ہی کی موجودگی کے باعث واضح کیے جاسکتے ہیں۔ اور ہم ان کو شلاجیت کے اہم اجزائے مؤثرہ تصور کرتے ہیں۔ (انڈیجنس ڈرگز آف انڈیا)

۱ آیورویدک مفرد استعمالات

(مختلف قدیم آیورویدک کتب سے اخذ کردہ)

۱۔ مرض اُرُوستمبھ (رانوں کا شل ہو جانا) میں شلاجیت مصفیٰ (بقدر چار چار رتی صبح وشام) کو بول مادہ گاؤ یا جوشاندہ دشمول[1] کے ہمراہ دیں۔ (رسنید سارسنگرہ)

۲۔ جلاب وغیرہ سے جسم کو فاسد مادہ سے صاف کرنے کے بعد شلاجیت مصفیٰ کو جوشاندہ گلو کے ہمراہ دینے سے وات رکت (فساد خون) دور ہو جاتا ہے۔ (برہت یوگ ترنگنی)

---

[1] جوشاندہ دشمول کا نسخہ آیورویدک فارما کوپیا میں ملاحظہ فرمائیں۔

۳ شالپرنی۔ پرشٹ پرنی۔ کنڈیاری خورد۔ کنڈیاری کلاں۔ پوست ارنی کے جوشاندہ (پانچوں اشیاء کو دو تولہ لے کر جوکوب کر کے ڈیڑھ پاؤ پانی ڈال کر جوشائیں۔ جب پانی چوتھا حصہ رہ جائے تو اسے خوب مل کر چھان لیں) کے ہمراہ شلاجیت مصفٰے کو استعمال کرنے سے وات گلم (بادی کی وجہ سے پیدا ہونے والا گولا) چند ہی روز میں دور ہو جاتا ہے۔ (چرگ سنگھتا)

۴ جوشاندہ ترپھلہ کے ہمراہ شلاجیت مصفٰے کو استعمال کرنے سے تینوں خلطوں کے بگاڑ سے پیدا ہوئی سوجن (آماس) رفع ہو جاتی ہے (رس کام دھینو)

۵ شلاجیت مصفٰے۔ ملٹھی، زنجبیل، فلفل گرد، فلفل دراز، کشتہ سونا مکھی اور کشتہ فولاد کو ہموزن لے کر جملہ ادویہ کو بطریق معروف ملا کر سفوف بنا رکھیں۔ اسے سات سات رتی کی مقدار میں صبح وشام ہمراہ دودھ دینے سے دق رفع دفع ہو جاتا ہے۔ (رسیندر سارسنگرہ)

کشتہ سونا مکھی۔ باؤبڑنگ۔ شلاجیت مصفٰے۔ پوست ہلیلہ زرد اور کشتہ فولاد کو ہموزن لے کر جملہ ادویہ کو بطریق معروف ملا کر سفوف بنالیں۔ اسے بقدر پانچ پانچ رتی صبح وشام شہد اور گھی میں ملا کر چاٹنے سے اور موافق غذا کھانے سے بہت بڑھا ہوا دق بھی دور ہو جاتا ہے۔ (بھیشج رتناولی)

ترپھلہ گلو، دشمول، چھوٹا پنچ مول (شالپرنی، پرشٹ پرنی، کنڈیاری کلاں کنڈیاری خورد، خارخسک، ان پانچوں ادویہ کو ہموزن مقدار میں باہم ملا لینے سے چھوٹا پنچ مول تیار ہو جاتا ہے) کا کوئی کھیر کا کوئی ان تمام ادویہ کے الگ الگ جوشاندوں میں مصفٰے کی ہوئی شلاجیت استعمال کرنے سے دق کو دور کرتی ہے۔ (رس کام دھینو)

کشتہ فولاد (ایک رتی) اور شلاجیت مصفٰے (چار رتی) کو باہم ملا کر (صبح وشام) ہمراہ شیر بُز و شہد استعمال کرنے اور باپرہیز رہنے سے دق رفع دفع ہو جاتا ہے۔ (یوگ رتناکر)

۶ شلاجیت مصفٰے کو شہد کے ہمراہ دینے سے پتھری اور اس کی وجہ سے پیدا ہوئی تنگی پیشاب کی تکلیف دور ہو جاتی ہے۔ (یوگ رتناکر)

۷ شلاجیت مصفٰے کو آب دھماسہ اور آب اڑوسہ کے ہمراہ استعمال کرانے سے تنگی پیشاب کی شکایت دور ہو جاتی ہے۔ (چکروت)

دانہ الائچی خورد۔ پکھان بھید (پتھر پھوڑی) شلاجیت مصفےٰ، فلفل دراز جملہ ادویہ مساوی الوزن لے کر سفوف تیار کر لیں۔ اور اس کو (دو۔ دو ماشہ کی مقدار میں صبح وشام) چاولوں کے پانی کے ہمراہ استعمال کرانے سے قریب المرگ تنگی پیشاب کے مریض کو بھی آرام آ جاتا ہے۔ (یوگ رتنا کر)

۶ شلاجیت مصفےٰ۔ بابڑنگ، کشتہ فولاد، پوست ہلیلہ زرد، رس سندور، کشتہ سونا مکھی جملہ ادویہ کو ہموزن لے کر بطریق معروف یکجان کر لیں۔ اسے صبح وشام (چھ چھ رتی) شہد و گھی میں ملا کر پندرہ یوم استعمال کرنے سے دبلا پتلا اور پرمیہہ (جریان وغیرہ) سے کمزور وناتواں شدہ مریض مضبوط وتوانا ہو جاتا ہے۔ (واگ بھٹ)

۴ تاثیرات واستعمالات

(ڈاکٹروں کے قلم سے)

۱ شری ڈاکٹر ہیم چندر سین ایم۔ ڈی کلکتہ رقمطراز ہیں:

بطور مخرج الدیدان (پیٹ کے کیڑے خارج کرنے والی دوا) اس کی بتیاں مقعد سے کیڑوں کو خارج کرنے کے لیے استعمال کی جاتی ہیں۔

اس کا لیپ جوڑوں میں گنٹھیا کے دردوں کو تسکین دینے کے لیے مقامی طور پر لگایا جاتا ہے، فالج، کچلا جانا وغیرہ کے علاوہ موچ اور ضرب میں بھی بطور مالش استعمال کیا جاتا ہے۔ اندرونی طور پر شلاجیت کو مزمن بدہضمی اور بدہضمی کے اسہال میں جوشاندہ آملہ کے ہمراہ دینا اور صفراوی قولنج اور یرقان میں ترپھلا یا دشمول کے جوشاندہ کے ہمراہ دینا بہت مفید ہے۔ جگر کی خرابی کی وجہ سے پیدا شدہ بدہضمی میں شلاجیت دیگر مخرج صفرا ادویہ کے ہمراہ ملا کر استعمال کی جاتی ہے۔ جلندھر کے درجۂ اولیٰ یعنی ابتدائی میں یہ کشتہ خبث الحدید کے ساتھ ملا کر دی جاتی ہے۔ بطور خوراک صرف دودھ دیا جاتا ہے۔ نمک اور پانی کا استعمال بالکل بند کر دیا جاتا ہے۔ بچوں کے ہزال الکبد (جگر کے سکڑ جانے) کے درجۂ اولیٰ یعنی ابتدائی میں شلاجیت دوسری مخرج صفرا ادویہ مثل آب برگ چرائتہ۔ آب برگ ارہر یا آب برگ ہارسنگھار کے ہمراہ استعمال کی جاتی ہے۔ درد دل کاذب میں دورۂ مرض کے علاوہ یعنی وقفہ کی حالت میں بھی اس کے استعمال کی سفارش کی جاتی ہے۔ یہ شدید و مزمن کھانسی۔ قصبۂ ریہ کا پھیل جانا

دمہ کہ جس میں مریض کا جگر بگڑ چکا ہو اور بدہضمی ہو۔ نقرسی آدمیوں کے دمہ۔ پھیپھڑوں کی سل ذیابیطسی اور انتڑیوں کی دق میں بہت مفید ہے۔

ضعف باہ میں یہ عام طور پر اسگندھ کے ہمراہ۔ جریان میں آب انگور یا خیسانده ترپھلہ کے ہمراہ۔ سوزاک کہنہ (قرعہ) میں کشتہ قلعی۔ کشتہ سکہ اور کشتہ چاندی وغیرہ کے ہمراہ استعمال کی جاتی ہے۔ یہ واحد طور پر بھی استعمال کی جاسکتی ہے۔ اور بہت فائدہ پہنچاتی ہے۔ کثرۃ الطمث فعلی (رحم کے فعل میں فرق آجانے کی وجہ سے حیض کا بکثرت آنا) میں جب صفرا کا غلبہ ہو۔ اور جگر بگڑا ہوا ہو۔ تو یہ بالعموم جوشاندہ آملہ کے ہمراہ دی جاتی ہے۔ یا قابض (کسیلی) ادویہ مثل کتھا۔ گل دھائے یا سرخ کنول کے شربت کے ہمراہ ملا کر دی جاتی ہے۔ بوجہ کمزوری لاحق ہوئے سیلان رحم میں یہ دودھ یا کسیلی ادویہ کے ہمراہ دی جاتی ہے۔ تقطیر البول (پیشاب کا قطرہ قطرہ آنا) یا پیشاب کے درد کے ساتھ آنے میں شلاجیت دیگر پیشاب آور اور ملطف (مواد کو رقیق کرنے والی اشیاء) ادویہ مثل جوشاندہ خارخسک اور ملٹھی وغیرہ کے ہمراہ استعمال کی جاتی ہے۔ بول زلالی (پیشاب میں ایلبیومن آنا) اور بول کیلوسی (دودھیا پیشاب) میں یہ قابض (کسیلی) ادویہ مثل جوشاندہ کتھا۔ جوشاندہ سال۔ آب برگ ارہر یا آب لہسن کے ہمراہ سودمند رہتی ہے۔ ہسٹیریا میں یہ عموماً خیسانده بالچھڑ یا جوشاندہ دھماسہ کے ہمراہ جنون میں خیسانده ترپھلہ یا جوشاندہ دشمول کے ہمراہ استعمال کی جاتی ہے۔

شلاجیت کو سمن مفرط (زیادہ موٹاپا) ذیابطیس، بدہضمی، گوشت کا جلندر (خمیر کی طرح تمام جسم کا پھول جانا) جگر و تلی کا بڑھ جانا اور خونی بواسیر۔ دمہ۔ تقطیر البول۔ امراض گردہ اور رحم کے تکلیف دہ امراض فعلی میں خاص طور پر آزمانا چاہیے۔ اس دوا کا مسلسل استعمال گردہ اور جگر کی پتھریوں کے بننے کے رجحان کو دور کرنے والا معلوم ہوا ہے۔ درد جگر کے لیے یہ مارفیا کے انجیکشن سے زیادہ بہتر اور بہت بے ضرر ہے۔ کیونکہ مارفیا سے عارضی آرام آتا ہے۔ لیکن شلاجیت مستقل آرام دیتی ہے۔ دیگر مارفیا آخر میں اس کی رطوبت یعنی صفرا کے اخراج کو روک کر جگر کو نقصان پہنچاتا ہے۔ حالانکہ شلاجیت ایک قابل قدر مخرج صفرا اور ملین دوا ہے ہندو اور مسلمان معالجین شلاجیت کو نظام تناسلی و بولی امراض کے لیے اپنی آخری بہترین ادویہ میں سے شمار کرتے ہیں۔ (انڈین میڈیکل ریکارڈ۔ کلکتہ)

ایک اہم نکتہ

درد جگر اور دیگر اقسام کے قولنج کے مریضوں کو شلاجیت اور اس کے مرکبات کے استعمال فوراً بعد پانی پینے کے ہرگز اجازت نہیں دینی چاہیے۔ ورنہ کامل فائدہ کی امید ہرگز نہیں (مؤلف)

❷ شری ڈاکٹر ناد کرنی "انڈین میٹریا میڈیکا" میں رقمطراز ہیں:

اسے کویراج اور حکیم انواع واقسام امراض میں استعمال کرتے ہیں۔ یہ خصوصاً امراض تناسلی بولی اور ذیابیطس میں استعمال کی جاتی ہے، صفراوی پتھری۔ یرقان۔ تلی کا بڑھ جانا۔ انحماری بدہضمی۔ کرم ہائے شکم۔ بواسیر۔ موٹاپن۔ گوشت کا جلندھر (خمیر کی طرح جسم کا پھول جانا) سنگ گردہ۔ کمی بول۔ ہسٹریا۔ ضعف عصبی۔ مرگی۔ جنون۔ بندش حیض۔ دشواری حیض۔ کثرت حیض۔ خنازیر تپ دق۔ جذام۔ ایگزیما (نار فارسی) فیل پاء۔ کمی خون۔ بھوک کا کم ہو جانا۔ حرارت جگر۔ بدہضمی۔ جگر کا بڑھ جانا۔ دمہ اور تقطیر البول (پیشاب کا قطرہ قطرہ آنا) میں مستعمل ہے۔ ذیابیطس میں یہ شکر اور پیشاب کی مقدار کو کم کرتی ہے۔ لیکن یہ یوریا کی مقدار کو بڑھا دیتی ہے۔ اس لیے یہ یورک ایسڈ کی پتھری میں بالکل نہیں دینی چاہیے۔ یہ فاسفے ٹوریا (یعنی پیشاب میں فاسفیٹس خارج ہونے کو) کم کرتی ہے۔ اور جسم کی ساخت میں بھی فاسفیٹس کے غلیظ وسخت ہو جانے (فاسفیٹک کنکریشن کو فائدہ مند رہتی ہے یہ جلندھر زہر بول (پیشاب کے زہریلے مادہ کا خون میں جذب ہو جانا) اور صفرا کے خون میں جذب ہو جانے (چول ایمیا اور اسی مانند کے دیگر امراض کے لیے بھی مفید ہے۔ ذیابیطسی زلال البول (بوجہ ذیابیطس پیشاب میں زلال یعنی البیومن کا آنا) کے مریضوں کے لیے بہت قابل قدر ہے۔ یہ کاسٹس (یعنی پیشاب کی نالی کی لعاب دار جھلی کے ٹکڑوں) اور ایلبیومن دونوں کو کم کرتی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ذیابیطس کی وجہ سے بینائی جاتے رہنے کو بھی یہ ٹھیک کرتی ہے۔

❸ ڈاکٹر کومن کہتے ہیں:

کہ کچھ سال پیشتر میں نے ورم مثانہ مزمن کا ایک ایسا مریض دیکھا۔ جسے شلاجیت کے استعمال سے بہت فائدہ ہو رہا تھا۔ جو اسے ایک یونانی طبیب نے دی تھی۔ (انڈین ڈرگز رپورٹ مدراس)

(۳) دو خاص الخاص استعمالات

(۱) ذیابیطس اور شلاجیت

آیوروید کی اکثر تمام قدیمی و مستند کتب سسشرت دواگ بھٹ وغیرہ میں یہ مرض ذیابیطس کے لیے ایک بہترین دوا قرار دی گئی ہے چنانچہ سسشرت سنگھتا میں لکھا ہے کہ جس ذیابیطس کے مریض کو معالجین نے لاعلاج قرار دے دیا ہو۔ اس ذیابیطس کے مریض کا علاج سمجھ دار معالج کو شلاجیت سے کرنا چاہیے۔ واگ بھٹ میں لکھا ہے کہ معالجین سے لاعلاج قرار دیا ہوا بھی ذیابیطس کا مریض اگر پانچ سیر شلاجیت کھالے تو شفا یاب ہو جاتا ہے۔ غرضیکہ قدیمی آیورویدک علماء کی گراں قدر رائے میں شلاجیت ذیابیطس کی انتہائی حالت میں بھی مفید و مجرب ہے۔ اور مدت مدید سے یہ اس غرض کے لیے مستعمل ہے۔ یہی نہیں آج کل کے بھی کئی ڈاکٹر اسے استعمال کر کے فیض یاب ہو چکے ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر کومن صاحب کہتے ہیں کہ میں نے شلاجیت کشتہ ابرک سیاہ کے ہمراہ دو ذیابیطس کے مریضوں کو استعمال کرائی۔ ان مریضوں میں سے ایک مریض کے پیشاب میں ۱۱ رتی فی اونس (نصف چھٹانک) اور دوسرے میں ۱۸ رتی فی اونس کے حساب شکر خارج ہوتی تھی۔ اور یہ شکر تقریباً تین ہفتہ کے استعمال سے مکمل طور پر دور ہو گئی۔ اور دوسری علامات کثرت بول، پیاس وغیرہ میں بھی بہت کچھ کمی ہو گئی۔ دونوں مریضوں کی خوراک دودھ اور روٹی تھی۔ (انڈین ڈرگز رپورٹ مدارس)

شری ڈاکٹر وئید ناتھ چرن رائے ایم۔ بی کلکتہ "جرنل آف آیوروید کلکتہ کے ماہ دسمبر ۱۹۲۴ء کے پرچہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے۔ کہ ذیابیطس کے کئی مریضوں میں شلاجیت نہایت تیزی سے شکر کی مقدار کو کم کر دیتی ہے۔ آیورویدک معالجین کا یہ دستور ہے کہ وہ شلاجیت کو ذیابیطس کے ایک مریض میں کسی نہ کسی صورت میں ضرور استعمال کرتے ہیں۔ ذیابیطس کے وہ مریض جن کا پیشاب میں نے باقاعدہ طور پر ملاحظہ کیا تھا۔ ان میں سے مجھے پانچ کے متعلق یقین ہے کہ شلاجیت ہی کے علاج سے ان کے پیشاب میں شکر آنی بند ہو گئی تھی۔ غرضیکہ اس طرح آئے دن کے تجربات سے یہ بات عموماً ثابت ہوتی رہتی ہے۔ کہ شلاجیت ذیابیطس کے لیے ایک نہایت زود اثر دوا ہے۔

کرنل آر۔ این چوپڑا صاحب کی رائے میں یہ ذیابیطس کے لیے بالکل غیر مفید ہے۔

چنانچہ آپ ''انڈی جنس ڈرگز آف انڈیا'' میں تحریر فرماتے ہیں۔

''ویدک معالجین ذیابیطس شکری کے لیے جو ادویہ استعمال کرتے ہیں۔ ان تمام میں سے شلاجیت بھی ایک نہایت ہی پر اثر دوا شمار کی جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے استعمال سے پیاس۔ پیشاب کی زیادتی۔ جلن اور تھکاوٹ فوراً رفع ہو جاتی ہے۔ شکر آنے کو کم کرنے میں بہت معاون ہے ویدک معالجین اسے دودھ یا انگوروں کے رس سے استعمال کراتے ہیں۔ مصفےٰ شلاجیت کو سال۔ پیال۔ آسن (اسنا) کیکر (ببول) کتھا۔ ہرڑ بلا (کھیلٹی) وغیرہ درختوں یا پودوں میں سے کسی ایک یا زیادہ کے رس یا جوشاندہ میں بھگونے یا بھاونا دینے کی بھی سفارش کی گئی ہے۔

میں نے خود ذیابیطس شکری کے کئی مریضوں پر مصفےٰ شلاجیت کی آزمائش کی ہے تاکہ معلوم ہو کہ یہ ذیابیطس میں کس قدر مفید ہے۔ ہسپتال میں داخل ہونے کے لیے جو مریض آئے بغیر کسی چناؤ کے ان میں سے چند مریض انتخاب کر لیے گئے۔ مریضوں کو کاربوہائیڈریٹ.........یعنی نشاستہ دار غذا کی مقرر کردہ غذا نہایت احتیاط سے استعمال کرائی گئی۔ چوبیس گھنٹے کے دوران میں مریضوں کا کل بول نہایت احتیاط سے اکٹھا کر کے ماپا جاتا تھا اور شکر کی مقدار معلوم کرنے کے لیے ہر روز اس کے کچھ حصہ کا امتحان کیا جاتا تھا۔ خون میں شکر کی موجودگی کا امتحان بھی کبھی کبھی کیا جاتا تھا۔ آزمائشی وقت کے دوران میں مریضوں کا باقاعدہ وزن کیا جاتا تھا۔

داخلہ کے بعد مریضوں کو نہایت احتیاط سے خاص کاربوہائیڈریٹ یعنی نشاستہ دار غذا استعمال کرائی گئی اور کئی دفعہ روزانہ کھانڈ کے استعمال کی بھی اجازت دی گئی۔ تاکہ اس کی مقدار برابر رہے۔ مریضوں کو شلاجیت (بشکل گولی) استعمال کرائی گئی۔ اس کی مقدار آہستہ آہستہ بڑھائی جاتی رہی حتیٰ کہ ٢٤ گھنٹوں میں روزانہ دو ماشہ استعمال ہوتی رہی۔ کئی ذیابیطس کے مریضوں کو نہایت احتیاط سے امتحان کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ آٹھ سے بارہ روز کے عرصہ میں روزانہ ٢½ رتی سے ٥ رتی تک تین مرتبہ شلاجیت استعمال کرانے سے ''خون میں شکر'' یا ''پیشاب میں شکر'' کی آمد پر کوئی اثر ظاہر نہیں ہوا۔ تمام مقدار بول میں بھی کوئی کمی نہ تھی۔ اور نہ پیاس۔ تھکاوٹ وغیرہ ہی میں کوئی بہتری ہوئی نشاستہ دار غذا کو جزوعضو بنانے میں بھی کسی طرح سے ترقی نہ ہوئی۔ ان مریضان میں انسولین کے استعمال سے پیشاب میں شکر کی آمد

بند ہوگئی۔ اور کثرت بول و پیاس وغیرہ علامات دور ہوگئیں۔"

جناب کرنل چوپڑہ صاحب کے تجربات سے یہ صاف عیاں ہے۔ کہ شلاجیت ذیابیطس شکری میں بالکل غیر موثر ہے اور اس غرض کے لیے استعمال کرنا کوئی دانشمندی نہیں ہے۔ لیکن برخلاف اس کے ہزاروں دیسی معالجین کا تجربہ ہے۔ کہ یہ ذیابیطس شکری کے لیے ایک بہترین دوا ہے۔ اور قدیم ترین کتب میں اسے اس غرض کے لیے استعمال کرنے کی زبردست سفارش کی گئی ہے۔ قدرتاً سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ اس کے استعمال کے متعلق دو متضاد رائیں کیوں؟ کیونکہ تجربہ ہزار دلیلوں کی ایک دلیل۔ اور ہزار سچائیوں کی ایک سچائی ہے۔ اس لیے ضرور ایک رائے غلط اور ایک ٹھیک ہونی چاہیے۔ اور واقعی یہ ہے بھی ٹھیک بات دراصل یہ ہے کہ شلاجیت ذیابیطس شکری کے لیے ہے تو بالکل مفید و موثر اور اس میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ لیکن اس سے اس قدر جلد فوائد ظہور پذیر نہیں ہوتے۔

جس قدر کہ جناب کرنل صاحب اس دوا سے توقع رکھتے ہیں۔ اور آپ کی طرف سے ایسا ہونا چنداں غیر واجب بھی نہیں۔ کیونکہ آپ کو اس نامراد مرض کی مشہور ایلوپیتھک دوا انسولین سے واسطہ پڑا ہے جو بہت ہی جلد پیشاب میں شکر کی آمد کو روک دیتی ہے۔ لیکن کتنے دن؟ یہ نہ پوچھیے۔ انجیکشن کیے جائیں آرام ہے۔ انجیکشن بند کر دیں تو بس وہی ڈھاک کے تین پات۔ یہ کوئی کامل علاج نہیں۔ بلکہ جس طرح کسی مریض کو افیون کھلا کر سلا دیا جاتا ہے اور مریض سمجھتا ہے کہ آج مجھے خوب نیند آئی۔ بس یہی حال اس دوا کا ہے۔ اگر کوئی ان سے پوچھے۔ کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ تو یہی فرماتے ہیں کہ اس کے زیادہ سے زیادہ انجیکشن ہونے چاہئیں۔ لیکن اس دوا میں کئی نقائص ہیں۔ اس لیے اس کے متواتر انجیکشن بھی نہیں کیے جا سکتے۔ بس اسی طرح ذیابیطس شکری کا مریض اس دوا کا ہو رہتا ہے۔ جب شکر آنی شروع ہو گئی۔ انجیکشن کرا لیے۔ شکر بند ہوگئی تو انجیکشن نہیں ہو سکتے۔ پھر شکر آنی شروع ہوگئی۔ تو پھر انجیکشن شروع۔ دوا کیا ہے؟ بھاڑے کا ٹٹو ہے۔ لیکن شلاجیت میں یہ بات نہیں ہے' یہ انسولین کی مانند ہاتھ پر سرسوں جمانے والی دوا نہیں ہے۔ اسے اس غرض کے لیے کئی ماہ تک استعمال کرنا پڑتا ہے۔ تبھی تو قدیمی شاستروں میں اسے پانچ پانچ سیر کی مقدار میں استعمال کرنے کی سفارش کی گئی ہے۔ اگر روز دو ماشہ بھی کھائی جائے تو چھ سال آٹھ ماہ خرچ ہوتے ہیں۔ واضح رہے قدیم زمانہ کے لوگ مضبوط و توانا ہوا کرتے تھے۔ اور ان کی قوت ہاضمہ

نہایت تیز ہوا کرتی تھی۔اس لیے وہ شلاجیت کو ایک ایک تولہ کی مقدار میں تو عموماً روزانہ استعمال کیا کرتے تھے۔یعنی وہ پانچ سیر شلاجیت چھ چھ سات سال میں ختم نہ کیا کرتے تھے۔ بلکہ ایک سال ہی میں ختم کر دیا کرتے تھے۔اگر آج کل اس مقدار میں کوئی کھائے۔تو بس کوس رحلت بجنا یقینی امر ہے۔ مطلب یہ کہ شلاجیت سے پوری طرح فیض یاب ہونے کے لیے اسے کافی عرصہ استعمال کرنا پڑتا ہے۔اور اگر اس زمانہ میں بھی کوئی اسے متواتر چھ ماہ با پرہیز استعمال کرے تو اس موذی مرض سے بالکل نجات حاصل کر سکتا ہے۔لیکن جو دس بارہ یوم میں اس سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں وہ بیشک استعمال نہ کریں۔عام طور پر تو اس کے تین چار ہفتہ کے استعمال ہی سے کافی فائدہ معلوم ہوتا ہے۔لیکن صرف ان کو کہ جو ذیابیطس کبدی میں مبتلا ہوں۔دوسروں کو نہیں۔دیگر اقسام کی ذیابیطس کے مریضان کو ذرا دیر سے فائدہ ہوتا ہے۔لیکن یہ بات نہیں کہ فائدہ نہ ہو۔فائدہ ہوتا ہے۔لیکن رفتہ رفتہ۔اور وہ فائدہ عارضی نہیں ہوتا۔بالکل مستقل ہوتا ہے اس لیے اس کے دس بارہ یوم کے استعمال سے فائدہ ہوتے دیکھ کر گھبرا جانا اور اس کے فوائد ہی سے منکر ہو جانا۔کوئی زیادہ دور اندیشی نہیں ہے۔بلکہ کافی دیر تک لگاتار اس کا استعمال جاری رکھنا چاہیے۔

شدھ شلاجیت آفتابی یک تولہ۔برگ گڑ ماربوٹی چھ تولہ۔مغز تخم جامن چار تولہ۔کشتہ فولاد کشتہ قلعی۔کشتہ ابرک سیاہ ہر ایک تین ماشہ جملہ ادویہ کو بطریق معروف ملا کر سفوف بنا رکھیں اور چھ چھ ماشہ صبح وشام ہمراہ خیساندہ تر پھلا دیں۔ذیابیطس کے مریض کے لیے نہایت نفع بخش چیز ہے۔

۲ ہائی بلڈ پریشر (خون کے دباؤ کی زیادتی) اور شلاجیت

خون کے دباؤ کی زیادتی کو کم کرنے کے لیے مہا اپادھیائے کوبراج ڈاکٹر گن ناتھ سین صاحب ایم۔بی۔بی ایس کلکتہ شلاجیت کو تمام ایلوپیتھک ادویہ سے بہتر تسلیم کرتے ہیں۔ کیونکہ اس میں کسی قسم کی مفرت نہیں ہے۔علاوہ ازیں ڈاکٹر ویدناتھ چرن رائے نے بھی اس بیماری کے لیے اسے وسیع طور پر استعمال کر کے نہایت تسلی بخش نتائج حاصل کیے ہیں۔چنانچہ ناظرین کی واقفیت کے لیے ان کے چند عملی تجربات ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

(الف) بڑی مہربانی سے ڈاکٹر گن ناتھ سین صاحب نے مجھے سکتہ کا ایک ایسا مریض دیکھایا کہ جس کا بڑھے ہوئے خون کا دباؤ شلاجیت کے استعمال سے ۲۱۵ سے کم ہو کر ۱۳۵ ہو

گیا تھا۔ اور تین ماہ سے زائد عرصہ سے اسی حالت میں تھا۔ اور اب وہ مریض فالج سے بھی نہایت اچھی طرح شفایاب ہو رہا تھا۔

(ب) مسٹر باسو۔ ہندو مرد عمر ۴۳ سال چھوٹے قد کا قوی جسم۔ بہت زیادہ کھانے والا اس کو اگست ۱۹۱۷ء میں تین دن بہت زیادہ نکسیر پھوٹی تھی۔ فروری ۱۹۱۹ء میں اس کو سکتہ کا حملہ بھی ہوا تھا۔ اور اپریل ۱۹۱۹ء میں اسے دوسری مرتبہ سکتہ کا حملہ ہوا تھا۔ خون کا دباؤ ۱۵۵ سے ۲۲۰ تک ہو گیا تھا۔ شرائین سخت ہو گئی تھیں۔ دل پھیل گیا تھا۔ اور دل کی دوسری آواز زور دار لہجہ میں سنائی دیتی تھی۔

اس مریض کو بلیوپل ۔سائٹریٹس ۔سلفیٹس ۔آئیوڈائیڈز۔ بینوزئیس۔ ہپ۔ پیوریٹس۔ نائٹریٹس۔ ٹریونیک۔ اور جیوپ سین کے سیرم استعمال کرائے گئے۔ لیکن خون کا دباؤ ۱۸۵ سے کم نہ ہوا۔ شلاجیت کے استعمال سے اب ۱۶۰ ہو گیا ہے۔ اور بیمار نہایت اچھی طرح شفایاب ہو رہا ہے۔

(ج) مس سین ہندو عورت عمر ۳۵ سال ہٹا کٹا جسم۔ متواتر سر درد۔ متلی۔ فساد الشھوت (بھوک کا بگڑ جانا یعنی نہ کھانے والی چیزوں مثلاً مٹی کوئلہ وغیرہ کے کھانے کی خواہش پیدا ہونا) آنکھ کے پپوٹے سوجے ہوئے۔ خفقان (دل دھڑکنا) خون کا دباؤ ۱۹۰

اسے تھائے لین۔ آئیوڈالبن۔ آئیوڈوگلی ڈن اور نائٹریٹس دیئے گئے۔ لیکن خون کا دباؤ ۱۸۵ سے کم نہ ہوا۔ شلاجیت کے استعمال سے سر درد جاتا رہا۔ دیگر عوارض رفع ہو گئے اور خون کا دباؤ کم ہو کر ۱۴۰ پر آ گیا۔

(د) مس گوہا ہندو عورت عمر ۲۸ سال۔ کثیر الدم (جسم میں خون کی زیادتی) متواتر سر درد میں مبتلا۔ خفقان۔ عسر الطمث (حیض کا تکلیف سے آنا) اور خون کا دباؤ ۲۱۰ تھا۔ یہ مریضہ اس قدر موٹی تھی۔ کہ اس کے دل کا رقبہ معلوم کرنا ناممکن تھا۔ دل کی دوسری آواز زور دار لہجہ میں سنائی دیتی تھی۔

میں نے اس پر تھائرائڈ ایکسٹریکٹ۔ سیکری ٹوجن۔ آئیوڈائڈز۔ نائٹریٹس۔ اور سیلائنز کی آزمائش کی۔ لیکن اسے کچھ آرام نہ ہوا۔ شلاجیت کے علاج سے اس کی تکلیفات اور عوارض غائب ہو گئے۔ اور خون کا دباؤ کم ہو کر ۱۶۰ پر آ گیا۔

(ر) مسٹر گھوش۔ ہندو مرد عمر ۴۶ سال۔ بہت بیٹھے رہنے کا عادی۔ متواتر سر درد کی

تکلیف اور بھوک کی کمی۔ لیکن اس کے باوجود موٹا ہو رہا تھا۔ خون کا دباؤ ۱۸۰ تھا۔ دل کی ٹھوس آواز بڑھ رہی تھی۔ اور دل کی دوسری آواز زوردار لہجہ میں سنائی دیتی تھی۔

میں نے اس پر تمام اقسام کی مقوی معدہ۔ دافع تعفن امعاء اور جلاب آور ادویہ۔ آئیوڈائڈز۔ نائٹریٹس اور سیلی سیلیٹس کی آزمائش کی۔ لیکن خون کے دباؤ اور دیگر عوارض میں معمولی کمی ہوئی۔ خون کا دباؤ ۱۷۰ سے کم نہ ہوا۔ شلاجیت کے علاج سے خون کا دباؤ کم ہو کر ۱۳۰ ہو گیا۔ اور اسی حالت میں قائم رہا۔ دل کی ٹھوس آواز اصل حالت پر آ گئی۔ اور دیگر عوارض کافور ہو گئے۔

مذکورہ تجربات کے مطالعہ کے بعد ہر ایک معمولی سمجھدار انسان بھی یہ بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے۔ کہ خون کے بڑھے ہوئے دباؤ کو کم کرنے کے لیے شلاجیت کس قدر مفید و موثر ہے۔ درحقیقت یہ اس نامراد مرض کی نہایت بے نظیر و بیخطاء دوا ہے۔ دیسی معالجین اسے اس غرض کے لیے استعمال کر کے ایلوپیتھک ڈاکٹروں پر بھی سبقت حاصل کر سکتے ہیں۔ (جنرل آف آیورویدؔ کلکتہ)

۳ چند مزید آزمودہ تجربات

جناب ڈاکٹر کے سی۔ مہتہ صاحب ایم۔ بی۔ بی ایس ''میڈیکل ڈائی جیسٹ بمبئی کے ماہ نومبر ۱۹۵۱ء کے پرچہ میں رقمطراز ہیں۔

میں نے شلاجیت کو جن امراض میں استعمال کیا ہے۔ ان استعمالات کو اب میں مختصراً بیان کرتا ہوں۔

میں شلاجیت کو اقراص (ہمالیہ ڈرگ کی تیار شدہ) اور سیال کی صورت میں ضغطہ دموی کی زیادتی (ہائی پرٹنشن یعنی خون کے دباؤ کی زیادتی) کے مریضان میں استعمال کیا کرتا ہوں۔

جیسا کہ معلوم ہے۔ ضغطۂ دموی کی دو اقسام ہوتی ہیں۔ ایک قسم اولی (پرائمری یا ذاتی (ایسنشل) یعنی وہ قسم جو خود پیدا ہو' کسی دوسرے مرض کے تابع یا اس کا عرض نہ ہو) جس کا علم اسباب اب تک معلوم نہیں ہوا ہے۔ اور دوسری قسم ثانوی (سیکنڈری یعنی وہ قسم جو کسی دوسرے مرض کے دوران میں ثانوی طور پر یا بطور عرض پیدا ہو جائے۔ خود اصل مرض نہ ہو) ہے جو ورم گردہ (نفرائیٹس۔ پائلو نفرائیٹس ایک خاص قسم کا ورم گردہ) حمل ہونا۔ امراض

گردہ۔ بوجہ ذیابیطس غذا کے جزو بدن بننے کے فعل میں خلل ہونا۔ بے نالی غدود سے تراوش پانے والی اندرونی رطوبات (انڈوکرائن کی خرابیاں۔ گردوں کے علاوہ دیگر اعضاء کے امراض مثلاً کُش انگز سنڈروم یہ ایک غدہ نخامیہ یعنی پیچوٹری گلینڈ کا ایک مرض ہے) کلاہ گردہ کی رسولیاں وغیرہ امراض میں بطور عرض پیدا ہوتا ہے۔ میں نے دونوں اقسام ضغطۂ دموی کی زیادتی میں شلاجیت استعمال کی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ رہا ہے۔ کہ میں ذاتی ضغطۂ دموی کی زیادتی کے مریضوں میں کامیابی حاصل نہیں کر سکا۔ لیکن ایک بات مجھے معلوم ہوئی کہ طویل عرصہ تک شلاجیت کے استعمال کرنے سے مریض اپنی حالت بہتر محسوس کرنے لگتا ہے۔ ذاتی ضغطۂ دموی کی زیادتی کے ایک مریض میں انقباضی دباؤ۔ (سسٹولک پریشر ۲۴۰ ملی میٹر سیمابی سے ۱۸۰ ملی میٹر سیمابی اور انبساطی دباؤ (ڈایاسسٹولک پریشر۔ ۱۳۰ ملی میٹر سیمابی سے ۱۱۰ ملی میٹر سیمابی تک تھا۔ مگر شلاجیت کو سرپینا[1] کے ہمراہ ملا کر بھی استعمال کرنے سے خون کا دباؤ کم نہ کیا جا سکا۔ یہی تجربہ مجھے بہت مریضوں میں مشاہدہ کرنے کو ملا ہے۔ ایسے مریضوں کو میں شلاجیت اور سرپینا دونوں کو اقراص کی صورت میں ایک ایک قرص کی مقدار خوراک میں ملا کر دن میں تین مرتبہ ترجیحاً بعد از غذا استعمال کرنے کو تجویز کیا کرتا تھا۔ ان مریضوں میں میں نے یہ ایک بات نوٹ کی کہ جس جس مریض نے شلاجیت کو مسلسل استعمال کیا۔ اس کا دوران سر کا دورہ اور خون کے دباؤ کی زیادتی کی وجہ سے لاحق ہوا سردرد بتدریج کم ہو گئے۔ جس کے نتیجے کے طور پر مریض اپنے کو آرام میں محسوس کرتا تھا۔

امراض گردہ کی وجہ سے ہونے والے ثانوی قسم کے ضغطۂ دموی کی زیادتی میں میں نے بہت حوصلہ افزا نتائج معلوم کیے ہیں۔

اس قسم کے مریضوں کی کثرت تعداد میں میں نے شلاجیت کو واحد طور پر ایک قرص کی مقدار خوراک میں دن میں تین مرتبہ ہمراہ گرم دودھ استعمال کرایا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ دیکھا گیا کہ یہ انقباضی دباؤ کو کم کرتی ہے۔ چنانچہ دس سے پندرہ دن کے کورس میں ۹۰ ملی میٹر سیمابی سے کم ہو کر ۸۰ ملی میٹر سیمابی پر آ جاتا ہے۔ کئی دفعہ میں نے شلاجیت اور سرپینا دونوں کو ملا کر ان مریضوں کو استعمال کرایا ہے کہ جو بیمار بے خوابی کی شکایت بھی کرتے ہیں۔ اور نتیجہ بہت اچھا رہا۔ میں یہاں خوراک کے متعلق دھیان راغب کرانا چاہتا ہوں۔ اور خصوصاً ذاتی ضغطہ

[1] ہمالیہ ڈرگ کی چھوٹی چندن سے تیار ہونے والی ٹکیوں کا یہ بیوپاری نام ہے۔

دموی کی زیادتی میں کہ جس میں خوراک اور شلاجیت سے ہی حوصلہ افزا نتائج برمد ہوتے ہیں۔ میں ذیل کی خوراک تجویز کیا کرتا ہوں۔

مریض کو دودھ۔ چاول اور پھل استعمال کرنے چاہیں۔ غرضیکہ مریض کو کم از ایک ماہ اپنی خوراک میں معدنی نمک استعمال نہیں کرنا چاہیے۔ اور کم سوڈیم یعنی (طبعی نمک) والی خوراک پر گزارہ کرنا چاہیے۔

ان نتائج کو دیکھ کر میری خواہش ہے۔ کہ میرے رفیق ضغطہ دموی کی زیادتی میں شلاجیت اور سرپینا کو ملا کر استعمال کر کے میرے مشاہدہ کی خوب کلینکی آزمائش (مریض کے بستر کے پاس رہ کر عینی آزمائش کرنا) کریں۔ مزید براں یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ شلاجیت آیوڈائیڈز کی طرح کام کرتی ہے۔ اور اس لیے یہ تصلب الشرائین (آرٹیریو سکلے ری اوسس یعنی یہ عراقی ساخت کی ایک مزمن تبدیلی کا نام ہے۔ اس میں شرائن کے طبق سخت اور بودے ہو جاتے ہیں) کہ وجہ سے لاحق ہوئے ضغطہ دموی کی زیادتی میں فائدہ مند ثابت ہوتی ہے۔ اگرچہ شلاجیت کا اثر آہستہ آہستہ ہوتا ہے۔ لیکن یقینی ہوتا ہے۔ اور مستقبل میں صحت کو قائم رکھتا ہے۔ لہٰذا شلاجیت کے استعمال میں ایک دشواری ہے کہ شفایابی اور دیرپا نتیجہ کی برآمدی کی خاطر اسے طویل عرصہ تک استعمال کرنا پڑتا ہے۔ بعض اوقات چند ایسے مریض بھی آتے ہیں۔ جنہیں شروع میں بہت قلیل مقدار میں مثلاً ایک دن میں ایک گرین ($\frac{1}{2}$ رتی) کی خوراک میں شلاجیت دینی پڑتی ہے۔ اور پھر بموجب حالت بتدریج مقدار بڑھانی پڑتی ہے۔

حال ہی میں میں نے شلاجیت ذیابیطس شکری کے ایک ایسے مریض کو استعمال کرائی ہے کہ جس کا خون کا دباؤ بھی بڑھا ہوا تھا۔ اس سے ان دونوں امراض کو بہت ہی فائدہ ہوا۔ یہاں میں کہنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ طویل عرصہ تک استعمال کی جائے۔ تو ذیابیطس شکری کے مریضوں میں اس کی آزمائش قابل قدر رہتی ہے۔ یہ انسولین کی طرح پیشاب سے شکر کو استیصال کرنے میں مریض کی مدد کرتی ہے۔ چنانچہ پیشاب کے نمونہ میں نصف فی صدی شکر کا اثر رہ جاتا ہے۔ لہٰذا یہ مریض کے لیے کفایت شعار ثابت ہوتی ہے۔

مزید براں مجھے بلیئری ڈس کائی نیشیا (یعنی جگر کی صفراوی نالیوں میں صفرا کے بہنے کی رفتار کا مدھم پڑ جانا) کے دو مریضوں پر شلاجیت کو استعمال کرنے کا اتفاق ہوا تھا۔ مریضوں کو طویل عرصہ تک اسے استعمال کرنے کی التجا کی گئی تھی۔ ان مریضان کو شلاجیت ۵-۵ گرین (

۲-$\frac{1}{2}$۲ - $\frac{1}{2}$۲ رتی) کی مقدار خوراک میں دن میں دو مرتبہ قلیل المقدار دودھ کے ہمراہ دی جاتی تھی۔ اور غذا کی نوعیت کے متعلق انہیں چربی (گھی۔ تیل وغیرہ) اور تلی ہوئی اشیاء سے پرہیز کرنے کی کم از کم دو ماہ کی پابندی تھی۔ ایک چیز مجھے یہ معلوم ہوئی۔ کہ پندرہ دن کے استعمال کے بعد وہ اپنی طبیعت کی کیفیت بہتر اور عمدہ محسوس کرتے تھے۔ اور ابھی وہ اسے بدستور استعمال کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ امراض مرارہ (پتہ) کے مریضوں میں اس کی مزید آزمائش کرنی چاہیے۔

صرف گذشتہ چار سال کی بات ہے کہ مجھے نو ماہ کی عمر کا ایک بچہ دکھایا گیا۔ کہ جس کو بائیں طرف کا پیدائشی فتق مائی (فوطوں میں پانی اترنا) تھا۔ اور سرجن اپریشن کرنے کا فیصلہ کر چکے تھے (رشتہ دار چھوٹے بچے کا اپریشن کرانے سے خوف زدہ تھے انہوں نے مجھے کہا۔ کہ کوئی ایسا علاج کر دیکھو کہ جس سے اپریشن ٹالا جا سکے۔ ان کی التجا پر میں نے انہیں کہا کہ آپ مجھے کم از کم ایک ماہ آزمائش کرنے دیں۔ اس طرح مجھے اس مریض پر شلاجیت آزمانے کا اتفاق ملا۔ اور نتیجہ بھی اچھا رہا۔ میں نے چار گرین (دو رتی) شلاجیت کی تین خوراکیں بنا کر دن میں دینے کو تجویز کیں۔ اسے طبعی حالت میں آنے میں چوبیس دن لگے۔ اس مرض کا میرے پاس ایک ہی مریض آیا ہے۔ لیکن ایسے مریضوں میں اس کی مزید کلینکی آزمائش کرنے کی ضرورت ہے۔ ایسے مریضوں کے علاج کے دوران میں بیرونی طور پر شلاجیت کا مقام ماؤف پر لیپ بھی کیا جا سکتا ہے۔

۶ چند عام آزمودہ استعمالات

استعمالات بیرونی:

① لڑائی۔ جھگڑے میں لاٹھی ڈنڈے کی چوٹ لگ جانے۔ درخت وغیرہ سے گر پڑنے یا پتھر وغیرہ سے ٹکرا کر گر پڑنے سے کیسی ہی سوجن کیوں نہ آگئی ہو اور نہایت سخت درد ہو۔ شلاجیت کو گرم پانی میں گھول کر لیپ کرنے اور سینکنے سے بہت جلد آرام آجاتا ہے۔

② اگر چاقو وغیرہ لگنے سے زخم ہو گیا ہو۔ خون بند نہ ہوتا ہو تو ابال کر صاف کیے ہوئے پانی میں اس کا محلول بنالیں اور زخم پر کم از کم نصف گھنٹہ تک اسے ڈالتے رہیں۔ لیکن

واضح رہے۔ کہ محلول شیر گرم ہو۔ ٹھنڈا نہ ہو جائے۔ اس سے زخم بالکل پکنے نہیں پاتا اور بہت جلدی آرام آ جاتا ہے۔ اگرچہ خون جاری ہوئے مقام پر اسے لگانے سے پانچ سات منٹ تک جلن رہتی ہے۔ لیکن پھر درد وغیرہ بالکل محسوس نہیں ہوتا۔

استعمالات اندرونی:

☒ لاٹھی وغیرہ کسی بھی وجہ سے جسم پر کیسی ہی چوٹ کیوں نہ لگی ہو اسے چار چار رتی کی مقدار میں دینا نہایت مفید و مجرب ہے۔ بہترین طریقہ استعمال تو یہ ہے کہ دو تین چمچے گرم دودھ میں گھول کر پی لی جائے۔ اور بعد ازاں اوپر سے پاؤ ڈیڑھ پاؤ گرم دودھ پی لیا جائے۔ اسے دن میں دو تین مرتبہ ہمراہ گرم دودھ استعمال کرنے سے چوٹ کی درد و سوزش کو فوراً تسکین ہوتی ہے۔ چوٹ سے اگر زخم آ گیا ہو تو اس کے استعمال سے خون نکلنا جلدی رک جاتا ہے۔ اور زخم بہت جلد مندمل ہو جاتا ہے۔ عموماً دو تین روز اس کا استعمال کافی رہتا ہے۔ عام لوگ زیادہ تر اسی غرض کے لیے اسے اپنے گھر ہر وقت رکھتے ہیں۔ تا کہ بوقت ضرورت اس کے استعمال سے فوری فائدہ اٹھایا جا سکے۔

☒ اس کے استعمال سے خون میں مرمت کا مادہ یکدم بڑھ جاتا ہے۔ جس سے ہڈی جلدی جڑ جاتی ہے۔ چنانچہ شلاجیت مصفےٰ کو چار رتی سے ایک ماشہ تک کی مقدار میں روزانہ صبح وشام دودھ کے ہمراہ استعمال کرنے سے ٹوٹی ہوئی ہڈی جڑ جاتی ہے۔

☒ جن اشخاص کو ہمیشہ قبض لاحق رہتا ہے۔ اور دور ہونے ہی میں نہ آتا ہو وہ اسے چار رتی سے ایک ماشہ تک روزانہ ماہ ڈیڑھ ماہ تک متواتر شربت گل بنفشہ یا گلقند وغیرہ کے ہمراہ استعمال کر کے اس نامراد مرض سے ہمیشہ کے لیے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ اگرچہ اس سے فوری فائدہ نہیں ہوتا۔ لیکن اس کا لگاتار استعمال اس بدعادت کو دور کرنے کے لیے واقعی بے خطاء ہے۔

☒ درد کمر کو رفع کرنے کے لیے یہ چار رتی کی مقدار میں صبح وشام شیر گرم دودھ میں حل کر کے پلانا نہایت مفید و مجرب رہتی ہے۔ اگر اس کی ہر خوراک کے ہمراہ سفوف اسگندھ ناگوری بقدر تین ماشہ بھی کھلا جایا جائے۔ تو سونے پر سہاگہ کا کام ہوتا ہے۔ اور پرانے سے پرانا درد رفع ہو جاتا ہے۔

☒ شدھ شلاجیت آفتابی۔ رسونت مصفےٰ۔ مغز تخم نیم۔ مویز منقےٰ ہر ایک ایک تولہ۔ ان

کو باریک کر کے باہم ملا کر چار۔ چار رتی کی گولیاں بنا لیں۔ صبح وشام دو۔ دو گولیاں باسی پانی یا دودھ کے ہمراہ دینے سے خونی وبادی بواسیر کو بہت ہی فائدہ ہوتا ہے۔ واقعی یہ ایک عجیب نسخہ ہے۔

شدھ شلاجیت آفتابی وگندھک آملہ سار مصفّٰی کو ہموزن مقدار میں لے کر باریک پیس کر محفوظ رکھ لیں۔ اسے ایک ایک ماشہ کی مقدار میں صبح وشام دودھ یا پانی سے دینے سے ہر قسم کی بواسیر کو یقینی فائدہ ہوتا ہے۔ یہ بے نظیر چٹکلہ بارہا کا مجرب ہے۔

(۶) اگر کرم امعاء کے مریضوں کو کرمی مدگر رس[۱] وغیرہ کسی بھی زود اثر کرم کش دوا کے استعمال کرانے کے بعد مردہ کرموں کو اچھا بھیدی رس وغیرہ کسی بھی قوی مسہل کے ذریعہ خارج کر دیا جائے۔ اور بعد ازاں اس کو تین چار رتی کی مقدار میں دونوں وقت پانی وغیرہ کے ہمراہ استعمال کیا جائے۔ تو دوبارہ کرم پیدا نہیں ہونے پاتے۔

(۷) جوشاندہ پوست درخت برنا اور جوشاندہ پنچ ترن[۲] مول کے ہمراہ اسے استعمال کرنے سے سنگ وریگ گردہ ومثانہ اور تنگیٔ پیشاب کی شکایت رفع دفع ہو جاتی ہے۔

(۸) تنگیٔ پیشاب میں اسے جوشاندہ خارخسک کے ہمراہ دینے سے عمدہ فائدہ ہوتا ہے۔
سفوف شلاجیت دو حصہ۔ سفوف خارخسک پانچ حصہ۔ شہد خالص دو حصہ۔ ان تمام ادویہ کو باہم ملا کر یک جان کر دیں۔ اسے ایک ایک ماشہ کی مقدار میں دن میں تین چار مرتبہ دینے سے تنگیٔ پیشاب اور ورم مثانہ کی تکلیف رفع ہو جاتی ہے۔

(۹) سوزاک میں اسے کشتہ قلعی، کشتہ سکہ وغیرہ کے ہمراہ ملا کر دینے سے نہایت تسلی بخش فائدہ ہوتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ یہ اکیلی بھی بہت مفید ہے۔ اسے اس غرض کے لیے شیر بز کی لسی کے ہمراہ دینا چاہیے۔ چنانچہ ذیل کا نسخہ عموماً سوزاک کی ہر حالت میں چاہے نیا ہو یا پرانا مفید ومجرب رہتا ہے۔

۱۔ نسخہ جات کے لیے آیورویدک فارما کوپیا ملاحظہ فرمائیں۔

۲۔ پنچ معنی پانچ۔ ترن معنی گھاس۔ مول معنی جڑ۔ یعنی پانچ اقسام کی گھاس کی جڑوں کا مجموعہ۔ یہ آیوروید کا نہایت مشہور مرکب ہے۔ جو خاص کر پتھری کو توڑنے اور پیشاب کھولنے کے لیے مستعمل ہے۔ وہ پانچ ادویہ یہ ہیں۔
بیخ نرسل (کاہی) بیخ سرکنڈا)۔ دوب کی جڑ۔ خس۔ بیخ گنا۔

شدہ سلاجیت، ست بہروزہ، سرو گلی، کتھ سفید، رال ہر ایک ایک تولہ، دانہ الائچی خورد نو ماشہ، کشتہ قلعی عمدہ تین ماشہ۔ پہلی چھ ادویہ کو خوب باریک پیس لیں۔ پھر بعد کشتہ قلعی کے جملہ ادویہ کو باہم ملا لیں۔ اسے تین تین ماشہ صبح وشام شربت صندل۔ شربت بزوری۔ دودھ کی لسی۔ یا ٹھنڈے پانی کے ہمراہ دیں۔

▣ مرض بے خوابی کے مریض اسے دو تین رتی شیر گاؤ کے ہمراہ استعمال کریں۔ تو ان کو نہایت عمدہ فائدہ ہوتے دیکھا گیا ہے۔

▣ مرگی میں اسے شربت برہمی۔ جوشاندہ دش مول یا ترپھلا کے ہمراہ استعمال کرانے سے نہایت عمدہ فائدہ ہوتے دیکھا گیا ہے۔

▣ بوجہ کمزوری جو سیلان الرحم ہو تو اسے کشتہ فولاد کے ہمراہ ملا کر دیتے ہیں۔ چنانچہ ذیل کا نسخہ نہایت مفید و مجرب ہے۔

▣ اسے چار رتی کی مقدار میں گرم دودھ کے ہمراہ مجامعت کے بعد کھانے سے صحبت کے بعد کی کمزوری اور تمام سستی فوراً دور ہو جاتی ہے۔

▣ سفوف اسگندھ کے ہمراہ اسے ملا کر دینے سے احتلام کے مریضوں کو عجیب الاثر فائدہ ہوتا ہے۔

▣ اسے تین چار رتی کی مقدار میں صبح وشام ہمراہ دودھ استعمال کرنے سے چند ہی یوم میں صداع مزمن (پرانا سردرد) نیست و نابود ہو جاتا ہے۔

سردرد کے لیے چار رتی سلاجیت مصفیٰ اور ایک ماشہ دانہ الائچی کلاں کو ملا کر گرم دودھ یا چائے کے ہمراہ کھلانے سے بہت جلد آرام آجاتا ہے۔

▣ جسمانی یا دماغی کام کاج کرنے کے بعد جب تھکان محسوس ہو یا بوجہ سفر تھکان معلوم ہو تو سلاجیت مصفیٰ چار رتی کو ایک پیالہ گرم دودھ یا چائے کے ہمراہ لے لینے سے منٹوں میں طبیعت ہلکی پھلکی ہو جاتی ہے۔

▣ جب کسی بھی مرض کے چنگل سے چھٹکارا حاصل کرنے کے بعد کمزوری محسوس ہو تو چند روز چار۔ چار رتی سلاجیت مصفیٰ کو صبح وشام گرم دودھ کے ہمراہ استعمال کرنے سے گئی ہوئی طاقت پھر لوٹ آتی ہے۔ اس غرض کے لیے یہ کمال کی چیز ہے۔

▣ بچہ پیدا ہونے کے بعد زچہ کو لگاتار دو ہفتے صبح وشام چار چار رتی سلاجیت مصفیٰ کو

نیم گرم دودھ کے ہمراہ استعمال کرانے سے وہ جلد ہی اپنی کھوئی ہوئی طاقت دوبارہ حاصل کر لیتی ہے۔ علاوہ ازیں پرسوت بخار یا پرسوت کی دیگر تکالیف کے ہونے سے محفوظ رہتی ہے۔

اگر افیون کے ساتھ شلاجیت کو ملا کر استعمال کیا جائے۔ تو افیون کم مضر ثابت ہوتی ہے اور جو لوگ افیون کی بری عادت کو چھوڑنا چاہیں۔ وہ اگر ہر روز افیون کی قدرے مقدار کم کرتے جائیں اور اسی قدر افیون کے ساتھ شلاجیت کی مقدار بڑھاتے جائیں۔ حتیٰ کہ افیون کی بجائے بالکل خالص شلاجیت کھانے لگ جائیں۔ تو اس طرح سے اس منحوس عادت سے نجات حاصل ہو جاتی ہے۔

واضح رہے کہ لوگوں میں یہ غلط فہمی پھیلی ہوئی ہے۔ کہ افیون کی عادت کو چھوڑنا مشکل ہے درحقیقت اگر افیونی دل سے افیون چھوڑنا چاہے۔ تو پھر افیون چھوڑنی بالکل آسان ہے۔ غرضیکہ مستقل و مصمم ارادے کے ساتھ مذکورہ بالا ترکیب پر عمل کرنے سے بغیر کسی تکلیف کے افیون کھانے کی عادت چھوٹ جاتی ہے۔

مستند آیورویدک مرکبات

آروگیہ وردھنی گٹکا

اجزائے نسخہ: پارہ مصفیٰ، گندھک آملہ سار مصفیٰ، کشتہ فولاد، کشتہ ابرک سیاہ، کشتہ تانبا ہر ایک ایک تولہ، سفوف ترپھلا (پوست ہلیلہ زرد، پوست بلیلہ، آملہ منقی تینوں ادویہ کا ہموزن سفوف آدھ پاؤ۔ سفوف شدھ شلاجیت آفتابی تین چھٹانک۔ شدھ گوگل اور سفوف پوست چترک ہر دو ایک ایک پاؤ۔ سفوف کٹکی ساڑھے تین پاؤ۔

ترکیب تیاری: اول پارہ گندھک کی عمدہ کجلی بنائیں اور پھر ایک آہنی کھرل کے اندر گوگل کو اچھی طرح سے کوٹ لیں۔ بعد ازاں اس میں برگ نیم کا رس ڈال کر اس قدر احتیاط سے کھرل کریں۔ کہ یہ بالکل حل ہو جائے اور اس کی برائے نام بھی کوئی گلٹی نہ رہے۔ اب اس محلول گوگل میں سفوف شلاجیت کو ملا کر اس قدر کھرل کریں۔ کہ ہر دو اشیاء بالکل یک جان ہو کر مانند ملائی ہو جائیں۔ پھر اس محلول میں پارہ و گندھک کی کجلی اور تمام کشتہ جات کو ملا کر یکجان کر دیں۔ اور بعد ازاں باقی ماندہ ادویات کے سفوف شامل کر کے کامل دو روز تک زور

دار ہاتھوں سے ہمراہ آب برگ نیم کھرل کر کے چار چار رتی کی گولیاں بنالیں۔

نوٹ!

اگر تازہ نیم کے پتوں کا رس نہ مل سکے تو اس کی بجائے خشک نیم کے پتوں کا جوشاندہ بنا کر استعمال کریں۔ چنانچہ مذکورہ مرکب کے لیے ایک سیر تین پاؤ برگ نیم لے کر چودہ سیر پانی میں جوشائیں اور جب ساڑھے تین سیر پانی باقی رہ جائے تو اسے چھان لیں اور کام میں لائیں۔ واضح رہے کہ گوگل کو حل کرنے کے لیے گرم گرم جوشاندہ کا استعمال بہتر رہتا ہے۔

مقدار خوراک: ایک سے دو گولی صبح وشام۔

ترکیب استعمال: جلندھر کے لیے پنرنوا[1]شٹک کواتھ یا بول مادہ گاؤ کے ہمراہ دیں۔ اور یرقان کے لیے شربت دینار یا عرق کاسنی سے۔

افعال ومنافع: رس رتن سمچیہ میں لکھا ہے کہ یہ وٹی چالیس روز تک متواتر استعمال کرنے سے تمام قسم کے جذام کو رفع دفع کرتی ہے۔ علاوہ ازیں وات۔ پت اور کف ان تین خلطوں سے پیدا ہوئے مختلف قسم کے بخاروں کو دور کرتی ہے بخار پیدا ہونے کے پانچویں دن دینے سے یہ اچھا کام کرتی ہے۔ یہ پاچن اور دیپن ہے۔ تمام امراض میں قابل استعمال ہے۔ دل کو مفید ہے۔ موٹاپے کو دور کرتی ہے۔ روزانہ پاخانہ صاف لاتی ہے۔ کچھ دنوں کے استعمال سے ہی بھوک کو بہت تیز کر دیتی ہے۔ اس کے متعلق زیادہ تعریف کرنا فضول ہے۔ یہ تمام امراض میں مفید ہے۔ یہ آروگیہ وردھنی گنگا کے نام سے مشہور ہے۔ تمام امراض کی دافع۔ اس وٹی کو شری ناگ ارجن آچاریہ نے بیان کیا ہے۔

منفعت خاص: یہ اعلیٰ درجہ کی پیٹ کو صاف کرنے والی۔ بھوک بڑھانے والی اور طاقت دینے والی دوا ہے۔ ہر قسم کے جلندہر کے لیے مفید ہے۔ پیٹ کے جلندہر (جلودھر) کی یہ خاص الخاص اور بارہا کی آزمودہ دوا ہے۔ اسے اور نارائن چورن کو دو اڑھائی ماہ لگاتار استعمال کرنے سے بالکل آرام آجاتا ہے۔ لیکن ان ہر دو ادویات کے استعمال کے دوران میں پانی کا استعمال بالکل نہیں کرنا چاہیے۔ یہاں تک کہ کلی یا غرارہ کرتے وقت بھی خیال رکھیں کہ پانی اندر نہ چلا جائے۔ بطور غذا صرف دودھ ہی استعمال کرنا چاہیے۔ پہلے تھوڑی مقدار میں دودھ

---

[1] نسخہ وغیرہ کے لیے آیورویدک فارما کو پیا ملاحظہ فرمائیں۔

شروع کریں۔ پھر آہستہ آہستہ سے دودھ کی مقدار بڑھاتے جائیں۔ اگر مریض بہت کمزور ہو تو ان ہر دو ادویات کے ساتھ مکردھوج وغیرہ کسی مقوی دوا کا استعمال بھی ضروری جاری رکھنا چاہیے۔ جب مریض بالکل ٹھیک ہو جائے تو پھر پانی و اناج دیں۔ علاوہ بریں جگر۔ گردوں اور دل کی خرابی اور کمی خون کی وجہ سے ہونے والے جلندھر میں بھی نہایت مفید و مجرب ہے یرقان کے لیے بھی از حد مفید اور بہترین دوا ہے۔ دیگر ہچکی کے لیے بھی اس کی کئی بار آزمائش کی گئی ہے۔ اور اکثر فوری اثر ہوتے دیکھا گیا ہے۔ (آیورویدک فارما کوپیا)

۲ پُورن چندر رس

اجزائے نسخہ: رس سندور' کشتہ ابرک سیاہ' کشتہ فولاد' شدھ شلاجیت' بائے بڑنگ سفوف' کشتہ سونا مکھی' جملہ ادویہ ہم وزن۔

ترکیب تیاری: کسی صاف وعمدہ کھرل میں رس سندور کو باریک پیس لیں۔ پھر ہمراہ پانی اس قدر کھرل کریں۔ کہ اس کی چمک بالکل ناپید ہو جائے۔ بعدہ اس میں شدھ شلاجیت کو ڈال کر اتنا کھرل کریں۔ کہ مانند لئی ہو جائے۔ پھر اس میں بقیہ ادویہ کو آمیز کر کے کامل ایک روز پانی سے کھرل کر کے تین تین رتی کی گولیاں بنالیں۔

مقدار وترکیب استعمال: ایک ایک گولی صبح و شام ہمراہ شیر گاؤ دیں۔ اگر ایک گولی ناکافی ثابت ہو۔ تو دو دو گولیاں بھی استعمال کرائی جاسکتی ہیں۔

افعال ومنافع: رسیندر سار سنگرہ اور بھیشج رتناولی میں لکھا ہے کہ اسے گھی اور شہد سے کھائے۔ یہ ورشیہ (مولد منی اور ساتوں دھاتوؤں کو قوی اور توانا کرنے والا) ہے۔

منفعت خاص: یہ مقوی ومبہی ہے۔ جریان۔ رقت و سرعت کو مفید ہے۔ احتلام کو روکنے کے لیے خاص کر مفید و مجرب ہے۔ قوت مردمی کو بڑھاتا ہے۔ خون صالح پیدا کرتا ہے۔ کہ جس سے جسم کی لاغری و ناتوانی دور ہو جاتی ہے۔ اگرچہ اس کا اثر رفتہ رفتہ ہوتا ہے۔ لیکن مستقل طور پر ہوتا ہے۔ (آیورویدک فارما کوپیا)

۳ تاپیہ آدی لوہ

اجزائے نسخہ: پوست ہلیلہ زرد' پوست ہلیلہ' آملہ منقیٰ' زنجبیل' فلفل گرد' فلفل دراز' پوست بیخ چترک' بابڑنگ ہر ایک کا سفوف نصف نصف چھٹانک' ناگرموتھا مسفوف ڈیڑھ تولہ' پھلا

مول، دیودار، دارچینی، چوبہ، دار ہلدی ہر ایک کا سفوف ایک ایک تولہ شلاجیت مصفےٰ، کشتہ سونا مکھی، کشتہ چاندی، کشتہ فولاد ہر ایک دس دس تولہ، کشتہ منڈور (خبث الحدید) ایک پاؤ، مصری سفوف بتیس تولہ۔

ترکیب تیاری: کسی صاف کھرل میں سب سے پہلے شلاجیت مصفےٰ کو باریک کھرل کر لیں۔ پھر اس میں تمام کشتہ جات کو ملا دیں۔ بعد ازاں بقیہ جملہ ادویہ کو ملا کر دو تین گھنٹے کھرل کر کے بالکل یک جان کر دیں۔

مقدار خوراک: چار رتی سے ایک ماشہ تک صبح وشام۔

ترکیب استعمال: کمی خون وجریان وغیرہ کے لیے اسے شہد میں ملا کر چٹائیں اور اوپر سے شیر گرم دودھ پلائیں۔ یرقان کے لیے اسے بول مادہ گاؤ یا آب مولی کے ہمراہ دیں۔

منفعت خاص: یہ نہایت اعلیٰ مقوی معدہ اور مولد خون دوا ہے۔ جس کی وجہ سے چند یوم میں ہی قوت ہاضمہ نہایت تیز ہو جاتی ہے۔ اور کھائی پی ہوئی خوراک اچھی طرح ہضم ہو کر جزو بدن بننے لگتی ہے کہ جس سے تازہ و صاف خون بکثرت پیدا ہوتا ہے۔ کمزور و ناتواں مریضوں کے چہروں پر بھی رونق آ جاتی ہے۔ ان کی سستی اور پژمردگی دور ہو کر جسم میں چستی و پھرتی عود کر آتی ہے۔ ملیریا بخار کے بعد ہونے والی کمی خون کے لیے یہ دوا خصوصیت سے نہایت مفید ہے۔ یرقان کے دفعیہ کے لیے بھی نہایت مجرب ہے۔ جریان کو رفع دفع کرنا ہے اور قوت مردمی کو بڑھاتا ہے۔ قصہ کوتاہ ہر مطب میں یہ قابل قدر تحفہ تیار رکھنا چاہیے۔ بوقت ضرورت اس سے خوب فیض اٹھایا جا سکتا ہے۔

۴ چنتامنی رس

اجزائے نسخہ: سیماب مصفےٰ، گندھک آملہ سار مصفےٰ، کشتہ ابرک سیاہ، کشتہ فولاد، شدھ شلاجیت آفتابی ہر ایک ایک تولہ، کشتہ نقرہ چھ ماشہ، کشتہ سونا تین ماشہ۔

ترکیب تیاری: اول پارہ وگندھک کی بطریق معروف عمدہ کجلی بنا دیں۔ پھر اس میں بقیہ ادویہ آمیز کر دیں۔ اور جوشاندہ پوست بیخ چترک۔ آب بھنگرہ سبز، جوشاندہ پوست درخت ارجن کی الگ الگ سات سات بھاونائیں دے کر ایک ایک رتی کی گولیاں تیار کر لیں۔ اور سایہ میں خشک کر کے محفوظ رکھیں۔

مقدار وترکیب استعمال: صبح وشام ایک ایک گولی شیر گرم گائے کے دودھ سے دیں۔

افعال ومنافع: بھیشج رتناولی میں لکھا ہے کہ یہ تمام اقسام کے امراض دل پھیپھڑوں کی بیماریاں بیس اقسام کے پرمیہ (جریان وغیرہ) اور خطرناک دمہ وکھانسی کو رفع دفع کرتا ہے جسمانی طاقت بڑھاتا ہے۔ جسم کو مضبوط کرتا ہے اور دل کو طاقت دیتا ہے۔

منفعت خاص: یہ اکثر امراض دل اور خاص کر کمزوری دل خفقان اور اختلاج القلب کے لیے نہایت مفید ومجرب ہے۔ بلا تامل آزمائش کریں۔ نیز جب کثرت مباشرت وغیرہ کی وجہ سے جسم میں منی کی مقدار کم رہ گئی ہو۔ اور منی کا قوام بالکل پانی کی مانند پتلا پڑ گیا ہو کہ جس کی وجہ سے جریان وسرعت کا مرض لاحق ہو گیا ہو تو اس کا متواتر استعمال مذکورہ بالا تمام شکایات کی بیخ کنی کر کے جسم میں قوت باہ کی ایک برقی لہر دوڑا دیتا ہے۔ تازہ خون اس قدر بافراط پیدا ہونے لگتا ہے۔ کہ پژمردہ چہرہ تروتازہ اور رنگین ہو جاتا ہے۔ غرضیکہ ایک قابل قدر تحفہ ہے۔ بنا کر مطب کو چار چاند لگائیں۔

چندر پربھاوٹی

اجزائے نسخہ: بانچی، ورچ، ناگرموتھا، چرائتہ، گلو، برادہ دیودار، ہلدی، اتیس، پوست دار ہلدی، پپلا مول، پوست بیخ چترک، دھنیا، پوست ہلیلہ زرد، پوست بلیلہ، آملہ منقی، چویہ، بابڑنگ، گج پپلی، فلفل سیاہ، فلفل دراز، سونٹھ، جوکھار، سجی کھار، سیندھا نمک، سونچل نمک، وڑنمک تمام ادویہ کے سفوف تین تین ماشہ، کشتہ سونا مکھی تین ماشہ، نسوت، دنتی مول، تیزپات، دارچینی، الائچی خورد، طباشیر ہر ایک کا سفوف ایک تولہ کشتہ فولاد دو تولہ، مصری چار تولہ، شدھ شلاجیت آفتابی شدھ گوگل، ہر دو آٹھ آٹھ تولہ۔

ترکیب تیاری: ایک صاف آہنی کھرل میں نصف سیر گرم گرم پانی میں شدھ گوگل کو بھگو دیں۔ جب قدرے نرم ہو جائے تو پھر آہستہ آہستہ اسے کھرل کریں۔ حتیٰ کہ تمام گوگل پانی میں حل ہو جائے۔ پھر اس محلول گوگل میں مصری وشدھ آفتابی شلاجیت کو آمیز کر کے اتنا کھرل کریں۔ کہ ہر سہ اشیاء بالکل یکجان ہو جائیں۔ بعد ازاں بقیہ تمام ادویہ کو ملا کر کامل ایک دن کھرل کرنے کے بعد تین تین رتی کی گولیاں بنالیں۔

نوٹ!

مجھے ذاتی طور پر معلوم ہے کہ کئی آیورویدک فارمیسیوں میں گوگل پانی کی بجائے دودھ میں بھگویا جاتا ہے۔ اس سے دوا کے اوصاف میں اضافہ تو کیا ہوتا ہے۔ البتہ مرکب کا وزن کافی بڑھ جاتا ہے۔ کہ جس سے ان کے مالی فائدہ میں ضرور اضافہ ہوتا ہے۔ اور اس کے سوائے شائدان کا بھی کوئی دوسرا مدعا نہیں ہوتا۔

مقدار وترکیب استعمال: ایک سے دو گولی تک صبح وشام بیماری کے مطابق مناسب بدرقہ سے دیں، چنانچہ جریان واحتلام کے لیے ابھیا[1] ارشٹ یا دودھ سے قبض کے واسطے دودھ میں بادام روغن ڈال کر کمی حیض میں تیز عرق سونف سے کثرت حیض میں شیر آہن تاب سے، بدہضمی میں عرق سونف سے پیشاب میں جلن، گدلاپن یا سفیدی ہو یا زیادتی پیشاب ہو تو عرق گلو سے دیں۔

افعال ومنافع: شارنگدھر میں لکھا ہے کہ چندر پر بھاوٹی کل امراض کے دور کرنے میں مشہور ہے۔ اس سے بیس اقسام کے پرمیہہ۔ عسر البول۔ تقطیر البول۔ پتھری۔ قبض۔ اپھارہ۔ پیٹ درد۔ ذیابیطس۔ گلٹی۔ رسولی۔ کلانی فوطہ۔ کمی خون۔ یرقان۔ یرقان اسود۔ آنت اترنا۔ درد کمر۔ کھانسی۔ دمہ۔ جذام۔ بواسیر۔ کھجلی۔ طحال۔ بھگندر۔ امراض دانت۔ امراض چشم۔ وچرچیکا[2]۔ مستورات کے امراض حیض۔ مردوں کے امراض منی۔ کمی ہاضمہ۔ نفرت طعام اور وات۔ پت وکف۔ کی کمی وزیادتی کو دور کرتی ہے۔ مقوی ہے مادہ تولید میں اضافہ کرتی ہے اور رسائن ہے۔

منفعت خاص: یہ گولیاں ہر قسم کی جسمانی اور دماغی کمزوری کو رفع کرنے کے لیے اکسیر ہیں ان کے استعمال سے مردوں کے امراض منی جریان واحتلام دور ہوتے ہیں۔ قوت باہ بڑھتی ہے۔ مستورات کی شکایت متعلقہ ماہواری یعنی حیض کا کم آنا یا درد سے آنا۔ بے قاعدہ آنا وغیرہ کے لیے بہت مفید ہیں۔ غرضیکہ مردوں کے امراض منی اور عورتوں کے امراض رج

---

[1] نسخہ کے لیے آیورویدک فارما کوپیا ملاحظہ فرمائیں۔

[2] یہ ایک کوڑھ کی قسم ہے۔ کہ جس میں کھجلی کرنے والی سیاہ رنگ کی پھنسیاں ہوتی ہیں۔ اور ان سے بہت گندہ مواد نکلتا رہتا ہے۔ اسے وچرچیکا کہتے ہیں۔ (چرک سنگتا)

دور کر کے قابل اولاد بناتی ہیں۔ شکایت متعلقہ پیشاب مثلاً پیشاب کا زیادہ آنا۔ بار بار آنا۔ پیشاب میں منی۔ چربی۔ شکر۔ فاسفیٹ اور یوریٹ وغیرہ کا آنا۔ پیشاب کا رک کر آنا یا جلن اور درد کے ساتھ آنا کو نہایت مفید ہیں۔ دائمی قبض کے مریضوں کے لیے بھی مفید ہیں۔ معدہ وجگر کو طاقت بخشتی ہیں کہ جس سے غذا ہضم ہو کر جزو بدن بنتی ہے۔ بواسیر کے مریضوں کے لیے نہایت نافع ہیں۔ ہر مزاج کے مرد عورت۔ جوان و بوڑھے کے لیے ہر ملک و ہر موسم میں قابل استعمال ہیں۔ غرضیکہ صاحب (مجوز) نسخہ نے اس کے جو اوصاف لکھے ہیں۔ وہ بالکل درست ہیں۔ مگر فائدہ رفتہ رفتہ لیکن مستقل طور پر ہوتا ہے۔ اس لیے اسے کچھ مدت لگاتار استعمال کرنا چاہیے۔ یہی وہ گولیاں ہیں۔ کہ جو اشتہاری وئید وحکیم مختلف ناموں سے رجسٹرڈ کرا کر آئے دن ہزاروں روپوں کی فروخت کر رہے ہیں۔ (آیورویدک فارما کوپیا)

۶ چندر کلاوٹی

اجزائے نسخہ: الائچی خورد مسفوف، کافور، شدھ شلاجیت آفتابی ہر آفتابی ہر ایک ایک تولہ۔ آملہ منقی، جائفل، ناگ کیسر، موصلی سنبل، ہر ایک کا سفوف ایک تولہ، رس سندور، کشتہ قلعی، کشتہ فولاد ہر ایک ایک تولہ۔

ترکیب تیاری: رس سندور کو کسی عمدہ کھرل میں ڈال کر باریک رگڑ لیں اور پھر ہمراہ جوشاندہ گلو اس قدر کھرل کریں۔ کہ اس کے ذرات کی چمک غائب ہو جائے۔ بعد ازاں اس میں کافور اور شدھ شلاجیت آفتابی کو آمیز کر کے زوردار ہاتھوں سے اتنا کھرل کریں۔ کہ ہر سہ ادویہ یکجان ہو جائیں۔ پھر بقایا تمام ادویہ کو شامل کر دیں۔ اور بقیہ جوشاندہ گلو سے کامل ایک دن کھرل کریں۔ جب مرکب غلیظ القوام ہو جائے۔ تو بعدہ موصلی سنبل کے جوشاندہ کے ہمراہ کامل ایک دن کھرل کریں۔ اور پھر جب یہ مرکب گولیاں بننے کے قابل ہو جائے۔ تو تین تین رتی کی گولیاں بنالیں۔

نوٹ!

دس تولہ گلو کو نیم کوب کر کے ایک سیر پانی میں جوشائیں۔ جب نصف پاؤ پانی باقی رہ جائے۔ تو اسے مل چھان لیں۔ بس یہی جوشاندہ گلو مطلوب ہے۔ اور اسی طرح دس تولہ موصلی سنبل کا تیار شدہ درکار ہے۔

مقدار و ترکیب استعمال: صبح وشام ایک تا دو گولی حسب طاقت امراض منی کے لیے گائے کے دودھ کے ساتھ کھلائیں۔ اور ایلبیومن وغیرہ آنے کی حالت میں ہمراہ جوشاندہ گلودیں۔

افعال ومنافع: یوگ رتنا کر' یوگ چنتامنی اور رس کام دھینو وغیرہ میں لکھا ہے کہ اسے تمام اقسام کے پرمیہہ میں استعمال کریں۔

منفعت خاص: اس آیوروید کے مشہور مرکب سے جریان اور احتلام ہر دو شکایات بیخ و بن سے اکھڑ جاتی ہیں۔ نظام ہضم درست ہو کر کھایا پیا جزو بدن بننے لگتا ہے۔ دماغی طاقت بہت جلد بڑھ جاتی ہے۔ غرضیکہ منی کو گاڑھا کرنے اور منی کے دیگر بیسیوں نقائص کو دور کرنے کے لیے یہ ایک عجیب وغریب اور آزمودہ دوا ہے۔ لیکن یہ خیال رہے کہ اس کا اثر رفتہ رفتہ لیکن مستقل طور پر ہوتا ہے۔ اور تیز ادویات کی نسبت اس کا استعمال ہر لحاظ سے بدرجہا بہتر رہتا ہے۔ علاوہ ازیں اگر پیشاب میں ایلبیومن۔ چربی۔ فاسفیٹ اور شکر وغیرہ آتی ہو تو بھی اس کے استعمال سے ازحد فائدہ ہوتا ہے۔ (آیورویدک فارما کوپیا)

رس آدی چورن

اجزائے نسخہ: پارہ مصفیٰ ایک تولہ' گندھک آملہ سار مصفیٰ دو تولہ' کافور تین تولہ۔ شلاجیت مصفیٰ آفتابی چار تولہ' خس مسفوف پانچ تولہ' فلفل گرد مسفوف چھ تولہ' مصری مسفوف سات تولہ۔

ترکیب تیاری: اول کسی صاف و پختہ کھرل میں پارہ و گندھک کی عمدہ کجلی تیار کریں۔ پھر کافور اور شلاجیت مصفیٰ کو ملا کر یکجان کریں۔ بعد ازاں (دیگر جملہ ادویہ کو ملا کر ایک روز کامل خوب زوردار ہاتھوں سے کھرل کر کے سنبھال کر رکھ لیں۔

مقدار و ترکیب استعمال: اسے بقدر تین تین رتی کی مقدار میں دن میں تین مرتبہ ہمراہ شہد چٹائیں۔ اگر ہر خوراک کے ہمراہ ہموزن مقدار میں یعنی بقدر تین رتی کشتہ ہڑتال گودنتی ملا لیا جائے۔ تو سونے پر سہاگہ کا کام ہوتا ہے۔ اسے ٹھنڈے پانی سے بھی دے سکتے ہیں۔

افعال ومنافع: یوگ رتنا کر میں لکھا ہے کہ اسے باسی پانی کے ہمراہ استعمال کرنے سے

بہت بڑھی ہوئی پیاس بھی دور ہو جاتی ہے۔

منفعت خاص: یہ صفرا کو تسکین دینے کے لیے نہایت مجرب و آزمودہ دوا ہے چنانچہ جب بخار کا درجہ حرارت بہت زیادہ ہو۔ مریض قے سے سخت نالاں ہو۔ جسم گرمی کی وجہ سے جلا جاتا ہو۔ آنکھیں سرخ ہو گئی ہوں بے چینی سے ایک کروٹ لیٹنا مشکل ہو رہا ہو۔ مریض ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہا ہو۔ تو ایسی حالت میں اس کے استعمال سے نہایت درجہ تسکین حاصل ہوتی ہے۔ ایک دو خوراک کے استعمال کے بعد ہی مریض کی بے چینی و پیاس وغیرہ علامات کافور ہو جاتی ہیں۔ درجہ حرارت کم ہو جاتا ہے۔ اور مریض سکھ کا سانس لینے لگتا ہے۔ اگر ایسی حالت میں اس کے علاوہ مریض کی پیشانی پر برف سے ٹھنڈے کیے ہوئے پانی یا بکری کے دودھ یا سرکہ و عرق گلاب کی پٹی پچیس تیس منٹ تک رکھ دی جائے۔ تو پھر نہایت ہی جلد اکسیر الاثر فوائد ظہور پذیر ہوتے ہیں۔

یکرت پلیہاری لوہ

اجزائے نسخہ: شنگرف سے نکلا ہوا پارہ گندھک آملہ سار کشتہ فولاد کشتہ ابرک سیاہ منسل مصفےٰ سفوف ہلدی، مغز جمالگوٹہ مدبر، سہاگہ بریاں، شدھ شلاجیت آفتابی ہر ایک ایک تولہ، کشتہ تانبہ دو تولہ۔

ترکیب تیاری: اول پارہ اور گندھک کو خوب کھرل کر کے عمدہ کجلی تیار کریں۔ پھر کسی ایک عمدہ و صاف کھرل میں مغز تخم جمالگوٹہ مدبر کو ڈال کر ہمراہ پانی اس قدر زوردار ہاتھوں سے کھرل کریں کہ اسکے تمام ذرات تحلیل ہو جائیں۔ اب اس میں کجلی وغیرہ بقیہ تمام ادویہ کو ملا دیں۔ اور اس مرکب کو بیخ جمالگوٹہ نسوت (تروی) پوست بیخ چترک سنبھالو۔ ترکٹا (زنجبیل، فلفلدراز، فلفل گرد) ہر پانچ ادویہ کے علیحدہ علیحدہ جوشاندہ سے ایک ایک روز کھرل کریں۔ بعد ازاں اسے ادرک اور سبز بھنگرے کو کوٹ کر نکالے ہوئے پانی میں ایک ایک روز کھرل کر کے دو دو رتی کی گولیاں بنالیں۔

مقدار و ترکیب استعمال: ایک ایک گولی صبح و شام عرق مکو یا بول مادہ گاؤ یا لسی کے ہمراہ دیں۔

افعال ومنافع: بھیشج رتناولی میں لکھا ہے کہ اس کے استعمال سے دیرینہ امراض جگر تلی

چاہے ایک خلط سے ہوں۔ یا دو خلطوں سے یا تینوں خلطوں سے دور ہو جاتے ہیں۔ آٹھ اقسام کے امراض شکم۔ اپھارہ۔ بخار۔ کمی خون۔ یرقان۔ سوجن (آماس) ہلیمک (کاملا روگ یعنی یرقان کی ایک قسم ہے۔ جس میں مریض کے جسم کا رنگ نہایت زرد ہو جاتا ہے) کمی ہاضمہ اور اُرچی کو نافع ہے۔

منفعت خاص: اس کے استعمال سے جگر و تلی کی اکثر شکایت رفع دفع ہو جاتی ہیں چنانچہ بڑھے ہوئے جگر و تلی کے لیے بہت ہی مفید ہے۔ اس سے ہر روز کھل کر ایک دست ہو جاتا ہے کمی ہاضمہ کو دور کر کے غذا کو خوب جزو بدن بناتا ہے۔ جس سے جسم میں بکثرت صاف خون پیدا ہونے لگتا ہے۔ مرض یرقان کی بارہا کی تجربہ شدہ نہایت بھروسہ کی دوا ہے علاوہ ازیں جگر و تلی کی خرابی کی وجہ سے جو بخار دور ہونے میں نہیں آتے۔ وہ اس کے استعمال سے جلد کافور ہو جاتے ہیں۔ غرضیکہ یہ ایک قابل قدر نسخہ ہے۔ جو ہر مطب میں تیار رہنا چاہیے۔

۹ یوگ راج

اجزائے نسخہ: پوست ہلیلہ زرد۔ پوست بہیڑا' آملہ منقی' زنجبیل' فلفل دراز' فلفل گرد' پوست بیخ چترک' بابڑنگ ہر ایک کا سفوف' ایک ایک تولہ' شدھ شلاجیت آفتابی' کشتہ روپا مکھی[1] کشتہ سونا مکھی کشتہ فولاد' کشتہ چاندی ہر ایک ایک چھٹانک' کھانڈ دیسی آٹھ تولہ۔

ترکیب تیاری: اول کسی صاف کھرل میں شدھ شلاجیت کو باریک پیس لیں۔ پھر اس میں کشتہ جات کو ملائیں۔ بعد ازاں بقیہ جملہ ادویہ کو ملا کر تین چار گھنٹے کھرل کر کے بالکل

---

[1] روپا مکھی وغیرہ کے کشتہ جات کے تیار کرنے کی تراکیب معلوم کرنے کے لیے آیورویدک فارما کو پیا کا مطالعہ فرمائیں جس میں سالہا سال کے عملی تجربات کے بعد تجربہ کی کسوٹی پر سو فیصدی جانچی ہوئی بالکل صحیح و مجرب تراکیب پوری دیانتداری اور دریادلی کے ساتھ تحریر کر دی گئی ہیں۔ کوئی ایک بھی ترکیب ایسی درج نہیں کی گئی کہ جس کی متعدد مرتبہ آزمائش نہ کی جا چکی ہو یہی نہیں بلکہ کشتہ سازی کے متعلق جو اکثر راز پوشیدہ ہیں۔ جن کے متعلق کامل واقفیت نہ ہونے سے کشتہ جات تیار کرنے میں ہر مرحلہ پر ناکامی ہوتی ہے۔ وہ تمام نکتے نہایت سلجھا کر افشا کر دیے ہیں۔ غرضیکہ علم کشتہ جات کے متعلق ان ان پوشیدہ رازوں کو افشا کیا گیا ہے جن کا اندازہ کتاب کے مطالعہ یا تجربہ کے بعد ہی کسی قدر لگایا جا سکتا ہے۔

یکجان کر دیں۔

مقدار وترکیب استعمال: بقدر چار رتی سے ایک ماشہ تک صبح وشام شہد خالص میں ملا کر چٹائیں۔ اور اوپر سے شیر گرم دودھ پلائیں۔

افعال ومنافع: چرک سنگھتا' چکروت اور بھیشج رتناولی وغیرہ میں لکھا ہے۔ کہ یہ آب حیات کی مانند بہترین رسائن اوشدھی (دوا) تمام امراض کو رفع دفع کر دیتی ہے۔ یہ کمی خون۔ زہر کھانسی۔ دق۔ ملیریا بخار۔ جذام' بدہضمی۔ پرمیہہ (جریان وغیرہ) سوکھا۔ دمہ ہچکی۔ ارچی (کھانے کی طرف طبیعت کا راغب نہ ہونا) کو دور کرتی ہے۔ اور خاص کر مرگی۔ یرقان اور بواسیر کو نافع ہے۔

منفعت خاص: یہ مقوی معدہ اور مولد خون ہے۔ جس کی وجہ سے اس کے چند یوم کے استعمال کے بعد ہی بھوک چمک اٹھتی ہے۔ کھایا پیا جزو بدن بننے لگتا ہے۔ تازہ خون بکثرت پیدا ہوتا ہے۔ کمزور ناتواں مریضوں کے جسم میں بھی چستی اور پھرتی عود کر آتی ہے۔ اور وہ مضبوط وتوانا ہو جاتے ہیں۔ غرضیکہ جو مریض آئے دن کمی خون وغیرہ کی وجہ سے ہمیشہ پژمردہ رہتے ہیں۔ وہ اسے استعمال کر کے قابل رشک صحت حاصل کر سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں جریان وغیرہ کو نیست ونابود کر کے قوت مردمی کو بھی خوب بڑھاتا ہے۔

بہترین آزمودہ مجربات

آدرش رسائن

حقیقی معنوں میں قوت باہ کی تمام ادویہ کی سرتاج دوا ہے۔ بڑی بڑی قیمتی یاقوتیاں مفرحات کشتے۔ اور چوٹی کے نسخہ جات اس کے سامنے ہیچ ہیں۔ یہ ہماری متعدد مرتبہ کی آزمودہ اور مطب میں ہر وقت تیار رہنے والی جامع الاثرات اکسیر ہے۔ ایک مرتبہ جس نے اس کی آزمائش کر لی۔ وہ ہمیشہ کے لیے اس کا گرویدہ ہو گیا ہے۔ ہو بھی کیوں نہ۔ اس کے ہر رگ وریشہ میں از سر نو آثار حیات تازہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ غرضیکہ یہ ایک نہایت تجربہ اور بھروسہ کی چیز ہے۔ مطب کی جان ہے۔ آمدن کا خاص ذریعہ ہے۔ ہمارے اکثر کرم فرما اس کے نسخہ کے متلاشی رہتے ہیں۔ مدت سے ٹالتا آرہا ہوں لیکن اب انہیں مزید انتظار کرانا گوارہ

نہیں۔ اس لیے اب اس پوشیدہ نسخہ کو بالکل صحیح طور پوری دیانتداری کے ساتھ ذیل میں افشا کیے دیتا ہوں۔ تا کہ احقر کی یاد آپ کے دلوں میں بنی رہے۔

اجزائے نسخہ: شلاجیت مصفےٰ آفتابی' کچلہ مدبر سفوف آب گھیکوار وادرک والا ہر دو آٹھ آٹھ تولہ' کشتہ فولاد درجہ خاص چار تولہ' جائفل' لونگ' جاوتری ہر ایک کا سفوف دو دو تولہ عقر قرحا سفوف تین تولہ' خالص زعفران کاشمیری ایک تولہ خراطین مصفےٰ سفوف چار تولہ' کشتہ شنگرف درجہ خاص دو تولہ' کشتہ سنکھیا درجہ خاص تین ماشہ۔

ترکیب تیاری: کسی نہایت صاف و پختہ نہ گھسنے والی پتھر کی کھرل میں کشتہ سنکھیا۔ اور کشتہ شنگرف کو ڈال کر ہمراہ آب برگ پان ایک گھنٹہ خوب زور دار ہاتھوں سے کھرل کریں پھر زعفران کو داخل کر کے اس قدر کھرل کریں۔ کہ اسکے تمام ریشہ بالکل معدوم ہو کر وہ مانند مکھن یک جان و ملائم ہو جائے۔ بعد ازاں شلاجیت کو ڈال کر اتنا کھرل کریں۔ کہ تمام ادویہ یکجان ہو جائیں بعدہ بقیہ ادویہ کو شامل کر کے کامل دو روز ہمراہ آب برگ پان خوب زور دار ہاتھوں سے کھرل کر کے تین تین رتی کی گولیاں بنالیں۔

خاص راز کی باتیں

❶ ترکیب تدبیر کچلہ بذریعہ آب گھیکوار وادرک

حسب ضرورت کچلوں کو کسی تام چینی کے برتن میں آب گھیکوار کے اندر دو ہفتہ تک تر رکھیں۔ آب گھیکوار اتنا ہونا چاہیے۔ کہ اس میں کچلے ڈوبے رہیں۔ بعد ازاں آب گھیکوار جب ان کے اندر جذب ہو جائے۔ تو پھر ان کو آب ادرک میں دو ہفتہ تک بھگوئے رکھیں۔ آب ادرک جذب ہو جانے پر جب کہ وہ گیلے ہی ہوں۔ ان کو ہاون دستہ میں خوب زور سے اچھی طرح کوٹ پیس کر کپڑ چھان کر کے رکھ لیں۔ بس یہی مطلوب ہے۔

فائدہ: عموماً کچلوں کو مدبر کرتے وقت ان کے بالائی چھلکے اور پتے کو نکال دیا جاتا ہے لیکن اسطریق میں بالائی چھلکا وغیرہ کے ہمراہ ہی باریک کر کے استعمال کر لیے جاتے ہیں۔ اس ترکیب سے مدبر ہوئے کچلہ میں پتہ وغیرہ کوئی نقصان نہیں دیتا۔ بلکہ اس طریق سے ان کا جزو مؤثرہ پوری طرح سے قائم رہتا ہے۔ جس کی وجہ سے دیگر تراکیب سے مدبر کیے ہوئے

کچلوں کی نسبت یہ بدر جہا مفید ثابت ہوتے ہیں۔ ٹیکسلا آیورویدک فارمیسی میں ہمیشہ سیروں کی مقدار میں اس طریق سے انہیں شدھ کیا جاتا ہے۔ اور یہ طریقہ واقعی بالکل سائنٹیفک اور تجربہ پر مبنی ہے۔ چنانچہ اگر آپ آدرش رسائن سے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ تو اس میں اسی طریق سے مدبر کئے ہوئے کچلہ کو شامل کیجیے۔ کچلہ کو مدبر کرنے کے متعلق اگر آپ زیادہ کامل واقفیت حاصل کرنا چاہتے۔ تو آیورویدک فارما کوپیا کا مطالعہ فرمائیں۔ کہ جس کے باب نہم بنام شودھن ودھی میں اس پر مفصل روشنی ڈالی گئی ہے۔ صرف اسی پر نہیں۔ بلکہ دیگر بیسیوں ادویہ مثلاً سونا، چاندی، پارہ، شنگرف، گندھک، ابرک، جمالگوٹہ وغیرہ کے مدبر کرنے کی بہترین تراکیب مندرج ہیں۔

۲ کشتہ فولاد۔ درجہ خاص

یوں تو اس میں کوئی بہترین کشتہ فولاد (کشتہ فولاد[1] شنگرفی وغیرہ) ڈالا جاسکتا ہے۔ لیکن وسیع تجربات کے بعد مجھ پر یہ امر بخوبی روشن ہو چکا ہے کہ اگر اس میں وہ کشتہ فولاد جو ہم نے اپنے دواخانہ کی فہرست میں کشتہ فولاد درجہ خاص کے نام سے درج کیا ہے۔ شامل کیا جائے تو یقین جانیے کہ سونے پر سہاگہ کا کام دے گا اور ہو بھی کیوں نہ جب کہ یہ اکیلا ہی کشتہ تجربات سے قوت مردی کو بڑھانے کے لیے اکسیر الاثر ثابت ہو چکا ہے۔ پھر جب یہ آدرش رسائن کے دیگر بہترین اجزاء سے مرکب ہوتا ہے۔ تو لازمی طور پر عجیب رنگ دکھاتا ہے۔ غرضیکہ یہ تمام اجزاء باہم مرکب ہو کر مسیحائی تاثیر کے حامل بن جاتے ہیں۔ چنانچہ ہم ہمیشہ اس میں یہی کشتہ فولاد ڈالتے ہیں۔ یہ کوئی عام کشتہ فولاد نہیں ہے۔ بلکہ کئی حکماء کے سینہ کا راز ہے۔ اور کئی وائید اور حکماء اشتہار بازی کر کے اس سے خوب روپیہ کما رہے ہیں۔ خیر ہمیں ان کی اشتہار بازی سے واسطہ نہیں۔ ہم نے تو صرف اس کی صحیح و مجرب ترکیب سے آپ کو آگاہ کرنا ہے۔ تاکہ آپ اسے خود تیار کر سکیں۔

پیشتر اس کے کہ اس کی ترکیب تیاری وغیرہ کے متعلق آپ کو مطلع کریں۔ یہ نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کے متعلق چند دیگر ضروری امور سے آپ کو آگاہ کر دیا جائے تاکہ آپ کو اس مبارک نسخہ کی پوری پوری قدر و قیمت معلوم ہو جائے۔ چنانچہ کئی سال ہوئے

[1] اس کی صحیح اور مستند ترکیب تیاری آیورویدک فارما کوپیا میں باوضاحت درج ہے۔

جب کہ ہم نے سب سے پہلے اس نسخہ کو چلتسا چندر اودے کے حصہ چہارم میں پڑھا تھا۔ اور اس دن سے اسے تیار کرنے کی ٹھان لی تھی۔ چنانچہ پھر کئی بار بنایا۔ کتاب مذکورہ میں اس کے متعلق لکھا ہے۔

''اس نسخہ کی کہانی بھی عجیب ہے۔ یہ پنڈت بالکرشن جی کو لاہور کے مشہور و معروف پنڈت ٹھاکردت جی شرما سے ملا۔ پنڈت ٹھاکردت جی کو نواب بہاول پور کے سسر حاجی حیات محمد خان صاحب سے ملا۔ حاجی صاحب کو یہ ملاقات کی پہاڑی گپھا میں رہنے والے رتن گری نامی ایک سادھو سے ملا سادھو مہاتما نے اپنی خدمت کرنے والے ایک گوالے کو اس کی چار خوراکیں دے دیں۔ وہ چاروں خوراکیں ایک ہی بار کھا گیا۔ اسے کھاتے ہی کام جور چڑھا۔ اگر سادھو مہاراج اس کا علاج نہ کرتے تو وہ گوالا مر جاتا۔ اس بوڑھے گوالے پر اس کا اتنا اثر ہوا کہ اسے بڑھاپے میں تین شادیاں کرنی پڑیں۔''

یہی نہیں بلکہ چلتسا چندر اودے کے مصنف بابو ہری داس جی نے لکھا ہے۔

''اس کے استعمال سے نیا خون پیدا ہوتا ہے۔ اکیس دن میں چہرہ لال سرخ ہو جاتا ہے۔ چالیس دن میں اتنی طاقت آ جاتی ہے۔ کہ بنا مباشرت کیے رکنا مشکل ہو جاتا ہے۔ ہمیں یہ نسخہ رتنا کر اور چاند نامی ماہواری رسالوں سے ملا ہے۔ اس لیے ہم ایڈیٹر رتنا کر۔ چاند اور پنڈت بالکرش شرما کو دلی مبارکباد دیتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں۔ کہ چھ سات خوراک کھاتے ہی قوت جماع تیز ہو جاتی ہے۔ زیادتی پیشاب۔ کمی خون اور جگر کی کمزوری کے لیے اکسیر ہے۔ اور قوت مردمی کے بے نظیر ہے۔ آپ نے اسے سینکڑوں بیماریوں پر آزمایا اور ہر بار عمدہ نتیجہ پایا۔ ہم نے بھی اسے بنایا اور مریضوں کو دیا۔ ایک آدمی کا وزن ایک ہفتہ میں چار پونڈ بڑھ گیا۔ اور دوسرے کا چہرہ لال سرخ ہو گیا۔ لیکن ہم نے اتنا چمتکار ابھی تک نہیں دیکھا کہ اکیس دن استعمال کرنے سے عورت کے بغیر نہ رہا جائے۔ ابھی آزمائش کر رہے ہیں۔''

اب آپ خود اندازہ لگائیں کہ یہ نسخہ کس قدر قیمت کا ہے؟ بہرحال ذیل میں اس کا مبارک نسخہ ملاحظہ فرمائیں۔

اجزائے ترکیب: برادہ جوہردار فولاد اصلی مصفےٰ ایک پاؤ۔ سم الفار (سنکھیا) سفید ہڑتال ورقیہ مصفےٰ، آملہ سار گندھک مصفیٰ، پارہ مصفےٰ ہر ایک چار تولہ۔ مشک کافور عمدہ دو تولہ۔

ترکیب تیاری: یہ کشتہ فولاد سولہ آنچ سے تیار ہوتا ہے۔ ہر ایک آنچ کے متعلق ذیل میں

تفصیل سے روشنی ڈالی جاتی ہے۔

پہلی آنچ

برادہ جوہردار فولاد	بیس تولہ
سم الفار سفید	ایک تولہ
کافور	ڈیڑھ ماشہ

تینوں اشیاء کو بموجب وزن ایک عمدہ وصاف لوہے کے کھرل میں ڈال کر آب گھیکوار کے ہمراہ خوب زوردار ہاتھوں سے کامل چھ گھنٹے تک کھرل، پھر اس کی پتلی پتلی چھوٹی ٹکیاں بنا کر خشک کر کے کوزہ گلی میں گل حکمت کر کے سکھالیں۔ پھر کسی محفوظ الہوا جگہ میں ایک گڑھے کے اندر سے پانچ سیر صحرائی اوپلوں کی آنچ میں پھونک دیں۔ آگ کے خود بخود سرد ہونے پر کوزہ گلی کو گڑھے سے نکال کر بہ احتیاط کھول کر ٹکیوں کو نکال لیں اب ان کو کھرل میں ڈال کر پیس لیں۔ اور ذیل کے طریقہ سے دوسری آنچ دیں۔

دوسری آنچ

مذکورہ فولاد............

ہڑتال ورقیہ مصفےٰ	ایک تولہ
کافور	ڈیڑھ ماشہ

جس طرح پہلی آنچ کے دوران میں جملہ اشیاء کو آب گھیکوار کے ہمراہ کھرل کر کے آگ دی تھی بلکہ اسی طرح پہلی آنچ دیئے کے بعد حاصل ہوئے فولاد کو ہڑتال ورقہ مصفی ومشک کافور کے ہمراہ آب گھیکوار میں کھرل کر کے بدستور آگ دیں۔ غرضیکہ ترکیب تیاری وہی ہے صرف اشیاء کا فرق ہے بار بار انہی الفاظ کو دہرانا موزوں نہیں معلوم ہوتا ہے۔ اس لیے صرف ہر آنچ کی اشیاء کو تحریر کرنے ہی پر اکتفا کیا جائے گا۔ باقی ترکیب تیاری بالکل پہلی آنچ کی مانند ہی ہے۔ خوب سمجھ لیں۔

تیسری آنچ

مذکورہ فولاد............

گندھک آملہ سار مصفی ایک تولہ

کافور ڈیڑھ ماشہ

ٹھیک پہلی آنچ کی مانند تمام اشیاء کو کھرل کر کے آگ دیں۔

چوتھی آنچ

مذکورہ فولاد.........

سیماب مصفی ایک تولہ

کافور ڈیڑھ ماشہ

بالکل پہلی آنچ کی مانند تمام اشیاء کو کھرل کر کے آگ دیں۔

پانچویں آنچ

مذکورہ فولاد.........

سم الفار سفید ایک تولہ

کافور ڈیڑھ ماشہ

بالکل پہلی آنچ کے مانند تمام اشیاء کو کھرل کر کے آگ دیں۔

چھٹی آنچ

مذکورہ فولاد.........

ہڑتال ورقیہ مصفی ایک تولہ

کافور ڈیڑھ ماشہ

بالکل پہلی آنچ کی مانند تمام اشیاء کو کھرل کر کے آنچ دیں۔

ساتویں آنچ

مذکورہ فولاد.........

گندھک آملہ سار مصفی ایک تولہ

کافور ڈیڑھ ماشہ

بالکل پہلی آنچ کی مانند تمام اشیاء کو کھرل کر کے آگ دیں۔

آٹھویں آنچ

مذکورہ فولاد..........

سیماب مصفےٰ	ایک تولہ
کافور	ڈیڑھ ماشہ

بالکل پہلی آنچ کی مانند تمام اشیاء کو کھرل کر کے آگ دیں۔

نویں آنچ

مذکورہ فولاد..........

سم الفار سفید	ایک تولہ
کافور	ڈیڑھ ماشہ

بالکل پہلی آنچ کی مانند تمام اشیاء کو کھرل کر کے آگ دیں۔

دسویں

مذکورہ فولاد..........

ہڑتال ورقیہ مصفےٰ	ایک تولہ
کافور	ڈیڑھ ماشہ

بالکل پہلی آنچ کی مانند تمام اشیاء کو کھرل کر کے آگ دیں۔

گیارہویں آنچ

مذکورہ فولاد..........

گندھک آملہ سار مصفی	ایک تولہ
کافور	ڈیڑھ ماشہ

بالکل پہلی آنچ کی مانند تمام اشیاء کو کھرل کر کے آگ دیں۔

بارہویں آنچ

مذکورہ فولاد..........

سیماب مصفےٰ ایک تولہ

کافور ڈیڑھ ماشہ

بالکل پہلی آنچ کی مانند تمام اشیاء کو کھرل کر کے آگ دیں۔

تیرھویں آنچ

مذکورہ فولاد...............

سم الفار سفید ایک تولہ

کافور ڈیڑھ ماشہ

بالکل پہلی آنچ کی مانند تمام اشیاء کو کھرل کر کے آگ دیں۔

چودھویں آنچ

مذکورہ فولاد...............

ہڑتال ورقیہ مصفےٰ ایک تولہ

کافور ڈیڑھ ماشہ

بالکل پہلی آنچ کی مانند تمام اشیاء کو کھرل کر کے آگ دیں۔

پندرھویں آنچ

مذکورہ فولاد...............

گندھک آملہ سار مصفی ایک تولہ

کافور ڈیڑھ ماشہ

بالکل پہلی آنچ کی مانند تمام اشیاء کو کھرل کر کے آگ دیں۔

سولھویں آنچ

مذکورہ فولاد...............

سیماب مصفےٰ ایک تولہ

کافور ڈیڑھ ماشہ

بالکل پہلی آنچ کی مانند تمام اشیاء کو کھرل کر کے آگ دیں۔

نکات

① اگر مذکورہ ترکیب کا آپ بغور مطالعہ فرمائیں تو آپ پر یہ بخوبی روشن ہو جائے گا۔ کہ اس کشتہ کی ترکیب تیاری کے چار دور ہیں۔ یعنی ہر چار آنچ کا ایک دور ہے۔

② ہر دور کی پہلی چار آنچ۔ دوسری چار آنچ' تیسری چار آنچ اور چوتھی چار آنچ کی کھرل کی جانے والی اشیاء یکساں ہیں۔

③ سولہ آنچ میں سم الفار سفید۔ ہڑتال ورقیہ مصفےٰ۔ گندھک آملہ سار مصفےٰ۔ پارہ مصفےٰ ہر چہار اشیاء چار چار تولہ اور کافور دو تولہ خرچ ہوتا ہے۔ اور اسی لیے اجزائے ترکیب میں یہ اشیاء یکمشت اسی نسبت سے درج کر دی گئی ہیں۔

④ اگر چہ سولہ آنچ دینے سے فولاد کا نہایت اعلیٰ و بہترین کشتہ تیار ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس کے پاسنگ کا کشتہ ملنا کوئی آسان نہیں۔ لیکن بیان کیا جاتا ہے کہ اگر اس تیار شدہ کشتہ کے اندر ذیل کے عمل سے بیر بہوٹیوں کا اثر جذب کر دیا جائے۔ تو نورٌ علیٰ نور کے مصداق ہو جاتا ہے۔ یعنی اس کے افعال وخواص میں عجیب اضافہ ہو جاتا ہے۔ اور قوت باہ کو بڑھانے کے لیے تو خاص کر اکسیر الاثر ہو جاتا ہے۔ تاہم جن لوگوں کو بیر بہوٹی کے استعمال سے پرہیز ہو وہ بیر بہوٹی ملائے بغیر یونہی بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ ان کی آمیزش کے بغیر بھی یہ کشتہ بے نظیر فوائد کا حامل ہے۔ کوئی معمولی کشتہ نہیں ہے۔ بیر بہوٹی ملانے کا عمل ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

سولہ آنچ سے تیار شدہ کشتہ فولاد کو مع ہموزن بیر بہوٹیوں کے ایک آہنی کڑاہی میں ڈال کر چولہے پر سوار کریں۔ اور نیچے آنچ دیں۔ کشتہ فولاد اور بیر بہوٹیوں کو کسی سیخ آہنی وغیرہ سے خوب رگڑتے جائیں۔ تاکہ فولاد کے کشتے میں بیر بہوٹیوں کا اثر جذب ہو جائے۔ جب تمام بیر بہوٹیاں جل کر خاکستری ہو جائیں۔ تو کڑاہی کو نیچے اتار لیں۔ اور سرد ہونے پر فولاد کو کھرل میں ڈال کر خوب زوردار ہاتھوں سے رگڑ کر بہ احتیاط شیشی میں ڈال کر محفوظ رکھیں۔

کچھ تجربہ کی باتیں

① شری پنڈت کرشن کنور دت جی شرما مرحوم ایڈیٹر ''آب حیات'' ماہ دسمبر ۱۹۳۷ء کے پرچہ میں رقم طراز ہیں۔

''جب میں نے پہلے پہل یہ کشتہ حکیم غلام محمد صاحب ناظم لاہور کے قلم سے جناب حکیم محمد یوسف صاحب حضروی کی ایک تصنیف اسرار باہ کے پہلے ایڈیشن میں (جو ۱۳۴۶ھ میں یعنی آج سے دس سال پیشتر شائع ہوا تھا) دیکھا تو مجھے اس کے تیار کرنے کا اشتیاق پیدا ہوا.........

صاحب نسخہ جناب حکیم غلام محمد صاحب ناظم نے مجھے بتایا کہ اس کشتہ کی تیاری میں ایک راز کی بات ہے۔ جو میں نے صفحہ قرطاس پر ظاہر نہیں کی۔ کہ اسے جو پانچ سیر اپلوں کے انگاروں کی آنچ دی جاتی ہے۔ وہ وزن انگریزی نہیں ہے۔ بلکہ طبی ہے۔ یہاں سیر ۸۰ تولہ کا نہیں بلکہ ۳۳ تولہ ۹ ماشہ کا چاہیے۔''

ہم نے اپلوں کو انگریزی سیر کی بجائے طبی سیر کے مطابق شمار کر کے یہ کشتہ تیار کر کے دیکھا ہے کہ جس سے تجربہ معلوم ہوا ہے کہ یہ قطعاً کوئی راز کی بات نہیں ہے۔ البتہ مبالغہ آمیز بات ضرور ہے۔ اس طریق سے کشتہ تیار کرنے پر آگ کا وزن مطلوبہ وزن سے بہت کم رہتا ہے۔ کہ جس سے معیار کے مطابق کا کشتہ تیار نہیں ہونے پاتا۔ اس لیے ہمیشہ انگریزی تول کے پانچ سیر اپلوں کی آگ دینی چاہیے۔ قطعاً کوئی کمی بیشی نہ کریں۔

(۴) چکتسا چندرا ودے میں اس کی ترکیب تیاری کو وضاحت کرتے ہوئے ''آخری کام'' کے عنوان کے تحت لکھا ہے۔

اس بھسم کو ایک لوہے کی کڑاہی میں ڈال دو۔ جتنی یہ بھسم ہوتی ہی خشک بیر بہوٹیوں کو لے کر کڑاہی میں رکھی بھسم کے اوپر ڈال دو۔ کڑاہی کے نیچے آگ جلاؤ۔ جب ساری بیر بہوٹیاں جل جائیں انہیں اڑا دو۔ بیر بہوٹیاں اڑ جائیں گی۔ پھر اس کی ٹانگیں رہ جائیں گی ٹانگوں کو ہوشیاری سے نکال دو۔ بس بھسم تیار ہے۔''

پھر آگے ''ساودھان'' یعنی انتباہ کے عنوان کے تحت لکھا ہے۔

''بیر بہوٹیوں کی ٹانگیں بھسم سے نکالنے میں بڑی دقت ہوتی ہے۔ بڑی پتے ماری (ہمت و محنت) سے ٹانگیں نکلتی ہیں۔ ہمیں تو ایک بار بھسم کو ایک پیالے میں رکھ کر اوپر سے پانی بھر دینا پڑا۔ تب ساری ٹانگیں پانی پر آ گئیں اور جسم نیچے رہ گئی۔ ہم نہیں کہہ سکتے۔ مذکور الصدر دونوں پنڈت جی بیر بہوٹیوں کی ٹانگیں کس طرح بینتے (علیحدہ کرتے) ہیں۔ ساری ٹانگیں بین بین کر نکال دینا آکاش (آسمان) کے تارے گننا۔ ہماری رائے میں کیسی بھی

زبردست بنائی ہو۔ کچھ نہ کچھ ٹانگیں بھسم میں ضرور رہ جاویں گی۔

ہم نے بیسوں مرتبہ اس کشتہ کو تیار کیا ہے۔ لیکن بیر بہوٹیوں کی ٹانگوں کو چن چن کر الگ کرنے کی نہ تو کوئی نوبت پیش آئی ہے۔ اور نہ کبھی یہ تکلیف درپیش آئی ہے جب کبھی یہ کشتہ تیار کرتا ہوں تو چلتسا چندر اودے کے مصنف کی تحریر کرہ مذکور الصدر سطور ہمیشہ یاد آ کر حیران کر دیتی ہیں نامعلوم بیر بہوٹیوں کی ٹانگیں کس خاص مصالحہ کی بنی ہوئی ہیں۔ کہ بیر بہوٹیوں کا بقیہ تمام حصہ آگ کی نذر ہو جاتا ہے۔ لیکن ان کی ٹانگیں جوں کی توں باقی رہ جاتی ہیں۔ جل کر خاکستر نہیں ہونے پاتیں۔

(۳) تجربہ سے معلوم ہوا ہے' کہ اگر سولہ آنچ سے تیار شدہ کشتہ فولاد کو بیر بہوٹیوں کے ہمراہ ملا کر نرم آنچ دے کر پکایا جائے تو کشتہ فولاد سیاہی مائل رنگ کا تیار ہوتا ہے۔ جو کہ فوائد میں بے نظیر ہونے کے باوجود بھی خوشنما نہ ہونے سے اکثر پسند نہیں کیا جاتا ہے۔ چونکہ معمولی سے معمولی کشتہ فولاد بھی سرخی مائل رنگ کا ہی پسند کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اگر اس سیاہی مائل کشتہ فولاد کو آب گھیکوار کے ہمراہ تین چار گھنٹے کھرل کر کے پانچ سیر اپلوں کی ایک اور آنچ دے دی جائے تو کشتہ سیاہی مائل نہ رہ کر خوشنما سرخی مائل رنگ کا تیار ہو جاتا ہے۔

(۴) نرم نرم آنچ نہ دے کر اگر خوب تیز آنچ دی جائے تو کشتہ سیاہی مائل رنگ کا تیار نہ ہو کر سرخی مائل رنگ کا تیار ہوتا ہے اور پھر آب گھیکوار سے کھرل کر کے آگ دینے کی کوئی خاص ضرورت نہیں ہوتی اگر دے دی جائے۔ تو زیادہ لطیف اور خوش نما ہو جاتا ہے۔

مقدار و ترکیب استعمال: نصف تا ایک رتی صبح و شام ایک چھٹانک بھر مکھن یا بالائی میں رکھ کر کھلائیں۔ اوپر سے مصری ملا ہوا دودھ پلائیں۔

غذا: انار' سیب' انگور شیریں' اود دیگر تقویت دینے والے پھل کھلائیں۔ نیز عام غذا روٹی' پوری دال' چاول اور سبزیاں استعمال کریں۔ اس کے دوران استعمال میں دودھ' گھی زیادہ استعمال کرنا چاہیے۔

پرھیز: سرخ مرچ' ترشی تیل کی پکی ہوئی اشیاء' قابض' ثقیل' گرم خشک چیزوں اور جماع سے پرہیز لازمی ہے۔

فوائد: فولاد کا یہ ایک عجیب وغریب اور نادر ونایاب کشتہ ہے۔ جس کے افعال میں خواص تعریف وتوصیف سے بالاتر ہیں۔ جو بھی اسے استعمال کرتا ہے۔ وہ اس کے معجزہ کار اثرات کی وجہ سے اس کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔ یہ معدہ وجگر کو طاقت دیتا ہے۔ کہ جس سے قوت ہاضمہ حیرت انگیز طور پر تیز ہو جاتی ہے۔ دودھ مکھن، گھی، ملائی اور مقوی غذائیں خوب ہضم ہو کر جزوبدن بنتی ہیں۔ بالکل کمزور وناتواں مریضوں کے جسم میں بھی تازہ وصالح خون کثیر مقدار میں پیدا ہونے لگتا ہے۔ اور ڈیڑھ دو ماہ کے استعمال سے چہرہ کا رنگ شنگرف کی طرح سرخ اور قندھاری انار کی طرح دلفریب بن جاتا ہے۔ قوت باہ میں خوب ہیجان پیدا کرتا ہے۔ جس سے قوت مردمی کے اکثر مایوس مریض بھی از سرنو جوانی کے لطف ولذت سے بہرہ اندوز ہونے لگتے ہیں۔ غرضیکہ اس کا یا پلٹ اکسیر کی بدولت کثرت عیاش یا بچپن کی بے ہودہ کارگزاریوں وغیرہ سے برباد شدہ طاقت از سرنو واپس آجاتی ہے، چنانچہ جو اپنی جوانی چورا ہے میں لٹا کر بیسیوں عوارض کا شکار بن چکے ہوں۔ عورت کا نام سنتے ہیں گھبرا جاتے ہوں۔ اس کا ماہ ڈیڑھ ماہ کا استعمال ان کی تمام جسمانی کمزوریوں کو نیست ونابود کر کے ان کے قوت مردمی کے سوئے ہوئے جذبات کو بیدار کر دیتا ہے۔ غرضیکہ نئی طاقت اور جوانی پیدا کرنا اس کا فعل خواص ہے۔

امر حقیقی

اس بات کے ماننے میں تو انکار نہیں۔ کہ یہ ایک نہایت موثر مفید اور بے نظیر فوائد کا حامل کشتہ فولاد ہے لیکن اس کی کہانی میں جن فوائد کا یہ دعویدار بیان کیا گیا ہے۔ ان میں سراسر مبالغہ آمیزی سے کام لیا گیا ہے اور تجربہ کی کسوٹی پر یہ اس معیار پر پورا نہیں اتر سکا۔ دیگر چونکہ اس کی داستان میں شری پنڈت ٹھاکر ودت جی شرما موجد امرت دھارا کا بھی امتیازی طور پر ذکر آیا ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ حقیقتاً آپ کو ہی اس کے افشا کرنے کا فخر حاصل ہے۔ اور آپ کے نام کی ہی بدولت اس کو خاص ناموری وشہرت حاصل ہوئی ہے۔ اس لیے یہ نہایت موزوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے اس نسخہ کے متعلق جو ذاتی خیالات ہیں، وہ بھی ناظرین کے پیش خدمت کر دیے جائیں۔ تاکہ آپ کسی مغالطہ میں نہ رہ کر امر حقیقی سے آگاہ ہو جائیں۔ چنانچہ آپ ''دھونتری'' (دجے گڑھ ضلع علی گڑھ) کے ''پرش انک'' میں تحریر فرماتے ہیں۔

ہم نے اپنے اخبار ''دیس اپکارک'' میں ایک بار ایک حکیم کا فولاد کا نسخہ لکھا تھا۔ اس کی تعریف یہاں تک لکھی تھی۔ کہ کسی کو سادھو نے اس کی چار پانچ خوراک دیں۔ اس نے ایک ہی ساتھ کھالیں تو اسی دن نامردی دور ہو کر یہ حالت ہوئی جس کا بیان مناسب نہیں۔ اس نسخہ کو ویسے ہی لکھ کر میں نے یہ بھی لکھا تھا کہ عمدہ کشتہ ہے۔ لیکن جو اوصاف لکھے تھے وہ نہیں آئے۔ ہمارے نسخہ کو کچھ اشتہار باز اشتہاروں میں چھاپ کر یہ بھی لکھ رہے ہیں۔ کہ ہماری رائے میں اس سے بڑھ کر کوئی بھی طاقت دینے والا مقوی نسخہ نہیں دیکھا گیا۔ یہ مبالغہ آمیزی اور جھوٹ ہے۔ اور ہمارے نام کو اپنے فائدہ کی خاطر استعمال کرنا ہے۔ چاہے اس سے ہماری بدگوئی ہی ہو۔ ہم نے سیروں بنایا اور برتا۔ دو ماہ کھانے سے اچھا فائدہ ہوتا ہے۔ لاثانی نسخہ کہنا تو ٹھیک نہیں ویسے بہت نسخوں کے ساتھ عمدہ کی بجائے لاثانی بھی لکھا جائے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ دوسرا کوئی نسخہ اس جیسا نہیں ہوسکتا۔............................

اس کشتہ فولاد کو ٹھیک بیس تولہ عمدہ فولاد کو ریتی سے گھسا کر ہم نے بنوایا۔ جب آنچیں ختم ہوئیں۔ تو عمدہ رنگ کا کشتہ فولاد تیار ہوا۔ لیکن جب بیر بہوٹیوں کے ساتھ آگ پر رکھا تو رنگ سیاہ ہو گیا۔ ہم نے چاروں ادویہ میں ایک ایک آگ اور دی اور تب یہ عنابی رنگ کا بہت عمدہ کشتہ تیار ہوا۔ ہم نے یہ کشتہ کئی بیماروں کو دیا ہے۔ فائدہ کرتا ہے۔ اور اگر کوئی اس کو دو ماہ تک استعمال کرلے۔ تو لازمی طور پر جسم کو گانٹھ دے گا۔ چہرہ کو لال کرے گا لیکن جو اوصاف اس کے لکھے گئے ہیں۔ وہ ہم نے نہیں دیکھے۔

ایک دیگر عالمانہ رائے

شری پنڈت کرشن کنوردت جی شرما مرحوم ایڈیٹر رسالہ آب حیات ٹوہانہ ماہ دسمبر ۱۹۳۷ء کے پرچہ میں اس کشتہ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

ان اجتہادات کے بعد جو کشتہ تیار ہوا۔ وہ ایسا لاجواب تھا۔ کہ اس کے مقابلہ کا کشتہ فولاد میں نے کسی بھی دواخانہ میں نہیں دیکھا۔ بعض دواخانے سو سو اور دو دو سو روپیہ تولہ کا کشتہ فولاد فروخت کر رہے ہیں۔ لیکن اگر آپ میری اس لائن کی واقفیت اور تجربہ کو اس اشتہار سے اور اس اشتہار سے متاثر ہو جانے والے اپنے اندھا دھند اعتقاد سے زیادہ قابل اعتبار سمجھیں تو میں آپ کو صاف لفظوں میں بتا دوں کہ دو دو سو روپیہ تولہ کے حساب سے بکنے والے کشتے اس

کشتہ کے پاسنگ بھی نہیں ہیں اور اگر یہ کشتہ کوئی ایسی بے خطا اکسیر نہیں ہے جس سے سو فی صدی فائدہ کی توقع رکھی جا سکے تو یاد رکھیے کہ وہ دو دو سو روپیہ تولہ کے حساب سے بکنے والے کشتے بھی آب حیات کے گھونٹ نہیں ہیں کہ ان سے مردے زندہ ہو سکیں۔ جہاں تک فن کا تعلق ہے۔ میں مختلف دواخانوں کے ذاتی مشاہدہ کی بنا پر بلا خوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ دو دو سو روپیہ تولہ کے حساب سے بکنے والوں کشتوں (فولاد کے کشتے) کی ترکیب تیاری میں کوئی ایسی خاص بات میں نے نہیں دیکھی جو انہیں اس کشتہ سے ممتاز کرتی ہو۔ بلکہ میں یہ کہنے کی بلا خوف تردید جرأت کرتا ہوں کہ ان میں سے پیشتر کشتہ جات اس کے پاسنگ بھی نہیں ہیں۔ دو دو سو تولہ قیمت کی وجہ سے وہ زیادہ مفید و موثر معلوم ہوتے ہیں۔ ورنہ ان کی ترکیب تیاری میں کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ لیکن خیال رہے کہ یہ ذکر موجودہ وقت کے مشہور و معروف دواخانوں کے کشتہ فولاد کا ہے۔ ورنہ فی نقطۂ نگاہ سے متذکرہ بالا کشتہ فولاد سے۔ بہتر کشتہ جات فولاد بھی ہو سکتے ہیں۔ اور ہیں۔ لیکن ان کے ذکر کا یہ موقعہ نہیں ہے۔"

مقدار و ترکیب استعمال آدرش رسائن

ایک گولی صبح سویرے گرم دودھ کے ہمراہ ایک دوپہر کو کھانا کھانے کے بعد ہمراہ آب نیم گرم اور ایک گولی رات کو سوتے وقت دودھ سے دیں۔ اگرچہ میں اس کی تین گولیاں ہی روزانہ استعمال کراتا ہوں۔ لیکن کئی مریضوں کو تین گولیاں کچھ گرمی کرتی ہیں۔ ایسی صورت میں دو گولیوں ہی کا استعمال کافی رہتا ہے۔ یعنی ایک گولی صبح اور ایک گولی شام ہمراہ شیر گرم دودھ دیں۔ لیکن جس وقت ان کا استعمال موافق آ جائے تو اول الذکر طریق کے مطابق ان کا استعمال جاری کر دیں۔ یعنی ہر روز تین گولیاں کھلانی شروع کر دیں۔ نیز ان کے دوران استعمال میں دودھ مکھن، بالائی وغیرہ بہترین و مقوی غذا کا استعمال حسب ہضم زیادہ ہونا چاہیے۔

افعال و منافع آدرش رسائن

یہ عجیب الفعل دوا دل و دماغ، معدہ و جگر اور گردہ و مثانہ کو تقویت دے کر باہ کو بنیادی طور پر مضبوط بنا دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس سے پیدا ہونے والی قوت باہ دیرپا اور مستقل ہوتی ہے۔ یہ معدہ و جگر کو غیر معمولی تقویت دیتی ہے۔ کہ جس سے بھوک خوب چمک اٹھتی

ہے۔ اور دودھ۔ گھی، مکھن، ملائی اور دیگر مقوی غذائیں بلا کسی تکلیف کے ہضم ہو کر۔ جزو بدن بننے لگتی ہیں۔ صاف صالح خون اس قدر کثیر مقدار میں پیدا ہوتا ہے۔ کہ جلد ہی چہرہ پر سرخی کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ نیا گوشت و پوست پیدا ہو کر جسم مضبوط و توانا ہو جاتا ہے۔ المختصر جسم انسانی کی تمام کھوئی ہوئی طاقتیں دوبارہ حاصل ہو جاتی ہیں۔ اس طرح بنیادی طور پر باہ کو تقویت دینے کے علاوہ یہ براہ راست بھی عضو مخصوص میں تحریک و ہیجان پیدا کرتی ہے۔ بچپن کی بے اعتدالیوں اور کثرت مباشرت بھی عضو مخصوص میں تحریک و ہیجان پیدا کرتی ہے۔ بچپن کی بے اعتدالیوں اور کثرت مباشرت کی وجہ سے پیدا ہوئی خرابیوں کو دور کرنے کے لیے یہ دوا خصوصیت سے عجیب الاثر ہے۔ واضح رہے کہ جریان واحتلام کے مریضوں کو اسے استعمال نہیں کرنا چاہیے۔ ورنہ ان کی شکایات اس سے بڑھ جائیں گی۔ اس لیے اس کے استعمال سے پیشتر دوسری دواؤں (مثلاً چندر پر بھاوٹی۔ چندر کلاوٹی۔ برہت بنگیشور رس۔ چند کانتا گولیاں اور نشاط زندگی وغیرہ) سے جریان وغیرہ کو دور کرنے کے بعد اسے استعمال کرنا چاہیے۔ اور اس سے اس قدر قوت باہ پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ اپنی جوانی کی ولولہ انگیز امنگوں کو بخوبی پورا کر سکتا ہے۔ غرضیکہ ضعف باہ اور نامردگی کو دور کرنے کے لیے ہر لحاظ سے یہ دوا جامع ہے۔

۲ جریان کی شرطیہ گولیاں

گپتا اینڈ کمپنی کے چندر گپت اور شدھالیہ ٹوہانہ کی یہ مشہور و معروف پیٹنٹ گولیاں ہیں جو ان کے ہاں کثرت سے بنتی اور فروخت ہوتی ہیں۔ اور اپنے فوائد کی وجہ سے کافی شہرت حاصل کر چکی ہیں۔ صاحب نسخہ کا ان کے خواص و فوائد کے متعلق ارشاد ہے۔ کہ ان کے استعمال سے پیشاب کے ساتھ آگے یا پیچھے یا درمیان میں دھات کا بہنا قطعی طور پر بند ہو جاتا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ جریان سے پیدا ہونے والی اکثر کمزوریاں بھی دور ہو جاتی ہیں۔ نئی اور تازہ منی کافی مقدار میں پیدا ہوتی ہے۔ پتلی منی گاڑھی ہو جاتی ہے۔ دل دماغ کو طاقت حاصل ہوتی ہے۔ نیا خون پیدا ہو کر چہرہ پر رونق آ جاتی ہے۔ جسم کی کمزوری دور ہو کر کافی قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ غرضیکہ جریان یا جریان سے پیدا ہونے والی تمام بیماریوں کو دور کرنے کے لیے یہ دوا اکسیر ہے فی الواقع جریان واحتلام کے لیے یہ گولیاں میرے تجربہ میں بھی مفید و مجرب ثابت ہوتی ہیں۔ اسی لیے ناظرین کی خاطر یہ بے بہا تحفہ حاضر کیا جاتا ہے۔

اجزائے نسخہ: شدھ شلاجیت آفتابی' آملہ' منقی' برگ بھانگ مصفی' ہلدی' رسونت مصفےٰ ہر ایک تین تولہ' جائفل' ایلوا مصفےٰ' کافور' ہر ایک دو تولہ' بچ' کشتہ چاندی بہترین ہر دو ایک ایک تولہ' کشتہ سہ دھاتا بہترین ایک چھٹانک' افیون دو ماشہ۔

ترکیب تیاری: ایک عمدہ وصاف کھرل میں شلاجیت' رسونت' ایلوا مصفےٰ اور کافور کو باریک پیس کر پانی کی مدد سے اس قدر کھرل کریں کہ یہ جملہ اشیاء ملائی کی مانند یکجان و ملائم ہو جائیں بعد ازاں ان میں دیگر بقیہ نباتاتی اشیاء کے باریک کپڑ چھان سفوف کو شامل کر کے خوب کھرل کریں پھر بعد میں کشتہ جات آمیز کریں۔ اور تمام مرکب کو پانی ملا کر دو تین گھنٹے زوردار ہاتھوں سے کھرل کر کے دو۔ دو رتی کی گولیاں بنائیں۔

نکات

❶ میرے مرحوم دوست جناب پنڈت کرشن کنوردت صاحب شرما ایڈیٹر رسالہ آب حیات (ٹوہانہ) ہی نے پہلی مرتبہ ان گولیوں کے پوشیدہ نسخہ کی نقاب کشائی کی تھی۔ چنانچہ آپ نے اس نسخہ میں کافور بھیم سینی خانہ ساز کے ڈالنے کا ارشاد کیا تھا۔ لیکن ہم جب بھی ان گولیوں کو بنواتے ہیں۔ ان میں ہمیشہ بازار میں عام دستیاب ہونے والا خالص کافور ہی شامل کرتے ہیں۔ کیونکہ مختلف دواخانوں کی یہ ادویہ ذاتی مشاہدہ کی بنا پر بلاخوف تردید کہہ سکتے ہیں۔ کہ کئی مشہور نسخہ جات میں کافور بھیم سینی کے ڈالنے کو تحریر تو کر دیتے ہیں۔ لیکن یہ صرف دوسروں کو مغالطہ میں رکھنے کے لیے ہی ہوتا ہے۔ اگر ان کے وہی تیار شدہ نسخہ جات ملاحظہ فرمائے جائیں۔ تو بس ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور والا معاملہ ہوتا ہے۔ نیز علمی نقطہ نگاہ سے بھی جریان واحتلام کی ادویہ میں کافور بھیم سینی کا ڈالنا موزوں نہیں ہے۔ کیوں کہ یہ محرک ہوتا ہے اور محرک ادویہ جریان و احتلام کے مریضوں کے لیے غیر مفید ہوتی ہیں۔ البتہ مقوی باہ ادویہ میں اس کا شامل کرنا موزوں ہوتا ہے۔

❷ کشتہ چاندی بہترین طریقہ کا تیار کردہ ہونا چاہیے۔ معمولی کشتہ کو شامل نسخہ کر کے پورے فائدہ کی امید نہ رکھیں۔ چنانچہ آیورویدک فارما کوپیا میں کشتہ چاندی کی بہترین تراکیب درج ہیں۔ اس لیے اس کتاب کا مطالعہ ناظرین کے لیے بے حد

مفید رہے گا۔

۳ یوں تو کشتہ سہ دھاتا کی کئی بہترین تراکیب ہیں۔ لیکن پوست کو کنار سے تیار ہونے والا کشتہ سہ دھاتا[ا] اپنی قسم کا بالکل لاثانی اکسیر الاثر کشتہ ہے۔ کیونکہ سالہا سال کے تجربات کے بعد یہ تراکیب بہترین ثابت ہو چکی ہے۔ اس لیے ہم دیگر تمام طریقہ جات سے تیار کردہ کشتہ جات پر اسے سب سے زیادہ فوقیت دیتے ہیں۔ اور حقیقتاً ہے بھی اسی قابل۔

ترکیب استعمال: ایک گولی صبح نہار منہ اور ایک گولی رات کو سوتے وقت تازہ پانی کے دو چار گھونٹ کے ہمراہ نگلوا دیا کریں۔

فوائد: جریان واحتلام کے لیے یہ گولیاں واقعی بہت مفید و موثر ہیں۔

ترکیب تیاری کشتہ سہ دھاتا پوست کو کنار والا

ا ایک چولہے میں خوب تیز آنچ روشن کر کے اس کے اوپر ایک صاف آہنی کڑاہی سوار کر دیں جب کڑاہی کا پیندا لال سرخ ہو جائے تو اس میں تین پاؤ سہ دھاتا مصفی کو ڈال دیں۔ اور تین چھٹانک جو کوب کردہ پوست کو کنار کو اپنے پاس رکھ لیں۔ جب تمام سہ دھاتا بالکل پگھل جائے۔ تو اس میں پوست کو کنار کی ایک چٹکی ڈال دیں۔ اور آہنی رگڑا اسے خوب رگڑتے جائیں۔ جب پوست کو کنار جل کر بالکل راکھ ہو جائے۔ تو ایک دیگر چٹکی ڈال کر بدستور آہنی رگڑا سے رگڑتے جائیں۔ غرضیکہ اس طرح پوست کو کنار کی ایک ایک چٹکی ڈالتے جائیں۔ اور آہنی رگڑا سے رگڑتے جائیں حتی کہ تمام پوست کو کنار ختم ہو کر سہ دھاتا کی عمدہ خاکستر تیار ہو جائے گی۔ پھر اس تمام خاکستر کو کڑاہی کے پیندے میں اکٹھا کر لیں۔ اور بغیر ہلائے جلائے مزید ایک گھنٹہ بدستور خوب تیز آگ دیں۔ بعد ازاں کڑاہی کو چولہے سے اتار کر سرد ہونے کے لیے رکھ دیں۔ سرد ہونے پر تمام دوا کو کڑاہی میں سے نکال لیں۔

اب اسے کسی صاف نہ گھسنے والے پتھر کی کھرل میں ڈال کر گھیکوار کے گودہ کے ہمراہ تین چار گھنٹے خوب زور دار ہاتھوں سے کھرل کر کے ٹکیاں بنا کر خشک کر لیں۔ بعد ازاں ان ٹکیوں کو دو سکوروں میں گل حکمت کر کے۔ کسی محفوظ الہوا جگہ میں دس سیر اوپلوں کی آنچ میں پھونک دیں۔ آگ کے سرد ہونے پر سکوروں کو راکھ سے نکال کر بہ احتیاط کھول کر ٹکیوں کو نکال لیں۔ اور پھر ان کو گھیکوار کے گودہ سے تین چار گھنٹے زور دار ہاتھوں سے کھرل کر کے بطریق مذکورہ صدر آنچ دے دیں۔ غرضیکہ ←

۳ حب نزلہ

اجزائے نسخہ: شدھ میٹھا تیلیہ، جائفل ہر ایک ایک تولہ، جاوتری، شدھ شلاجیت آفتابی ہر ایک نصف تولہ، افیون، زعفران کشمیری ہر ایک تین ماشہ

ترکیب تیاری: ایک عمدہ اور پختہ نہ گھسنے والی کھرل میں شدھ میٹھے تیلیہ کے باریک کپڑ چھان سفوف کو خالص عرق گلاب خانہ ساز کے ہمراہ خوب زور دار ہاتھوں سے اڑھائی تین گھنٹے کھرل کریں اور بعد ازاں اس میں زعفران کشمیری کو ڈال کر مضبوط ہاتھوں سے اس قدر کھرل کریں کہ ہر دو ادویہ یکجان ہو جائیں اور زعفران کا کوئی معمولی سے معمولی ذرہ بھی نظر نہ آسکے۔ اب اس میں شلاجیت و افیون کو ملا کر کھرل کریں اور جب یہ تمام ادویہ آپس میں بالکل یکجان ہو جائیں تو پھر بقیہ ادویہ کو ملا کر کامل ایک روز خالص عرق گلاب خانہ ساز کے ہمراہ کھرل کر کے نصف نصف رتی کی گولیاں بنالیں۔

مقدار خوراک و ترکیب استعمال: دن میں کل تین چار گولیاں چار چار گھنٹہ کے وقفہ کے بعد ایک ایک کر کے آب گرم یا عرق گاؤزبان وغیرہ کے ہمراہ دیں۔

فوائد: یہ گولیاں نزلہ وزکام کے دفع کرنے میں بہت ہی مفید و مجرب ہیں۔ کیسا ہی نزلہ و

← اسی طرح گھیکوار کے گودہ میں کھرل کر کے دو تین آنچ دینے سے بسنتی رنگ کا نہایت خوش نما اور لطیف کشتہ تیار ہو جاتا ہے۔

نوٹ!

کشتہ کو لازمی طور پر گودہ گھیکوار سے کھرل کریں۔ اگر گھیکوار کو کاٹ کر اس کے ٹکڑے کر کے ڈالیں گے تو ہرگز خوشنما رنگ کا کشتہ تیار نہ ہوگا۔ (نمبر۲) مجربات و کشتہ جات وغیرہ کی طبی کتب میں عموماً گج پٹ کی آنچ دینے کو لکھا ہوتا ہے۔ جو قطعاً غلط ہے۔ اس قدر آنچ دے کر آپ بسنتی رنگ کے خوشنما کشتہ کے تیار ہونے کی ہرگز امید نہ رکھیں۔ بلکہ ہر مرتبہ مایوسی ہوگی۔

مقدار و ترکیب استعمال: ایک تا دو رتی صبح و شام مکھن یا دودھ کی بالائی میں رکھ کر دیں۔

فوائد: یہ مادہ تولید کو غلیظ کرنے کے لیے از حد مفید ثابت ہوا ہے۔ مرض جریان کے لیے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ اکثر پرانے سے پرانے جریان کو تین ہفتہ ہی میں نیست و نابود کر دیتا ہے۔ علاوہ ازیں کثرت احتلام اور سرعت کو بھی نہایت درجہ فائدہ مند ہے۔ یہی نہیں بلکہ سیلان الرحم۔ کو بھی مفید ہے ذیابیطس اور قرعہ کے لیے بھی نہایت مفید و مجرب ہے۔

زکام کیوں نہ ہو اکثر پہلے ہی دن آرام آنے لگ جاتا ہے۔ علاوہ ازیں امساک کے لیے مفید ہیں اور سب سے بڑی لطف کی بات یہ ہے کہ یہ بالکل بے ضرر ہیں۔

۴ اکسیر نمبر ۲۷ حبوب اقتدار

''بعد فراغت ایک دو گولیاں کھا لیجیے۔ اداسی دور۔ سستی چکنا چور۔ طاقت بحال' روزانہ صبح و شام دودھ کے ساتھ کھائیں تو جریان اور سرعت کو نافع ہیں۔''

یہ ہیں وہ اوصاف جو ''اکسیر نمبر ۲۷ حبوب اقتدار'' کے متعلق شری کوی ونود وئید بھوشن پنڈت ٹھاکر دت جی شرما موجد امرت دھارا نے اپنی فہرست ادویات میں تحریر فرمائے ہیں۔ واقعی یہ ایک آزمودہ تحفہ ہے۔ اپنے مدعا کی بہترین دوا ہے۔ ضرور بنا کر فیض یاب ہوں۔ ذیل میں اصل نسخہ ملاحظہ فرمائیں۔ جو صرف وئید جی کی بخل شکن عادت کی بدولت ہی ہاتھ آیا ہے۔

اجزاء وترکیب: الائچی سفید' جائفل' دارچینی' کشتہ ابرک سیاہ ہر چہار ادویہ اٹھارہ اٹھارہ ماشہ سپاری' گل گلاب ہر دو ایک ایک تولہ' سفید صندل' کستوری خالص ہر دو ڈیڑھ ڈیڑھ ماشہ' ورق طلاء اٹھارہ عدد' ورق چاندی بیس عدد' شلاجیت مصفی اٹھارہ ماشہ' کشتہ فولاد اکیس ماشہ' جملہ ادویہ کو بطریق معروف ایک دن عرق گلاب میں کھرل کر کے نخودی گولیاں بنالیں۔

مقدار وترکیب استعمال: بعد جماع ایک گولی صبح و شام ہمراہ دودھ دیں۔

فوائد: بعد جماع ان کے استعمال سے تمام تھکان و سستی کافور ہو کر جسم میں از سر نو تروتازگی عود کر آتی ہے۔ اور جماع کی وجہ سے ہونے والی کمزوری بالکل لاحق نہیں ہونے پاتی۔ ہر شادی شدہ آدمی کے لیے واقعی یہ ایک کارآمد تحفہ ہے۔

۵ سفوف راحت

سوزاک جیسے نامراد مرض کے لیے ذیل کا خوردنی نسخہ ہمارے تجربہ میں نہایت مفید و مجرب ثابت ہوا ہے۔ پیشاب میں جلن' سخت درد' بوند بوند ہو کر آنا۔ اور جاری شدہ پیپ کو فوراً بند کر دیتا ہے۔ اندرونی قرحہ کو صاف کر دیتا ہے۔ پندرہ بیس یوم کے متواتر استعمال سے

ہر قسم کے سوزاک کو نیست و نابود کر دیتا ہے۔ ضرور آزمائش کر کے کرشمہ قدرت دیکھیں۔

اجزائے نسخہ: شدھ شلاجیت آفتابی، ست بہروزہ خالص، ست گلو خانہ ساز، سفید رال دانہ الائچی خورد، کباب چینی، کتھ، ہر ایک کا سفوف ایک ایک چھٹانک، خالص روغن صندل میسوری ایک چھٹانک۔

ترکیب تیاری: کسی صاف کھرل میں تمام ادویہ کو ملا کر یکجان کر دیں۔ بس تیار ہے۔

مقدار و ترکیب: استعمال دو دو ماشہ کی مقدار میں دن میں تین چار مرتبہ شربت بزوری، دودھ کی لسی یا صرف سرد پانی کے ہمراہ بموجب موسم استعمال کرائیں۔

فوائد: نئے اور پرانے سوزاک کے لیے نہایت مفید و مجرب ہے۔

۶ شلاجتو آدی وٹی

بمبئی کے شری وئید یا دوجی ترکم جی آچاریہ کی یہ ذیابیطس کی بارہا کی مجرب و آزمودہ دوا ہے، ہم نے خود اسے کئی مرتبہ بنا کر استعمال کیا ہے۔ واقعی ایک زود اثر دوا ہے۔ اس کے استعمال سے اکثر مایوسی نہیں ہوتی۔

اجزائے نسخہ: کشتہ سہ دھاتا تین تولہ، سایہ میں خشک شدہ برگ نیم، برگ گڑمار بوٹی ہر دو کا سفوف نصف نصف پاؤ، شدھ شلاجیت آفتابی تین چھٹانک۔

ترکیب تیاری: کسی صاف وعمدہ کھرل میں شلاجیت کے ہمراہ آب اس قدر کھرل کریں کہ مانند لئی ہو جائے۔ پھر اس میں کشتہ سہ دھاتا کو ملا کر رگڑیں۔ بعد ازاں بقیہ ادویہ کو ملا کر ایک دو گھنٹے کھرل کر کے چار چار رتی کی گولیاں بنالیں۔

(نوٹ نمبر ا)

اگر اس نسخہ کو خاص طور پر زود اثر بنانا ہو تو اس میں کشتہ سونا چھ ماشہ یا گولڈ کلورائیڈ تین ماشہ ملا کر گولیاں بنائیں۔ اگرچہ بغیر کشتہ سونا کے بھی یہ گولیاں نہایت مفید و مجرب رہتی ہیں۔ لیکن کشتہ سونا کی آمیزش ان کے اوصاف کو واقعی چار چاند لگا دیتی ہے۔

بہترین کشتہ سونا کی ترکیب تیاری کے لیے آیورویدک فارماکوپیا میں ملاحظہ فرمائیں۔

اس میں کشتہ سونا کی دو بہترین آزمودہ تراکیب حوالہ قلم کی جا چکی ہیں۔

(نوٹ نمبر۲)

اس میں کشتہ سہ دھاتا وہی داخل کریں کہ جس کی ترکیب تیاری اس کتاب میں پیشتر ازیں باوضاحت بیان کی جا چکی ہیں۔

مقدار و ترکیب استعمال: چار چار گھنٹہ کے وقفہ کے بعد تین تین گولیاں کر کے دن میں چار مرتبہ دیں۔یعنی کل بارہ گولیاں دیں۔

ہر خوراک میں خستہ جامن یا گولر پھل کا سفوف چار چار رتی ملا کر چٹائیں۔اور اوپر سے آب برگ بیل آب برگ گلو تازہ بقدر ایک ایک تولہ پلائیں۔اگر کسی وقت اس بدرقہ سے یہ دوا نہ دی جا سکے تو آب تازہ سے بھی دے سکتے ہیں۔

فوائد: ذیابیطس اور کثرت پیشاب کی آزمودہ دوا ہے۔

۷ مدھومیہا چورن

مدھومیہ یعنی ذیابیطس کی یہ نہایت آزمودہ دوا ہے ہم اکثر اسے استعمال کرتے ہیں۔ قابل بھروسہ دوا ہونے کی وجہ سے ہی اس کا نسخہ ناظرین کے پیش خدمت کیا جا رہا ہے۔بوقت ضرورت اسے ضرور بنا کر آزمائیں اگرچہ معمولی اجزاء سے مرکب ہے۔لیکن اپنے اوصاف میں بالکل کامل و زود اثر ہے۔

اجزاء و ترکیب تیاری: برگ گڑمار بوٹی، خستہ جامن، ہر دو آٹھ آٹھ تولہ شدھ شلاجیت آفتابی چار تولہ، ست گلو خانہ ساز تین تولہ، کشتہ سکہ ایک تولہ، کسی صاف کھرل میں جملہ ادویہ کے باریک سفوف بموجب وزن لے کر باہم ملا کر یکجان کر لیں۔

یادداشت: اس میں ہمیشہ منسل کے ہمراہ تیار ہوا کشتہ سکہ ملانا چاہیے ایسے کشتہ سکہ کی آزمائش شدہ ترکیب آیورویدک فارما کوپیا میں مندرج ہے۔وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

مقدار و ترکیب استعمال: بقدر تین تین ماشہ صبح و شام شہد میں ملا کر چٹائیں اور اوپر سے آب برگ بیل سوا تولہ سے اڑھائی تولہ تک پلائیں۔اگر برگ بیل مہیا نہ ہو سکے تو اس کی

بجائے آب برگ نیم پلائیں۔

نوٹ!

اگر فی خوراک بسنت کسما کر رس ایک تا دو رتی ملایا جائے۔ تو یقین جانیں کہ واقعی سونے پر سہاگہ کا کام ہوتا ہے۔ پھر یہ ذیابیطس کے لیے کبھی خطاء نہ کرنے والی دوا بن جاتی ہے۔ مطلع رہیے کہ بسنت کسما کر رس ذیابیطس کے لیے طب آیورویدک کی ایک مشہور و معروف دوا ہے۔ نسخہ کے لیے آیورویدک فارما کوپیا ملاحظہ فرمائیں۔

فوائد: ذیابیطس کی نہایت مفید و موثر دوا ہے۔

ادارہ مطبوعات سلیمانی کی دیگر شاہکار طبی کتب
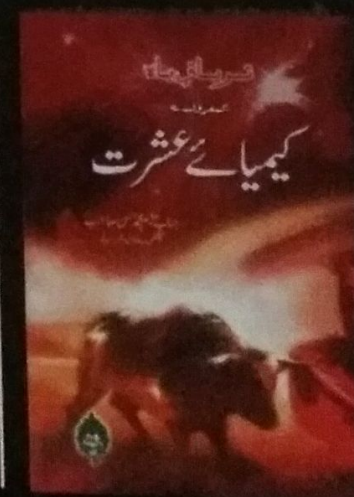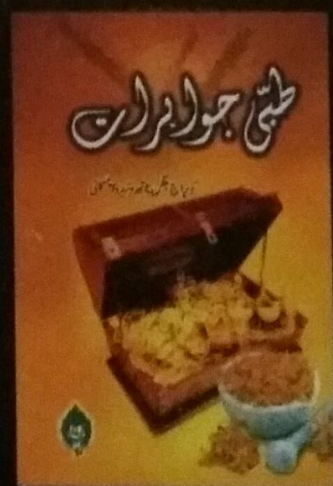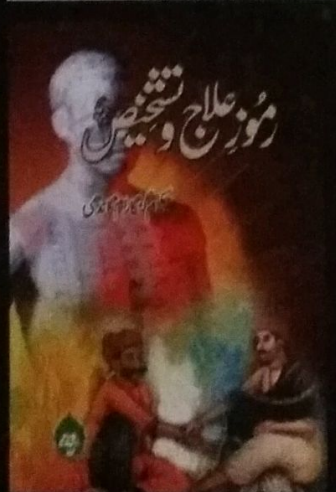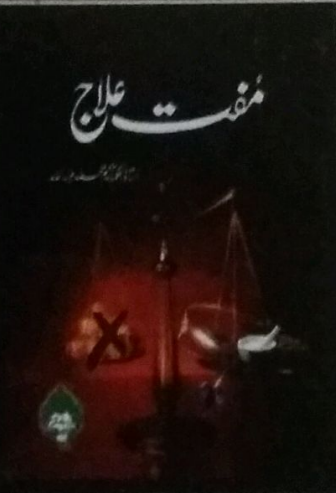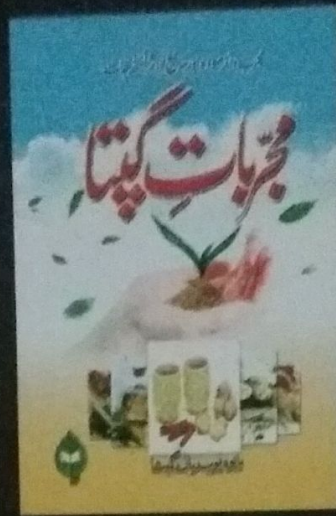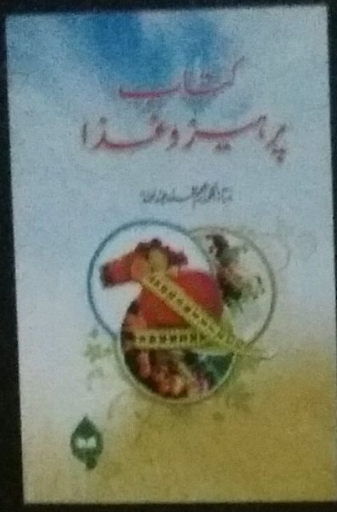
ادارہ مطبوعات سلیمانی

رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور • فون 042-37232788
042-37361408 E-mail: idarasulemani@yahoo.com
www.sulemani.com.pk